کلیاتِ علامہ خاکی
از
حسان العصر حضرت علامہ خاکی
امروہوی
صابری جامع مسجد
حسبِ فرمائش: حکیم الحاج سید محمد احمد قادری بانی وناظم جامعہ غوثیہ رضویہ سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کلیاتِ علامہ خاکیؔ


از:— نفائسِ افکارِ عالیہ

حسّان العصر حضرت علامہ خاکیؔ

امروہوی

8273744934 محمد احمد رضا قادری




نام کتاب : کلیاتِ علامہ خاکی

مصنف : علامہ الحاج سید محمد خلیل کاظمی امروہوی

مرتبہ : سید مرغوب امین کاظمی امروہوی ایم۔اے۔

سن اشاعت : جون ۲۰۰۸ء مطابق جمادی الآخر ۱۴۲۸ھ

تعداد اشاعت : دو ہزار

کمپوزنگ : صابری کمپیوٹرس اینڈ پرنٹرس، نزد جامعہ غوثیہ رضویہ، سہارنپور

مطبوعہ : Dot Line Offset Printing Press, Saharanpur

ہدیہ : Rs 200 /=

الحاج حکیم سید محمد احمد خلیلی چشتی صابری قادری

جامعہ غوثیہ رضویہ، غوث نگر، پیر والی گلی،

سہارنپور

# انتساب

میں اپنے والد محترم کی کاوشِ فکر ''عطرِ شعرستان رکازِ خاکستان'' (کلیات) کو اصل کنت کنزاً، وجہ کن فکان، نبی اوّل و آخر، خاتم المرسلین محبوب رب العالمین، نور مجسم، ہادیٔ اعظم، سرورِ کائنات، فخر موجودات، مختار کل، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفٰے صلی اللہ وآلہ وسلم، جن کی ذات جمیع الصفات ہے جن کو اللہ جل شانہٗ نے تمام جن وانس کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ جن پر خود خالقِ عالم اور اس کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں اور مومنوں کو ان پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیتے ہیں۔ نیز امہات المومنین، آل اطہار، صحابہ کبار اور اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسمائے مقدسہ کے نام منسوب کرتا ہوں

گر قبول افتد رہے عز و شرف

خاک پائے سرورِ کائنات

سید مرغوب امین کاظمی

بن حضرت علامہ سید محمد خلیل کاظمی قدس سرہٗ

# قطعۂ تاریخ کلیاتِ علامہ خاکی

از نتیجۂ فکر: سید مرغوب امین کاظمی

بادۂ توحیدِ حق کا ہے یہ میخانہ کُھلا
"کلیاتِ علامہ خاکی دیدہ زیب و جانفزا"

۱۴۲۸ھ

بادۂ حُبِ نبی سے ساغر و مینا ہیں پُر
خوب بھر بھر کر پیو پھر بھی نہ ہوگی کم ذرا

پی کے آنا ہوش میں آدابِ مئے خواری نہیں
ہے وہی میخوار جو پی کر خودی کو بھول جا

ذہن و دل پر سنتِ سرکار کا چھائے نشہ
کام سنت کے بِنا کرنے کو وہ سمجھے خطا

ہو عقیدت پڑھ کے کلیاتِ اہل اللہ سے
"اُن کی آ، تعلیم کو کاظم بنالے رہنما"

۲۰۰۸ء

# عرضِ مؤلّف

اس سحر حلال (شاعری) میں وہ بے پناہ قوتِ تاثیر پنہاں ہے جس کے اثر سے قوموں کے مزاج بدلے جاسکتے ہیں۔ ان میں جذبۂ خود آگاہی، ذوقِ جستجو، شوقِ طلب، لذتِ پرواز اور مستی کردار کے اعلیٰ جوہر پیدا کر کے ترقی کی انتہائی بلندیوں پر پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس کے ذریعہ روحانیت کی روح پھونک کر ان کو حلاج کا حرِیف بنایا جاسکتا ہے۔

قوموں کے عروج و زوال میں شاعری کا نمایاں حصہ رہا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک کسی قوم کی شاعری، ذوقِ آگہی، لذتِ طلب، اور شوق بندگی کے نغمات سے معمور رہی ہے۔ اس وقت تک وہ قوم بھی ترقی کی معراج پر نظر آئی ہے اور جب کسی قوم کی شاعری محض حسن عشق کے روائتی افسانوں، گل و بلبل کی فرضی داستانوں اور ہوس پرستی کے جذبات میں محدود ہوئی ہے تو اس قوم کے نوجواں پستیٔ کردار کا بدترین نمونہ ثابت ہوئے ہیں۔

اس مادہ پرستی کے دور میں مذہب سے بیگانگی عام ہے۔ مغربی تہذیب اور اشترا کی تحریک نے عوام کو اخلاقی اقدار، سماجی رسوم اور مذہبی اصولوں سے باغی کر رکھا ہے۔ ہمارے شعراء بھی اس ماحول سے بڑی حد تک متاثر ہیں۔ انہوں نے مذہب و اخلاق سے منہ موڑ کر اشترا کیت کے کھوکھلے اور بے جان اصولوں کی تبلیغ کو اپنا دین اور حقیقت نگاری کے پردہ میں فحش اور رکیک جذبات کی ترجمانی کو اپنا ایمان بنالیا ہے۔ اس لئے ان کے ذریعہ جو شاعری وجود میں آرہی ہے اس کا اثر پوری قوم پر ہے۔

اس اثر کو مذہبی شاعری ہی زائل کو سکتی ہے کیونکہ ہنوز مذہب کا اثر کسی حد تک باقی ہے اس لئے

میں نے محض اصلاح کی خاطر حسان العصر حضرت علامہ خاکی کے چمن افکار سے خوش رنگ وخوشبودار حمد و نعت ومناقب کے پھول چن کر ان کو ''نورونکہت''، نور رو رحمت'' اور ''عرفان خاکی'' کے نام سے خوشنما گلدستوں میں سجا کر پیش کیا تھا۔ اب برادرم الحاج حکیم سید محمد احمد خلیلی بانی ومہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ وصابری جامع مسجد سہارنپور نے ان تینوں گلدستوں کو اپنے صرف سے کلیات کی شکل میں شائع کرنے کا عزم کیا ہے چنانچہ میں نے مذکورہ بالا تینوں گلدستوں کی صحت ودرستگی کر کے اور کچھ اور کلام جو دستیاب ہوا شامل کر کے ان کو کلیات کی شکل دی ہے۔

خدائی کارساز سے دعا ہے کہ اسکا نور اس مادی ظلمت کو دور کرنے میں شمع ہدایت ثابت ہو اور اس کی مہک ہمارے مشامِ جان کو معطر کرے اور اس کے اثر سے ہمارے دل و دماغ بادۂ عرفانِ الٰہی اور مئے حُب احمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخمور ہونے کی صلاحیت پائیں۔ آمین

امید کہ ناظرین کرام اس کلیات کو بے حد پسند فرمائیں گے۔ اور الحاج حکیم سید محمد احمد خلیلی اور خاکسار کے حق میں دعائے خیر کریں گے۔

سید مرغوب امین کاظمی امروہوی

(ایم۔اے)

# تعارف حضرت علامہ خاکی رحمتہ اللہ علیہ امروہوی

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین خواجہ سراج الدین خاتم المحدثین علامتہ الحاج سید محمد خلیل کاظمی نور اللہ مرقدہٗ المتخلص خاکی، خاندانِ کاظمیہ کے وہ گل سرسبد تھے جس کی مہک رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ موصوف یکم شوال ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۶/مارچ ۱۸۹۶ء بروز دوشنبہ صبح صادق کے وقت امروہہ ضلع جے پی نگر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والدِ محترم حضرت مولانا سید مختار احمد کاظمی صاحب سے پائی، تکمیل علم کی خاطر مدرسہ عالیہ رامپور میں داخلہ لیا۔ یہاں آکر آپ کی فطری ذہانت اور قوتِ حافظہ کے جوہر کھلے، ذوق وشوق کا یہ عالم تھا کہ ایک ماہ کی قلیل مدت میں پورا کلام پاک حفظ کرلیا تھا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے قاری بھی تھے۔ اساتذہ آپ کی علمی استعداد پر فخر کرتے تھے۔ دستار فضیلت حاصل کرکے تبلیغ واشاعتِ دین میں مشغول ومصروف ہوگئے۔

بریلی، شاہ جہاں پور، چونڈیرا، امروہہ اور ملتان آپ کے درس وتدریس کے خاص مراکز رہے ہیں۔ ہزارہا تشنہ گان علم نے اس بحرِ علم سے اپنی پیاسیں بجھائیں ہیں آج بھی ہندوپاک میں آپ کے بے شمار شاگرد جید علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ اور مسندِ درس وتدریس پر متمکن ہیں۔

آپ علوم ظاہری کی تکمیل کے ساتھ ساتھ علوم باطنی اور معرفتِ الٰہی کے حصول میں بھی برابر کوشاں رہے۔ جنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر چشتیہ، صابریہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ سلسلہ میں اپنے والد ماجد کے دستِ مبارک پر بیعت فرمائی اور بیعت سلوک کی تمام راہیں طے کرکے خرقۂ خلافت حاصل کیا اور ریاضت ومجاہدہ کرکے قطبیت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

حضرت علامہ دورِ حاضرہ کے سب سے بڑے عالم دین تھے۔ جملہ علوم دینیہ پر کامل عبور رکھتے تھے۔ خصوصاً علم حدیث اور فقہ میں آپ کا جواب نہ تھا۔ شعرگوئی کا ذوق بچپن سے تھا لیکن کسی سے اصلاح

کے طالب نہیں ہوئے۔ ایک دیوان اردو میں اور ایک فارسی عربی میں بطور یادگار چھوڑے ہیں۔

حضرت علامہ صوفی باصفا متقی و پرہیز گار اور عابد شب زندہ دار تھے۔ ہمہ وقت باوضو رہتے تھے۔ خوش خو اور خوش گو تھے متوکل اور قانع تھے۔ متحمل اور بردبار تھے۔ قدرت نے غیرت و خودداری آپ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ حد درجہ بے باک اور صاف گو تھے۔ صادق القول، وعدہ کے پابند، مہمان نواز، متواضع اور امین تھے۔ سنت سرکار انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے سانچے میں اپنی سیرت کو ڈھالنے کی سعی میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ اس لئے آپ کے کردار میں وہ تمام خوبیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ جو انسانِ کامل کے لئے لازمی و ناگزیر ہیں۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ بوقت ۶ صبح واصل بحق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت علامہ میر افق کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب ذیل تاریخ وفات کہی ہے۔

## "آبگینۂ قطعۂ تاریخ وفات"

۱۹۷۰ء

مرقد علامۂ دین سید محمد خلیل . محدثِ اسناد بیان کاظمی امروہوی

۱۳۹۰ھ صائب وجلیل ۱۹۷۰ء

راہی دارالبقاء گشتہ ازیں دارِ فنا
شاہ مولانا خلیل کاظمی مردنکو

فاضلِ دارالعلوم عالیہ از رام پور
جامع المعقول و المنقول شستہ گفتگو

حافظ وحاجی مفسر ہم محدث ہم فقیہ
مفتی و صوفی و صافی بے ریا و بے غلو

درشریعت در طریقت مستقیم راہ حق
عابد و زاہد ریاضت کیش دایم باوضو

بود چشتی صابری ہم نقشبندی قادری
در دبستان طریقت فیض یاب از چار سو

در مدارس درس تفسیر وحدیث وفقہ دار
شد بلاد چند یوپی مستفید از فیض او

شائقِ تبلیغ دین و ذکر پاک شاہ دیں
پیر واعظ شاعر خاکی تخلص نعت گو

ذاکر و شاغل بماندے چو بزرگانِ طریق
بیشتر اوقات در خلوت نشستہ قبلہ رو

در تراویح و تہجدمی نمو دے چند بار
ختم قرآں از حضورِ قلب و ترتیلِ نکو

پور سید شاہ مختار احمدِ چشتی کہ بود
ابن حضرت حافظ یوسف علی یعقوب خو

رشکِ ہم عصراں وفخر خانداں در ایں زماں
بود در ذاتش نمایاں ہم چو والد رنگ و بو

برتلامیذ و مریداں مہربان و مشفقے
با عزیزان و رفیقاں ہمدم و بشگفتہ رو

آہ ! آں ابن اخی وہم سن وہم صحبتم
بے تکلف بے تصنع سادہ وضع و نیک خو

او در امروہہ گزشت و ما بہ ملتاں آمدیم
شد فراقِ دائمی حالا میانِ ماؤ او

زندہ ماند اندر جہاں ہر چند تا ہشتاد سال
زندہ در تاریخ ماند تا قیامت نامِ او

ربِّ اغفرلی ولہٗ از رحمت و لطف و کرم
دہ مقامِ برتریں در جنت الماویٰ بدو

چوں بخاک گور پنہاں شد خلیلم اے حبیب
یک بیک گفتند ہے مولانا خاکی شمع رو

باز تاریخ و فاتش گفت از من اے افق
یک الف بر خاستہ یغفر اللہ لہٗ

سید حبیب احمد افق کاظمی امروہوی (ملتان)

نوٹ: مفصل حالات قطب درخشاں میں ملاحظہ فرمائیں۔

سید مرغوب امین کاظمی امروہوی (ایم۔اے)

تاریخ آئینہ بقا
۱۳۹۰ھ

# کیف وصال

از:۔ مولوی سید محمد عقیل کاظمیؒ امروہوی

ماہ رمضان المبارک شب تھی ستائیسویں
چھیڑتی ہے یک بیک دل کی لگن سازِ حیات

آپ تھے اور جلوۂ حق تھا نظر کے سامنے
ہو رہی تھی چپکے چپکے رحمتِ عالم سے بات

پھر ہر اک کو دوریوں فرمادیا نزدیک سے
ہونے والا ہے یہاں پر اجتماعِ طیبات

آیتِ حمد آپ کی تصویر گویا ہوگئی
اور وارد ہوگئے اربابِ جاویدِ حیات

ایک دم پھر گونج اٹھی بیتِ خلیلی کی فضا
تھا کلام حق سے ظاہر سرمدی سوزِ حیات

صابری مئے سے ہوا لبریز جامِ زندگی
دیکھ لو جی بھر کے جس کو دیکھنا ہو ساری رات

اب کہاں تم پاؤ گے اس شہرۂ آفاق کو
زندگی کے واسطے ڈھونڈھا کروگے تامّمات

قلب صافی ہو تو جلوہ دیکھ لو اب بھی عقیل
گوش شنوا ہو تو سن لو آج بھی تم ان کی بات

# ذکرِ خلیل

از:۔ سید مرغوب امین کاظمی امروہوی، ایم. اے.

سیّدی مرشدی علامہ خلیل اعلیٰ گہر
مرکزِ فیض رساں رہروِ حق کے رہبر

خاندانِ نبوی کے ہیں وہ یکتا گوہر
ان کے اجداد میں ہیں ساقیٔ حوضِ کوثر

لختِ زہراؑ ہیں جگر گوشۂ جانِ حیدر
حُسنِ حسنین کے کیا خوب ہیں زیبا پیکر

اے گلِ سرسبدِ گلشنِ موسیٰ کاظم
اپنی خوشبو سے بسا میرا دماغ اے گلِ تر

انکی قسمت پہ ہیں سکّانِ جناں بھی نازاں
ان کو ورثہ میں ملا صبر و رضا کا زیور

سادگی ضبطِ غضب حلم ومروت اورعفو
انکی سیرت کے ہیں کیا خوب درخشاں جوہر

پیکر مہر و وفا، ابرِ سخا، بحرِ عطا
حامیٔ دین و بے باک وحق گو یکسر

انکے دل میں نہ تھی اس دولتِ دنیا کی خلش
حق نے بخشا تھا انہیں صدق وصفا علم وہنر

خوش کلامی جو ہے فطرت تو ہیں باتیں پیاری
غمگساری جو ہے عادت تو حیا ہے چادر

صوفی وشاعر ومفتی ومحدث وفقیہ
علم معقول ومنقول کے عالم برتر

زہد وتقویٰ میں تھے فرد عابدِ شب زندہ دار
باوضو رہتے ہمہ وقت نظر تھی حق پر

ذکر و اذکار سے تھا قلبِ منور جاری
دل کی دھڑکن سے صدا آتی خدا ہے برتر

علم وعرفان کے وہ بہتے ہوئے دریا تھے
پیاس ہر تشنہ دہن کی وہ بجھاتے اکثر

آپ کی شاعری آئینۂ قرآن وحدیث
بادۂ عشق محمد ﷺ کا ہے پیمانہ مگر

درِ دُربار پہ حاضر ہیں عقیدت والے
ان میں شامل ہے یہ کاظم بھی ہو اِس پر بھی نظر

# عکسِ تحریر: حسان العصر حضرت علامہ خاکی امروہوی

# شجرۂ طیبہ خاندان چشتیہ صابریہ

احد صمد لم یلد! یہ بندہ ہے تیری درگاہ میں سوالی
طفیل پیرانِ چشت جائے نہ یہ اجابت سے تیری خالی
خلیل و مختار، شاہ حیدر، شہ امانت و موسیٰ حافظ
و سید اعظم و شاہ سالم و بھیک میراں و بوالمعالی
و شیخ داوٗد شیخ صادق ابوسعید و نظام بلخی
جلال دین، شیخ عبدقدوس، محمد عارف جناب عالی
و عارف احمد، و عبدحق، شہ جلال دیں شمس دین و صابر
فرید و قطب و معین و عثمان، شریف مودود و یوسف عالی
ابو محمد و شاہ احمد، جناب اسحاق، علو ممشاد
شہ ہبیرہ، شہ حذیفہ، امیر ادہم، فضیل والی
و عبدِ واحد، شہ حسن، بصری معظم جناب والا
علی شیرِ خدا، حبیبِ احد محمد حضور عالی
الٰہی صدقہ میں ان کے کر ان کے نام لیوؤں کو اپنا بندہ
نہ جائے خاکی ترے کرم سے بواسطے ان کے ہاتھ خالی

# شجرۂ طیبہ خاندان قادریہ

بحق محمد خلیل و مختار بخش اپنی وفا الٰہی
بشاہِ حیدر شہ امانت اماں ہو تیری سدا الٰہی
بہ موسیٰ حافظ و سید اعظم و پیر سالم و بھیک میراں
ابوالمعالی و شیخ داؤد، بخش اپنی لقا الٰہی
بہ شیخ صادق و بو سعید و نظام بلخی جلال مقبول
بہ عبدِ قدوس و پیر قاسم شرابِ عرفاں پلا الٰہی
بہ پیر بدھن و سید اجمل و شہ جہانگشت پیر پیراں
و شہ جلال و عبید و عیسیٰ جمالِ احمد وکھا الٰہی
عبید قاسم و شیخ فاضل و شمس بوالغیث شمس افلح
وشمس حداد و غوث اعظم قبول فرمادعا الٰہی
بہ بو سعید و ابوالحسن بوالفرح نیز عبد واحد
وشیخ شبلی جنید و سرّی کے دامنوں میں چھپا الٰہی
بہ شیخ معروف و شیخ داؤد و شہ حبیب و حسن ز بصرہ
علی کے صدقہ میں لطفِ ختم الرسل ہو خاکی پہ یا الٰہی

# حضرت علامہ خاکی کے کلام پر ایک طائرانہ نظر

''جنت مقام سراج الاولیاء جناب سید محمد خلیل صاحب'' قدس سرہٗ العزیز دورِ حاضرہ کے زبردست عالم دین (وفات ۱۹۷۰ء) بلند پایہ صوفی باصفا اور صف اول کے نعت گو شاعر تھے۔ آپ ہمہ وقت مست مئے الست رہتے تھے۔ اور جب کبھی بادۂ عرفان الٰہی کا یہ وجد آگیں سرور آپ کے دل کے تاروں کو چھیڑتا ہوا سر در اور لے کی حدود میں داخل ہو جاتا تھا۔ تو جذبات دل ایک والہانہ انداز میں اشعار کے حسین پیکروں میں رونما ہونے لگتے تھے۔

شاعری دراصل عطیہ الٰہی ہے کسبی نہیں۔ اس کا تعلق براہ راست دلی جذبات سے ہے فن سے نہیں دل سے جو بات نکلتی ہے وہ اپنے اندر بے پناہ قوت تاثیر رکھتی ہے۔ اس لئے وہ شاعری جو جذبات قلبی اور احساسات دلی کا اظہار ہو اس میں تاثیر کے تیر و نشتر بھرے ہوتے ہیں اور جو شاعری کسبی ہوتی ہے اور محض فن کے مظاہرے کی خاطر وجود میں لائی جاتی ہے اس میں ظاہری چمک دمک خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو دلوں کو مسحور کرنے والی قوت سے محروم ہوتی ہے۔

آپ نے جو کچھ کہا ہے دلی جذبات کے تقاضوں کو پورا کرنے کی غرض سے کہا ہے۔ حصولِ دولت و شہرت کی خاطر نہیں آپ فن کے لئے جذبات و احساسات کا خون کرنا بھی پسند نہیں کرتے یہی سبب ہے کہ آپ کا کلام سراسر ذوقی اور وجدانی ہے اور مزاج میں یہ عنصر اس درجہ غالب ہے کہ بعض مقامات پر فنی قیود سے آزاد نظر آتے ہیں۔

اس بے ساختگی اور جذباتی ہیجان نے آپ کی نعتوں میں وہ زور پیدا کر دیا ہے اور تاثیر کے ایسے نشتر بھر دیئے ہیں کہ جن لوگوں کے دل عشقِ الٰہی، حبِ احمدی اور بزرگانِ دین کی سچی عقیدت سے معمور

ہیں۔ جب ان کو پڑھتے یا سنتے ہیں تو ان پر ایک خود فراموشی کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ مرغِ بسمل کی طرح تڑپنے لگتے ہیں۔ اور ان میں روحانیت کی ایک نئی اور تازہ روح دوڑنے لگتی ہے۔

آپ کو نام و نمود اور شہرت سے قلبی نفرت تھی، حد درجہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ رحمت عالم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور سیرت پاک کی پیروی آپ کی سیرت مبارک کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ کی زندگی کا ہر ایک پہلو تصنع اور بناوٹ سے قطعی پاک تھا جس کا قدرتی اثر آپ کے کلام پر ہونا، ناگریز تھا۔ کلام کی یہی سادگی اور پُرکاری ہے جس نے اپنے فطری حسن اور کشش کے باعث اس کو خاصہ کی چیز بنا دیا ہے۔

زبان صاف، سلیس اور شیریں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فصاحت و بلاغت کا ایک دریا ہے جو اپنی مترنم موجوں کے ساتھ رواں دواں ہے اور ہر کہ و مہ کو اپنی سبک خرامی کے باعث مسحور کر رہا ہے زبان چونکہ تکلف اور بناوٹ سے دور ہے اس لئے اس میں فطری طور پر صوتی ہم آہنگی و نغمگی اور لے پیدا ہو گئی ہے۔ کلام صنائع لفظی و معنوی سے پاک ہے۔ لیکن جہاں اس کا غیر ارادی طور پر حامل ہوا ہے وہاں اپنے فطری انداز کی وجہ سے زور و اثر کو اور زیادہ کر دیتا ہے۔ آپ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالمِ دین تھے۔ خصوصاً علم حدیث میں آپ کا ثانی نہیں تھا۔ اس لئے آپ کا تمام کلام تبحر علمی کا آئینہ دار ہے۔ ہر ایک شعر کلامِ الٰہی اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع و مکمل تشریح و تفسیر ہے اور یہ رنگ اس درجہ غالب ہے کہ آپ کے کلام کی ایک مستقل خصوصیت بن کر آپ ہی کے لئے خاص ہو کر رہ گیا ہے۔

نعت شریف کا مرحلہ پل صراط پر چلنے کے مترادف ہے لیکن آپ نے اپنے علمی تبحر اور سرکار دو عالم سے سچی محبت کے بل پر اس دشوار گذار راہ کو اس خوش اسلوبی اور خوبی کے ساتھ طے کیا ہے جو آپ ہی کا حصہ ہے۔ اگر چہ آپ بادۂ عشقِ احمد ﷺ میں ہمہ وقت چور رہتے تھے۔ لیکن کیا مجال جو ذرا بھی بہک

جاتے اور سرکارِ انس و جاں کی شانِ اقدس میں کمی یا زیادتی کے روادار ہو جاتے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی رحمتِ عالم کی شانِ برقرار رکھتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

مسلمانوں کی بخشش کا سہارا بن کے نکلیں گے　　خدا کے عدل کا کافر پہ منشا بن کے نکلیں گے

مسئلہ کی نزاکت پہ غور کیجئے۔ اور پھر انتہائی حسن و خوبی کے ساتھ اس حل کے پیش کرنے پر آفرین کہئے۔

مضامین کے اعتبار سے آپ کے یہاں جدت و تنوع ہے ، گہرائی اور گیرائی ہے ملاحظہ ہو۔

دل جاں کے آس پاس ہے جاں دل کے آس پاس　　بینائی جیسے تل میں ہو اور تل کے آس پاس

ذرا یہ تشبیہہ مرکب ملاحظہ کیجئے:

ختم الرسل کے گرد ہیں محشر میں انبیاء　　جیسے ستارے ہوں مہ کامل کے آس پاس

اور مثلاً

اے خواب کے عالم ترے اعجاز کے صدقے　　بیہوش بھی با ہوش ہیں معلوم نہیں کیوں

اور فلسفۂ موت پر یہ شعر آپ ہی جیسا مست الست کہہ سکتا ہے:

موت جب دامنِ رحمت کی ہوا لائی ہو　　مرنے والے کو نہ کیوں چین کی نیند آئی ہو

مزا جو موت کا عاشق کبھی بیاں کرتے　　مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

علمی رموز و حقائق، تصوف و عرفانِ الٰہی کے دقائق، اخلاق و حکمت کے نکات آپ نے اس خوبی کے ساتھ نظم کئے ہیں۔ اور ان کو اس خوش اسلوبی کے ساتھ واضح کیا ہے کہ معمولی استعداد رکھنے والے اصحاب بھی ان کو سمجھ لیتے ہیں۔ اور اس پر سر دھنتے ہیں۔ اظہار مطالب میں آپ کو خدا نے وہ قدرت اور مہارت عطاء کی ہے کہ مشکل سے مشکل اور پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل جن کے اظہار و بیان میں بڑے بڑے زبان داں عاجز

اور بے بس نظر آتے ہیں۔ آپ ان مسائل کو اس خوبصورتی کے ساتھ نظم کر جاتے ہیں جیسے کہ روزمرہ کی باتیں ہوں۔ آپ کی قادرالکلامی پر بڑے بڑے ذی عالم انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔

اختصار اور جامعیت آپ کے کلام کی نمایاں خصوصیت ہے۔ بڑے بڑے مطالب جن کے اظہار کے لئے صفحے کے صفحے درکار ہوں۔ آپ نہایت اختصار کے ساتھ ایک ہی شعر میں اس طرح سمو دیتے ہیں کہ اس کا کوئی پہلو تشنہ نہیں رہ جاتا۔ آپ کی قادرالکلامی اور زباندانی کا اعجاز ہے۔ آپ کی نعتیں عام نعت گو شعراء سے بالکل مختلف ہیں۔ ہمشیرہ رہبر کاظمی رقم طراز ہیں۔

توسنِ ادراکِ خاکی غیرت سحبان ہے    شرح قرآن واحادیث نبی دیوان ہے
عرصۂ نعتِ شہِ لولاک میں خاکی کی ذات    رہبر راہ ثنا ہے منزل حسّان ہے

چونکہ مجموعی طور پر آپ کی شاعری قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ کی منظوم شرح ہے، تصوف کے اسرار ورموز کی انسائکلو پیڈیا اور سرکارِ مدنیہ ﷺ کی سیرت پاک کا ایک حسین ودل آویز مرقع ہے لہٰذا علمی تبحر اور معلومات پر مبنی یہ شاعری خواص ہی کو زیادہ لطف اندوز کر سکتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بیان کی سادگی اور زبان کی سلاست کے باعثِ یہ عوام کی روحانی تسلی کا بھی وافر سامان رکھتی ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ آپ کے کلام کو سمجھنے کے لئے اعلیٰ درجہ کا علم ہونا چاہئے نیز اس کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے جذبۂ شوق وذوق، صحیح اور حسن نظر درکار ہے۔

بادی النظر میں آپ کی شاعری ایک عام چیز معلوم ہوتی ہے اور یہ بات اس کی فطری سادگی کے باعث ہے۔ لیکن جس قدر غور کیجئے گا اس کے محاسن، اس کی گہرائی اور گیرائی دل ودماغ پر چھا جاتی ہے۔ اور یکبارگی عقل حیران ہو جاتی ہے۔ تخئیل کی بلندی اس عروج پر ہے جہاں بڑے بڑے ادیبوں اور شاعروں

کے تخئیل کے پر جلتے ہیں۔عرض کہ آپ کا کلام مضامین کی جدت، بیان کی قوت، طرزِ ادا کی ندرت، فنی مہارت اور زبان کی لطافت کے ان قیمتی جواہر پاروں کا خزانہ ہے جن کی چمک دمک بڑے بڑے فن کاروں کی آنکھوں کو خیرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔لیکن اس کے لئے صحیح ذوق اور حسنِ نظر درکار ہے۔

آنکھ والا ترے جوبن کا تماشہ دیکھے　　دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اگر آپ حضرت علامہ کے کلام کو پڑھتے وقت اس کے ظاہری حسن سے قطع نظر کر کے اس کی باطنی خوبیوں کو دیکھیں تو آپ کو اس میں وہ سب کچھ مل جائے گا جس کے لئے آپ کی روح تڑپتی ہے۔

حضرت علامہ کے کلام سے متاثر ہو کر پاکستانی شاعر جناب عزیز حاصل پوری رقم طراز ہیں۔

کلیات کلام خاکی میں　　پھول باغِ خلیل کے دیکھے
شعر و نغمے کی نکہتیں پاکر　　دل بھی مہکے دماغ بھی مہکے
کہکشانِ سخن کی محفل میں　　حسن کی آن بان کیا کہنا
ہر کرن جادۂ معارف ہے　　منزلوں کا نشاں کیا کہنا
نور کا ہے فروغ شعروں میں　　مصرع مصرع ہے محل در آغوش
اک مرقع حدیث و قرآں کا　　اک مجلّہ ہے آئینہ بردوش

جناب مسعود میکش صاحب (ملتان) کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں:

## جمال خاکی امروہوی

اک ستارہ کہ سر چرخِ ادب ہے روشن　　جس کی نیرنگ شعاعوں سے فضائے شب رنگ

صورت شعر مہکتے ہوئے آجاتے ہیں
قافلے چاند ستاروں کے نگاہِ دل تک

مطلعِ فکر پہ سیرت کی حسیں قوس قزح
غم فزا موسم افکار میں لہراتی ہے

ایک جلوہ کہ نگاہوں میں سماجاتا ہے
ایک صورت کہ تصور میں ابھر آتی ہے

ایک صورت ہے کہ انوارِ خودی سے معمور
ایک انساں کہ ثنا خوانِ رسول عربی

ایک پیکر ہے کہ سرتاپا رموز و اسرار
ایک شاعر ہے کہ قربان رسول عربی

جس کے کردار سے روشن ہے جہانِ افکار
جس کے اخلاص سے مہکا ہے گلستان یقیں

جس کے دم سے ہے ضیا ریز ہر اک گوشۂ دل
جس کے اخلاق سے تاباں ہے سر جادۂ دیں

وہ ستارہ کہ سرِ چرخ ادب ہے روشن
اس ستارے پہ کوئی شام نہ آنے پائے

سید مرغوب امین کاظمی امروہوی
(ایم۔اے)

# تعارف

مسیح زماں، طبیب حاذق الحاج حکیم سید محمد احمد صاحب، چشتی صابری قادری نقشبندی سہروردی، خلیفۂ مجاز قدوۃ الصالحین، زبدۃ العارفین خواجہ سراج الدین، خاتم المحد ثین علامہ الحاج سید محمد خلیل کاظمی المتخلص خاکی امروہوی قدس سرہٗ العزیز، بانی و مہتمم صابری جامع مسجد و جامعہ غوثیہ رضویہ سہارنپور، اولیاء کرام وصوفیائے عظام کی دعوت و تبلیغِ اسلام کے سلسلہ کو جاری رکھنے میں ہمہ وقت تن من دھن سے کوشاں رہتے ہیں کیوں کہ اولیاء کرام نے ہم تک دینِ خالص ہی پہنچایا ہے۔

اس مقصد کے لئے آپ نے سب سے پہلے سہارنپور میں اہل سنت کی ایک مسجد اور درس گاہ کی ضرورت کو محسوس کیا اور اس کو پورا کرنے کے لئے صابری جامع مسجد اور جامعہ غوثیہ رضویہ کی بنیاد ڈالی اور زر کثیر صرف کر کے نہایت وسیع شاندار سہ منزلہ مسجد جو اپنی نظیر آپ ہے مکمل کرائی مسجد اور مدرسہ کو آباد کیا۔

آپ ہر جمعرات کی شب میں محفل میلاد پاک، ہر قمری مہینے کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں شریف کا انعقاد نہایت اہتمام سے کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مقررہ تاریخوں میں یادگارِ شہیدِ اعظم۔ عید میلادِ النبی جشنِ غوث پاکؒ و محبوب الٰہیؒ۔ جشنِ خواجہ غریب نوازؒ، جشن امام جعفر صادق علیہ السلام۔ عرس مبارک حسان العصر حضرت علامہ خاکی امروہوی و غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی امروہوی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نہایت تزک احتشام سے مناتے ہیں۔ ان تمام تقریبات میں جید علماء کرام کی تقاریر، نعتیہ و منقبتی مشاعروں کا اہتمام بھی کرتے ہیں تا کہ عوام سچے دین کو سمجھیں اور عمل پیرا ہوں، اسی ضمن میں نشر و اشاعت کا

سلسلہ بھی جاری ہے چنانچہ اب تک اپنے صرفہ سے حسب ذیل کتب ورسائل شائع کرا کر تقسیم کرائیں۔

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ | الحق المبین | غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی |
| ۲۔ | نذر خواجہ | روداد منقبتی مشاعرہ |
| ۳۔ | عید میلادِ النبی | حکیم محمد طارق قادری |
| ۴۔ | غوثِ اعظم (اردو) | حکیم محمد طارق قادری |
| ۵۔ | غوثِ اعظم (ہندی) | حکیم محمد طارق قادری |
| ۶۔ | وجہ کن فکان | سید مرغوب امین کاظمی |
| ۷۔ | روحِ مناقب | سید مرغوب امین کاظمی |
| ۸۔ | قطبِ درخشاں | سید مرغوب امین کاظمی |

اب اپنے پیرو مرشد کے کلام کے تینوں حصوں کو یکجا کر کے کلیات علامہ خاکی کے نام سے اس کی دو ہزار جلدیں شائع کرا رہے ہیں۔ امید ہے عوام اس سے فیضیاب ہونگے اور صحیح دین کی راہ پر چلیں گے۔ بارگاہِ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب رحمتِ عالم کے صدقہ میں حکیم صاحب کو دو جہاں کی دولتوں سے نوازے اور ان کی ہمت کو بلند اور ان کی عمر کو دراز کرے آمین ثم آمین

سید مرغوب امین کاظمی امروہوی

ایم اے

نور و نکہت
مرکز اہل سنت
صابری جامع مسجد ○ جامعہ غوثیہ رضویہ
از
حسان العصر حضرت علامہ خاکی
امروہوی
حسب فرمائش:
حکیم الحاج سید محمد احمد قادری
بانی وناظم جامعہ غوثیہ رضویہ، سہارنپور
باب خاکی

# نور و نکہت

(مجموعہ حمد و نعت و مناقت)

حسان العصر حضرت علامہ خاکی امروہوی

## از نتیجۂ فکر: سید مرغوب امین کاظمی

ذاتِ خاکی ہے فنافی اللہ کی روشن مثال
عشقِ ایزد، حُبِّ احمد ﷺ ان کی فکر و شاعری

جسکے ہر اک شعر میں ہے عاشقوں کے واسطے
روح پرور، وجد آگیں معرفت کی چاشنی

شعر ہیں کیا مخزنِ اسرار! اللہ الصمد
"شرحِ قرآن و حدیث و گلشنِ قلبِ نبی ﷺ"

۱۹۸۸ء

نور و نکہت پڑھ کے "آبِ خلقِ پیغمبر" سے ہم
۱۹۸۸ء
چشمِ دل روشن کریں اور روح کو دیں تازگی

رہروِ راہ طریقت منزلِ عرفان کو
پا نہیں سکتا بجز حُبِّ رسولِ ہاشمی

رائیگاں ہے سعیِ پیہم آ نہیں سکتا نظر
نورِ حمد ایزدی بے نکہتِ نعتِ نبی ﷺ

۱۴۰۸ھ

## قطعہ تاریخ طباعت

خاکی کاظمی کی یہ تخلیق
منفرد رنگ و نور و نکہت میں

"جس سے تابندہ زیست کے اقدار"
۱۴۰۸ھ

"جس سے رخشندہ سعی و ہمت ہیں"
۱۹۸۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ترانۂ حمد باری تعالیٰ

## لا اِلٰہ اِلّا اللہ

دوائے دردِ جگر لا اِلٰہ اِلا اللہ
دفاعِ نارِ سقر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

بہارِ تختۂ گُل جذبِ نغمۂ بُلبُل
ضیائے شمس و قمر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

ریاضِ خلد برین جلوہ زیرِ چرخ و زمیں
صفائے حُسنِ دُرر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

جمالِ ماہ و شاں و جلالِ رنج کشاں
کمالِ خلق و سیر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

جو بندے خاص ہیں کرتے ہیں ذکر با اخلاص
ہر ایک شام و سحر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

فنا اسی سے حصولِ بقا اسی سے ہو
جو کرلے قلب میں گھر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

نہیں ہے کوئی طریقہ خدا سے ملنے کا
کسی طرح سے مگر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

تمام عمر کی ہر معصیت ہو دم میں معاف
عجب ہے زود اثر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

اسی سے ملتی ہے مفلس کو دولتِ ایماں
ہے کنزِ لعل و گُہر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

یہی خلاصہ ہے بندوں کی زندگانی کا
متاعِ سمع و بصر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

ملک سے رتبہ میں خاکی بلند ہو بخدا
جو کرلے ورد بشر لا اِلٰہ اِلّا اللہ

# نغمۂ قدوسی

اپنے اندر سُن آوازِ پُر کیف تو اللہ، اللہ، اللہ، اللہ،
مست ہوکر سُن آفاق سے سوبسو
اللہ، اللہ، اللہ، اللہ،

پھر فلک کی طرف کر تو اپنا دھیان کہتے ہیں مہرو مہ اختر و آسمان
رَبَّنَا اللّٰہُ ما اعظم الشّانٔ
اللہ، اللہ، اللہ، اللہ،

آب و آتش سے سن خاک اور باد سے انبیاء و ملک، قطب و اوتار سے
فوق سبع السمٰوٰت کُرسیۂ
اللہ، اللہ، اللہ، اللہ،

پوچھا مجنوں سے لیلیٰ پہ کیوں ہے نثار بولا والّیل پڑھ کر وہ یوں دلفگار
زُلفِ لیلیٰ کے ہالہ میں ہے ماہرد
اللہ، اللہ، اللہ، اللہ،

پوچھا اک نے یہ دل خستہ فرہاد سے کیا ملا تجھ کو شیریں کی بیداد سے
بولا اس میں ہے شیرینیٔ ذکرِ ہو
اللہ، اللہ، اللہ، اللہ،

پُوچھا دلِ نے زلیخا کی تمثال سے کچھ کہو حسنِ یوسف کے احوال سے

بولی ماھٰذا قرآن میں دیکھ تو

اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

پوچھا بلبل سے گل پر ہے تو کیوں فدا بولی ہے اس میں ظاہر جمالِ خدا

اور باطن ہے اس میں وہ جان بخش بُو

اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

پوچھا پروانہ سے شمع پر کیوں جلا بولا پروانہ میں نور میں مل گیا

اور موتو ہے میرا عمل ہو بہو

اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

پوچھا قمری سے کیا تیرے دل میں ہے ذوق تو نے کس کی محبت کا پہنا ہے طوق

بولی سنتا نہیں ہے تو حق سرّہٗ

اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

فاختہ سے یہ کی ایک نے گفتگو یاد میں کس کی کرتی ہے تو کُو کُو

بولی میں ذکر کرتی ہوں ہے ایک تو

اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

کیوں فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا کیوں عزازیل کو حق نے کافر کہا

خاکی انساں کی صورت میں خود دیکھ تو

اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

کوئی کیا جانے اسرار لولاک کے　　خاکی کیا جانے احوال افلاک کے

یہ بتایا کہ ہے لا شریک لہٗ

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ،

وصلِ احمد احد سے ہوا عرش پر　　پھیلی توحید کی روشنی فرش پر

خاکی تو بھی کہو لا شریک لہٗ

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ،

# اسمِ اعظم اللہُ

خالقِ عالم اللہُ　　مالکِ اعظم اللہُ

رازقِ ارحم اللہُ　　مومنِ اکرم اللہُ

پڑھے ہر دم اللہُ

نورِ نبی خلقت میں آیا　　فیضِ احد کثرت میں آیا

ختمِ رسل اُمت میں آیا　　سایۂ حق رحمت میں آیا

اِرحم اِرحم اللہُ

کسی کو دیدی اپنی خلافت　　جس کو چاہی بخشی نبوت

عطا کسی کو کردی رسالت　　پاکر کوئی مہرِ نبوت

کہتا ہے پیہم اللہُ

شمس و قمر سے سجدہ کراکر دن کو اپنی طلب میں پھراکر
رات کو مژدۂ وصل سُناکر انسان کو خلوت میں بُلا کر
ہو گیا ہمدم اللّٰہُ

دیئے فلک کو نوری اختر بخشے بحر کو مرجاں گوہر
دلوں کو نورِ ایماں دیکر اپنا گھر اور عرش بناکر
کر دیا بے غم اللّٰہُ

کرکے چاک کسی کا دامن اس کو بنایا زینتِ گلشن
دیکر اپنے عشق کی اُلجھن وار کرایا جو بن تن من
عطر کا ہے دم اللّٰہُ

ہوگئیں کلیاں مست الست مست ہوئے نیست ہوکر ہست
عرش پہ پہنچی ہوکر پست گلوں کی پیاری بوئے مست
جانِ عالم اللّٰہُ

آتش کو گلزار کیا پانی کو فی النّار کیا
خاک کو پُر انوار کیا مستوں کو ہوشیار کیا
اسمِ اعظم اللّٰہُ

صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ مومنِ کی ہے راہِ نجات
فانی فی اللہ کی ہے حیات روضۂ رضواں کی مرقاۃ
مقصدِ اعظم اللّٰہُ

خاکی ہوکر خاکِ مدینہ بن جا وادیٔ طورِ سینا
عرشِ خدا کر اپنا سینہ پڑھ قرآن میں جاھدوفینا
پالے ہمدم اللّٰہُ

# سرودِ سرمدی

جلوہ حق کا ہے ہر سُو حق حق اللہ رب رب ہُو
ذاکر رب کا ہے ہر مُو خالق رازق مولیٰ تو
ہر دم کہتے ہیں خوش خُو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

نامِ محمد صلّے اللہ لے کے گدا بھی ہوگئے شاہ
درد سے ان کی جو نکلی آہ مِٹ کے ہوئی باقی باللہ
بولی ہوکر مشعلِ راہ
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

پاکر عشقِ نبی و ولی آیا زباں پر علی علی
بات ہوئی ہر بُری بھلی کھِل گئی دِل کی کلی کلی
خوشبو مہکی گلی گلی
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

نورِ وحدت سے پُر نوُر جامِ حقیقت سے مسرور
دار میں کیا دیکھا منصور بولے فنا میں ہوکر چوُر
دار نہیں داور سے دور
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

کچھ تو بتا دے اے مجنوں لیلیٰ پر ہے کیوں مفتوں
بولا آنکھوں سے روکر خوں والّیل کا شانہ ہوں
سینہ کو چاک میں کیوں نہ کروں
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

چھم چھم ابرِ رحمت برسا جھم جھم طور، کا شعلہ جھمکا
تھم تھم دردِ محبت بھڑکا بِسمل دِل سینے میں تڑپا
کیا ہے الست و بلیٰ کا چرچا
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

بُلبُل گل پہ چہکتی ہے طور کی بجلی چمکتی ہے
وحدت کی بُو مہکتی ہے ساغر میں مے چھلکتی ہے
مستوں کی رعد کڑکتی ہے
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

جم جم وہ پروانہ آیا رت رت شمع پہ خود کو جلایا
ہستی سے اپنا نام مٹایا محفلِ کو مع شمع رُلایا
حق کی زبان سے سب کو سنایا
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

تو نے دیکھا سب کچھ خاکی فکر اپنی بتلا تو کیا کی
اب بھی سمجھ حاصل کر پاکی بن جا خاکی سے افلا کی
کہہ پھر سچ مچ ہو کر خاکی
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

# سازِ وحدت

کس کی تسبیح سے پاک ہیں نیک خو حمد سے کس کی آفاق ہیں سُرخرو
ذکر کس کا ہے صبح و مسا چار سو شکر سے کس کے ہے فضل کی جستجو
ہاتفِ غیب بولا وہ ہے وحدہٗ
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

میں نے پوچھا صنم سے کہ اے خود پرست اک جہاں ہے ترے جامِ الفت سے مست
کیا کسی نیست کو کردیا تو نے ہست یاپسِ پردہ تو نے کہا تھا الست
وہ یہ بولا کہ ہے سب کا رب وحدہٗ
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

پوچھا اک نے یہ گنگا سے بحر کرم دھوتی ہے دل سے کیا تو کوئی رنج و غم
کیا تو معبود ہے اور بندے ہیں ہم بولی بہتان ہے مجھ پہ اور یہ ستم
میں تو کہتی ہوں بس لاشریک لہٗ
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

پوچھا سائل نے پیپل سے اے سبز پوش تو کسی کی مدد کو لگاتا ہے دوش
کیوں دلوں میں ہے تری محبت کا جوش وہ یہ کہنے لگا اُڑ گئے میرے ہوش
دیکھ لینا خزاں میں مجھے زرد رو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

آگ سے اُس نے پوچھا کہو تو سہی کیوں پرستش تری ایک خلقت نے کی
کیا ترے بس میں ہے موت اور زندگی بولی جل کر وہ اے بیوقوف آدمی
سُن خلیلِ احد سے مرا ذکر تو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

پھر ستاروں سے تحقیق کرنے لگا ہے تمہارے تصرّف میں بتلاؤ کیا
تم کو مخلوق نے کیسے سجدہ کیا بولے اس میں ہماری نہین کچھ خطا
ہم تو واللہ کہتے ہیں سبحانہٗ
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

بولا سائل یہ پھر جاکے مہتاب سے عالم افروز پُر نور شب تاب سے
ہمسری تو نے کی ربِّ ارباب سے روکے بولا وہ یون چشمِ خونناب سے
مشرکوں پر ہوں میں تیغِ حق وحدہٗ
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

پھر کہا اس نے اے آفتابِ فلک تجھ سے روشن ہوئے ہیں سماک وسمک
شرک کی فوج کو تو نے دی کچھ کمک بولا توحیدِ حق کی دکھا کر جھلک
میں تو سجدہ میں کہتا ہون عزاسمہٗ
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

رب نے فرمایا اے ابنِ مریم بتا اپنی امت سے کیا تو نے یوں کہہ دیا
مجھ کو اور میری ماں کو بناؤ خدا بولے تو عالم الغیب ہے کبریا
میرا ایمان و تبلیغ ہے ایک تو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

آسماں کو ہے گردش میں کس کی طلب ہے زمیں کس کی درگاہ میں با ادب
مہر و مہ کس کے سجدے میں ہیں روز و شب پوجتے ہیں ستارے کسے سب کے سب
مالک الملک خلاّقِ عالم ہے تو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

راہ کس کی بتاتے ہیں سب انبیاء لامکاں پہنچے کس کے لئے مصطفٰے
ہوگئے نور سے کِس کے سب اولیاء کِس کے اعزاز سے سے ہیں علی مرتضٰی
جگ میں آواز پیدا ہوئی کو بکو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

کِس کو منصور نے دار پر سر دیا کس کی خاطر کِسی سر پہ آرا چلا
کس کی الفت میں برپا ہوئی کربلا ننھے بچوں کو تھا شوق دیدار کا
پھیلی آفاق میں یہ صدا سو بسو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

ابر پڑھتا ہے سبحان حمد اللہ برق کہتی ہے اِنیّ انا نورہٗ
قطرے کہتے ہیں مااعظم الشانہٗ اولے پڑھتے ہیں تسبیحِ حق وحدہٗ
ربنا ایّھا المومنون اذکرو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

لائی پیغامِ وحدت جو بادِ سحر　　سجدہ کرنے لگا سن کے ہر اک شجر
ہر کلی ذکر سے ہوگئی پھول تر　　جس کے انعام میں پایا سب نے ثمر

ذائقہ، تازگی، خوش نما رنگ و بُو

اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ

غنچے ہیں سرِّ وحدت چھپائے ہوئے　　اس کی خوشبو سے گُل کھل کھلائے ہوئے
شاخیں سجدے میں ہیں سر جھکائے ہوئے　　بلبلیں خوش ہیں مقصود پائے ہوئے

قمریاں ذکر کرتی ہیں حق سِرّہٗ

اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ

آبِ شیریں ہے کس کے کرم کا نشاں　　جس سے ہیں تازہ دم تشنہ لب نیم جاں
اس کی حمد و ثناء کرتی ہیں مچھلیاں　　سبزہ توحید میں اس کی ہے بے زباں

شکر تیرا ہے یا من دنیٰ جودہٗ

اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ

رحم میں کس کی پنہاں ہے کاریگری　　کس نے بچوں کی لی پھر خبر ہر گھڑی
کس نے بخشی ہیں نہریں انہیں دودھ کی　　اللہ اللہ قدرت کی جلوہ گری

ہے نہاں تو ہی تو اور عیاں تو ہی تو

اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ

کان نے پہلے کس کی سُنی ہے صدا　　آنکھ کو نور کس نے کیا ہے عطا
تن کو جاں جاں کو عقل، عقل کو وہ ضیا　　جس سے شرمندہ ہے چشمہ خورشید کا

سانس میں بولتا ہے ہر اک آن تو

اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ　اللّٰہُ

پوچھا مجنوں نے لیلیٰ سے اے نازنین کردیا کیا مرے دل کو اے مہ جبیں
چین بے تیرے مجھ کو کسی جا نہیں بولی وہ میرے پردے میں ہے وہ حسیں
جسکے آگے ہیں سجدے میں سب ماہرو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

لامکاں پر کہا حق نے محمود سے احمدِ پاک سے مخزنِ جود سے
جو بھی چاہو وہ لو اپنے مقصود سے آپ نے عرض کی اپنے معبود سے
اور کوئی نہیں ہے فقط ایک تو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

حق نے فرمایا پوری امانت ہوئی ختم تجھ پر ہماری رسالت ہوئی
آج ہی عاصیوں کی شفاعت ہوئی تیری ہستی دو عالم کی رحمت ہوئی
کچھ نہ رکھ خاکی اس کے سوا آرزو
اللہُ اللہُ اللہُ اللہُ

# ترانۂ حمد

الحمدُ للہ، الحمد للہ نرجو خلاقاً من رحمتہ اللہ
مِن کُلِّ ذنبٍ نستغفر اللہ اِنّا نخافُ مِن خشیتہ اللہ
ان تذکر اللہ یذکر کم اللہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

چرخِ بریں پر خورشید اور ماہ فرشِ زمیں پر ہر کوہ اور کاہ
مسکین بیکس اہلِ کرم شاہ بافقر و فاقہ باعزّت و جاہ
کہتے ہیں دل سے کرتے ہوئے آہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

اک نے سراہا چرخِ بریں کو گھیرا ہے تونے فرشِ زمیں کو
شمس و کواکب ماہِ مبیں کو کچھ جانتا ہے تو کفر و دیں کو
بولا میں رب پر قرباں ہوں واللہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

سورج سے پوچھا اے مہر تابان عالم کی رونق نجمِ درخشاں
رہتا ہے کس کے ڈر سے تو لرزاں سجدے میں جاکر با آہِ سوزاں
پڑھ کر سنایا استغفر اللہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

پوچھا قمر سے اے حاکمِ شب تیری ضیاء کے مدّاح ہیں سب
یہ داغ کا لا تجھ میں ہوا کب بولا کہ جب سے مجھ کو کہا رب
سوزِ جگر سے ساجد ہوں واللہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

کہتے ہیں شب کو سارے ستارے دن میں نہ چمکے غیرت کے مارے
دشمن ہیں کاہن مشرک ہمارے ہم کو بچالے ان سے پیارے
انت المعیز یا ربنا اللہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

روتا ہے بادل خوف، خدا سے بجلی لرزتی ہے کبریا سے
گلشنِ کھلا ہے اس کی رضا سے پھل مل رہا ہے لطف و عطا سے
توحید اس کی ہے قُل ہو اللہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

دریا سے پوچھا نجم و قمر نے دنیا ہری کی تیرے اثر نے
تجھ کو رُلایا ہے کس خطر نے بولا کہ شرکِ ناداں بشر نے
خالق کی وحدت سے ہوں میں آگاہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

غنچوں نے پوچھا بادِ صبا سے ٹھنڈی سہانی تازہ ہوا سے
ہے لطف تیرا کس کی عطا سے گلشن کھلا کر بولی ادا سے
حق کی رضا سے و الحمد للہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

آتشِ سے پوچھا اے حق کی تابش کس واسطے ہے تجھ میں یہ سوزش
بولی ہوئی ہے میری پرستش جانب سے رب کی ہے خوفِ پُرسش
جل جائیں مشرک مٹ جائیں گمراہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

پوچھا زمیں سے اے خوانِ نعمت تجھ پر ہیں لاکھوں بُستانِ جنت
کیا بعد مُردن حق ہے قیامت بولی کہ میں ہوں بعثت کی آیت
حق ہے خدا کا قرآن و اللہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

مشرک سے بولی موجِ سمندر دیکھ اب بتوں میں مجھ کو ملا کر
قعرِ سقر میں دونوں کے دوں سر بولی بتوں سے بے زار ہو کر
مجھ کو بچالے اے ایک اللہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

بولے نبی ﷺ سے یوں ایک صادق سردارِ عالم مختارِ رازق
تم کو ہے سجدہ امت کا لائق فرمایا بس ہے یہ حقِ خالق
نسجد الا اللہ، نسعیٰ الا اللہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

ہر ایک نبی ہے ہادی الا للہ ذاتِ محمد ﷺ داعی الا للہ
ہر ایک مومن ساعی الا للہ ہر ایک مرشد وافی الا للہ
قوموا الا للہ، فِرّو الا للہ
اللّٰہُ اللّٰہ اللّٰہُ اللّٰہ

منصور آؤ کہدو انا الحق ہوں دل بتوں کے توحید سے شق
پھر گرم ہوجائے بزم ہوٗ حق کثرت میں پھر ہو وحدت کی رونق
فتحٌ قریبٌ نصرٌ من اللہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

جلوہ دکھا دے پھر صبرِ ایوّب حرص و ہوا کا شیطاں ہو مغلوب
آتش لگا دے پھر عشقِ یعقوب لذت کبابِ دل کی ہو مطلوب
کا ساً دھاقاً من حضرتِ اللہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

لیلیٰ میں جلوہ رحماں کا دیکھوں مجنوں میں سودا ایماں کا دیکھوں
نے میں کرشمہ قرآں کا دیکھوں ساغر میں بادہ عرفاں کا دیکھوں
دِل میں سما جا نورٌ من اللہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

برپا ہوں یارب سو کربلائیں عشاق تیرے پھر سر کٹائیں
شمشیر و سم سے پیاسیں بجھائیں خود ہنستے جائیں جگ کو رُلائیں
آجائیں رہ پر جتنے ہوں گمراہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

صدیق کی ہو تابان صداقت فاروق کی پھر چمکے عدالت
عثمان کی پھر برسے سخاوت شیرِ خدا کی پھیلے شجاعت
تعلیم قرآں ہو مشعلِ راہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

حق کو جو مانگے درگاہِ حق سے　　حسرت تمنا زاری قلق سے
آئے اجابت رب الفلق سے　　انوار چمکیں چودہ طبق سے

اللہ اکبر الحمد للہ

اللہُ اللہ اللہُ اللہ

غفلت ہماری الفت بنادے　　کثرت ہماری وحدت بنادے
دوزخ ہماری جنت بنادے　　ذکر اپنا دل کی قوت بنادے

مادیٰ ہے یارب تیری ہی درگاہ

اللہُ اللہ اللہُ اللہ

ہو نقش بندی خلعت ہماری　　اور سہروردی رنگت ہماری
پھر قادری ہو سیرت ہماری　　چشتی ہو بوئے الفت ہماری

ہوں سر سے پا تک ہم صبغۃ اللہ

اللہُ اللہ اللہُ اللہ

بارہ اماموں سے دے عقیدت　　اور بو حنیفہؒ کی دے شریعت
ادریسؒ و مالکؒ احمدؒ کی الفت　　مسلم کی مسلم کو دے محبت

تفریقِ ملّتِ مِٹ جائے واللہ

اللہُ اللہ اللہُ اللہ

صابرؒ کی مے سے دل کو ظفر دے　　گنجِ شکرؒ سے یارب شکر دے
انوار غوثی سینہ میں بھردے　　میری خطائیں سب عفو کر دے

استغفر اللہ، استغفراللہ

اللہُ اللہ اللہُ اللہ

یا رب بحقِ پیرانِ چشتی ماں باپ میرے کر دے بہشتی
کر عفو ہر اک مومن کی زشتی بن جائے مسلم ہر اک کنشتی
توحیدِ حق سے عالم ہو آگاہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

زندہ رہیں ہم خُلقِ سلف میں مرجائیں حُبِّ شاہِ نجف میں
راحت سے سوئیں بیت الشرف میں ہو حشر یارب پیروں کی صف میں
فردوس گھر ہو آمین اللہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

دونوں جہاں کی عزت عطا کر یا رب نبی کی طاعت عطا کر
اپنی رضا کی جنت عطا کر اپنی طلب میں راحت عطا کر
انت المجیبُ یا ربِّی اللہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

حُبِّ نبی کا مخزن ہو سینہ خاکی کا دل ہو مکّہ مدینہ
نامِ نبی کا سچّا نگینہ فیضانِ حق کا صالح سفینہ
آمین ختم و الحمد للہ
اللہُ اللہ اللہُ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نغمۂ نعتِ محمد رسول اللہ ﷺ

لا الٰہ الّا اللہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ
صاحبِ کرم ذی جاہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

رہ کے آپ سے غافل ہوگیا ہے مردہ دل
کہہ دو قم باذنی اللہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

تم سے دور ہوں جاناں جان میں نہیں ہے جاں
ڈال دیجئے دم للہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

خالی جھولیاں بھردو خلق سے غنی کردو
ہم گدا ہیں تم ہو شاہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

اے بہارِ گلشنِ قدس تاجدارِ مسندِ انس
کیجئے کرم کی نگاہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

دیجئے جلوہ لیجئے ہوش کتنے بیٹھے ہیں خاموش
طالبانِ سالکِ راہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

گرم محفلِ ہو حق کردو کرکے پردہ شق
خُلق ہو کلامُ اللہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

دور سختیٔ محشر ہم ہیں میکش کوثر
امتِ حبیبِ الٰہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

اے فرشتگانِ لحد مانگتے ہو میری سند
لا الٰہ الا اللہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

آفتابِ چرخِ کرم، ماحیٔ جفا دستم
دل مرا بنا دو ماہ، محمدؐ رسول اللہ ﷺ

خاکی بند ہیں سب باب بس کھلی ہے اک محراب
یعنی حمد کی درگاہ محمدؐ رسول اللہ ﷺ

# ساری خلقت کے سردار

ماہِ جبیں نیّر رُخسار
عیسیٰ دم شیریں گفتار
ختمِ رسل نور الانوار
چرخِ بنوت کے خورشید تم سے روشن ہے سنسار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

اللہ اللہ حسن و جمال
سبحان اللہ جاہ و جلال
ما شاء اللہ خُلق وکمال
رب نے دکھائے عرشِ علیٰ پر تم کو وحدت کے اسرار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

تم ہو صاحبِ خُلقِ عظیم
ہر مومن پہ رؤف و رحیم
معدنِ صدق رسولِ کریم
ہے سب خلقت پُردُربار مولیٰ رحمت کا دربار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

مرسل نبی بشیر و نذیر
داعیٔ نورِ سراجِ منیر
عبد خاص لطیف خبیر
کردیئے سب اسرار نہاں خالق نے تم پر اظہار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

تم ہو ایسی بارشِ رحمت
تازہ دم ہے جس سے خلقت
ہر گلشن میں جس سے نکہت
چھینٹا ابرِ کرم ہم پر بھی پھولے پھلے سدا گلزار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

کالی کملی والے سلطاں
عاشق سیرت صورتِ جاناں
تم پر کیوں نہ ہو اُمّت نازاں
دوخود بھیک دعا بھی خود ہی داتا گدا پہ ایسا پیارا
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

آپ کو جب معراج ہوئی
کھل گئیں کلیاں ہر دل کی
بولے خوشی میں سارے نبی
آؤ تخت و تاج کے مالک سارے عالم کے سردار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

دیکر جامِ شرابِ طہور
کیجئے اُلجھن دل کی دور
سینے ہوں پُر نور و سرور
مستیِ میں سب بادہ خوار تن من کردیں تم پہ نثار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

جلوہ دکھا کر خاکی کو
اپنا دیوانہ کرلو
جس سے یہ کامل مومن ہو
یہ ہے جگت میں بد کردار ایک نظر شاہِ ابرار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

حق نے دیکے اپنی صورت
بخش کے خُلقِ عظیم کی سیرت
کہہ دیا دے کر مُہرِ بنُوت
لو رحمت کے خزانوں کی کنجی ہم نے کیا تم کو مختار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

صلی اللہ تمہارا سینہ
رب کے جلوے کا گنجینہ
ذات احد کا ہے آئینہ
خاکی کو واصل کیجئے دِکھلا کر اپنا دیدار
بندے پیارے پیارے رب کے ساری خلقت کے سردار

# نور اللہ رسول اللہ

المحمود جمال اللہ　　المقصود نوال اللہ
المشہود کمال اللہ　　الموعود وصال اللہ
لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

دونوں جہاں کے آئے شاہ　　احمدِ پاک رسول اللہ
جن پہ فدا ہیں مہر و ماہ　　صلِ وسلم یا اللہ
لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

ہفت فلک قرباں ان پر　　شیدا دونوں جہاں ان پر
قلب فدا اور جاں ان پر　　لائیں نہ کیوں ایماں ان پر
لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

چلتی ہے فرحت بخش ہوا　　گلشنِ خلد بنی دنیا
چرخِ نبوت پر چمکا　　شمسِ رخِ محبوب خدا
لا الٰہ الا اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

مخملِ سبز زمیں نے بچھائے بادِ صبا نے غنچے کھلائے
شبنم نے موتی برسائے مرغِ چمن نے سہرے گائے

لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

نوری شمعیں روشن ہیں جگ مگ راہیں مسکن ہیں
ہرے بھرے سب گلشن ہیں پُر مقصد سے دامن ہیں

لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

بارشِ رحمتِ باراں ہے ہر دل غنچہ خنداں ہے
شیطان غم سے نالاں ہے خوشی میں مومن گویاں ہے

لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

چمک گیا دیں کا اختر گر پڑے بت سب اوندھے سر
زلزلہ آیا کِسریٰ پر پاک ہوا اللہ کا گھر

لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

جاء الحق فنے الباطل نور نے ظلمت کی زائل
ایسی ہوئی رحمت نازِل ہونے لگے ناقصِ کاملِ

لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

یا رب یا حق یا مولیٰ صدقہ نبیؐ رحمت کا
بگڑی بنے دنیا عقبیٰ تیرے لئے ہے مشکل کیا

لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

خاکی پر ہو لطف و عطا بانی پر انعام ترا
ذاکر پر ہو جودوسخا سامع پر اکرام ترا

لا الٰہ الاّ اللہ، نور اللہ رسول اللہ ﷺ

# بعثتِ نبوّت

زمانہ قہر و ظلمت میں تھا جاہل ہر قرینے سے
تباہی عام تھی حرص و ہوائے بغض و کینے سے
شرف مرنے کو عاقل دے رہے تھے ایسے جینے سے
نسیمِ لطف جھومی یک بیک کعبہ کے سینے سے
اٹھی رحمت کی بدلی نور برساتی مدینے سے
کھلا گلزارِ جنت عاشقِ احمد کے سینے سے

چمک پیدا ہوئی انسان کے دل کے آبگینے میں
نظر آنے لگے لاہوت کے انوار سینے میں
مزا تسنیم و کوثر کا ملا زمزم کے پینے میں
کہا عیسیٰ نے جب دیکھا یہ خاتم کے نگینے میں
زہے قسمت کہ دم نکلے گلستانِ مدینے میں
کہیں بہتر ہے یہ فلاک پردوری میں جینے سے

کہا وحدت کے جلوؤں نے علی الاعلان کثرت سے
اٹھا کر قہر کا پردہ رخِ زیبائے رحمت سے
بتاؤ نور لے کر مومنو! شمعِ ہدایت سے
یہ کیا منظر ہے عالم میں مرے اعجازِ قدرت سے
معطر خاک دان سب ہوگیا خوشبوئے جنت سے
شمیم جانفزا آئی ہے کس گل کے پسینے سے

کہا قدرت کے اس جلوے نے پہچانو کہ کیا ہوں میں
حبیبِ حق امام الانبیاء شمس الضحیٰ ہوں میں
محیطِ ہر دوعالم ابتداء و انتہا ہوں میں
محمد مصطفٰے ہوں نائبِ رب العلیٰ ہوں میں
مری کشتی ہے میرا بول بالا ناخدا ہوں میں
یہ گوشِ جاں نے مژدہ سن لیا تو حی سفینے سے

یہ مانا ہے ہر اک مومن کو خواہش رب کے جلوے کی
مگر ہے روشنی درکار سب سے پہلے کلمے کی
ضرورت ہے نماز و حج زکوٰۃ و فرض روزے کی
ہر اک قربت کو حاجت ہے حبیبِ حق کے صدقے کی
تجلّیٔ خدا معراج ہے ہر ایک بندے کی
مگر خاکی یہ رفعت ملتی ہے احمد کے زینے سے

# رہبرِ انور صلی اللہ علیہ وسلم

شریعت کی مشعل دکھا دینے والے طریقت کا رستہ چلا دینے والے
وہ عرفاں کا ساغر پلا دینے والے حقیقت سے پردہ اٹھا دینے والے
دو عالم کے غم سے چھڑا دینے والے
محمد ﷺ ہیں حق سے ملا دینے والے

وہ باطل کو حق سے مٹا دینے والے وہ عالم کے فتنے بٹھا دینے والے
شیاطیں کی شورش گھٹا دینے والے غموں کی گھٹائیں ہٹا دینے والے
گناہوں کی علّت چھٹا دینے والے
تجلی رحمت دکھا دینے والے

نبی ان کے جھنڈے تلے آ رہے ہیں ولی ان سے انوارِ حق پا رہے ہیں
مَلک ان کی خدمت سے اترا رہے ہیں کریم ان کی بخشش سے شرما رہے ہیں
یہ کہہ کر مالک ہاتھ پھیلا رہے ہیں
کہ ہم ہیں گدا مصطفٰے دینے والے

بنوت کا اور کوئی خاتم نہیں ہے کوئی دوسرا حق کا محرم نہیں ہے
کوئی ان سا ہمدردِ عالم نہیں ہے لحد میں کوئی اور ہمدم نہیں ہے
غلاموں کو ان کے جہنم نہیں ہے
وہ ہیں حشر میں بخشوا دینے والے

تجلی ہو رخسار، شمس الضحیٰ کی شبِ غم ہو تنویر بدرالدجیٰ کی
چمک دل میں پیدا ہو نور الہدیٰ کی بشارت ہو رضوانِ رب العلیٰ کی
ملے بیخودی جامِ خیر الوریٰ کی
شراباً طہورا پلا دینے والے

ملے صدق صدّیقِ اکبر کا صدقہ ہم عادل ہوں فاروقِ داور کا صدقہ
غنی کیجئے عثمانِ انور کا صدقہ مری مشکل آساں ہو حیدر کا صدقہ
ملے بھیک زہرا کی چادر کا صدقہ
نواسوں کو دولہا بنا دینے والے

مرے سینے کو اپنا کاشانہ کر لے مجھے اپنے جلوے کا پروانہ کر لے
مرا چاکِ دل زلف کا، شانہ کر لے مری عقل کو اپنا دیوانہ کر لے
مرے جسمِ خاکی کو پیمانہ کر لے
پریشاں کی الجھن مٹا دینے والے

# عظمتِ تاجدارِ مدینہ

تو ہے وہ بندۂ جبّار مدینے والے
تجھ پہ اللہ کا ہے پیار مدینے والے

ہیں نبی تیرے طلبگار مدینے والے
اللہ اللہ شہِ ابرار مدینے والے

تیرا وصّاف ہے غفّار مدینے والے

تو نے بخشائے گنہ گار مدینے والے
تو نے مہکا دیئے گلزار مدینے والے

بولے دارین کے اخیار مدینے والے
تو ہے کونین کا مختار مدینے والے

تجھ پہ قربان ہے سنسار مدینے والے

قدس سے در پہ سلامی کو ملک آتے ہیں
دُرِ مقصود ترے ہاتھ سے سب پاتے ہیں

ابر اور بحر تیرے فیض سے شرماتے ہیں
شرم سے شمس و قمر ابر میں چھپ جاتے ہیں

دیکھتے ہی ترا رخسار مدینے والے

کیوں نہ چومیں ترے قدموں کو ہمیشہ کونین
کیوں نہ قربان دل و جاں سے ہوں تجھ پر دارین

عرشِ اعظم پہ فردکش ہوئے تیرے نعلین
آن میں وحدت و کثرت کی ملا دیں قوسین

اللہ اللہ تری رفتار مدینے والے

تیرے ہی نور سے انوارِ دو عالم چمکے
بٹتے ہیں صبح و مسا خلق میں تیرے صدقے

سارے محبوبوں کے محبوب ہیں تیرے جلوے
زندگی پاتے ہیں مردے ترے اک کلمہ سے

ہے وہ شیریں تری گفتار مدینے والے

تیرے قبضہ میں ہے کونین کا سب گرم و خنک
کھاتے ہیں شاہ و گدا تیرا سدا نان و نمک
سونگھ کر تیری مہک دیکھ کے بس تیری جھلک
حور و غلمان و ملک کہتے ہیں بالائے فلک

السلام اے مرے سرکار مدینے والے

دیکھ کر سر پہ امامت کا تمہارے سہرا
اور محبوبیتِ رب کا کمر میں پٹکا
بن کے مشتاق کیا گرد تمہارے حلقہ
شبِ معراج کو اقصیٰ میں رسولوں نے کہا

حبّذا احمدِ مختار مدینے والے

دیکھا جب تم کو دو عالم کا مجسم دولہا
جلوۂ طور سے ملتا ہوا پایا جلوا
عالمِ قدس کے ہر فرد کے لب پر آیا
ہر فلک پر شبِ اسرا میں ترانہ یہ تھا

مرحبا سیّدِ ابرار مدینے والے

سجدۂ شکر میں رکھتا تھا ہر اک قدسی سر
اور فدا کرتا تھا اک ذوق میں جانِ مضطر
ہم کہاں اور کہاں بارِ خدا یہ منظر
کہتے تھے قدس کے انوار سرِ طوبیٰ پر

ہو عطا جلوۂ دیدار مدینے والے

کبھی حیرت نے کبھی رعب و جلالِ حق نے
کردئے آپ کی رفتار میں حائل سکتے
کہتے تھے ناز و نیاز سامنے آکر ان کے
آپ جب رکتے ادب سے تو یہ سنتے رب سے

آؤ آؤ میرے دلدار مدینے والے

تھے قیامت میں گنہ گار پریشاں لرزاں
دیکھ کر عدلِ خداوندِ جہاں کی میزاں
دیکھ کر جلوۂ رحمت ترے چہرے پہ عیاں
حشر میں کہتا ہے خوش کے متاعِ عصیاں

ہے فقط تو ہی خریدار مدینے والے

جب ہے اغیار کو بھی عام شفاعت تیری
ناز پھر کیوں نہ کرے حشر میں امت تیری
اس طرح کھل گئی مخلوق پہ قدرت تیری
نفسی والوں نے کہا دیکھ کے ہمت تیری

آفریں بندۂ غفار مدینے والے

کبریا کیلئے کچھ ایسا تفضّل کیجئے
گھونٹ اک شربتِ دیدار کا اس کو دیجئے
صبغۃ اللہ سے اس گھونٹ کو رنگیں کیجئے
نورِعرفاں کی تجلی میں اسے رنگ لیجئے

خاکی ہے حاضرِ دربار مدینے والے

# آمدِ خیرالبشر صلی اللہ علیہ وسلم

زمیں پر وہ ستارا آرہا ہے
کہ خورشیدِ فلک شرما رہا ہے
جہاں پُر نور ہوتا جا رہا ہے
زمانہ ذوق میں اترا رہا ہے

فروغِ حمدِ رُخ چمکا رہا ہے
تجلیٔ احد دکھلا رہا ہے

برستا ہے فلک سے ابرِ رحمت
زمیں ہے جلوہ گاہِ حُسنِ قدرت
زمانہ میں ہے وہ ذوقِ مسرت
کھلا ہے ہر طرف گلزار جنت

سنو رُوحِ الٰہی کی بشارت
کوئی کملی میں لپٹا آرہا ہے

صفیؑ اللہ کی رفعت کا زینہ　　نجیؑ اللہ کا منجی سفینہ
خلیلؑ اللہ کا پُر نور سینہ　　سلیمانی انگوٹھی کا نگینہ
ہر اک مومن کا تابوتِ سکینہ
پیامِ وصل باری لا رہا ہے

امام انبیاء سرتاجِ عالم　　حبیبِ کبریا معراجِ آدم
نبیٔ مجتبیٰ امّت کا ہمدم　　گروہِ انبیاء میں کل کا خاتم
محمد مصطفیٰ سرکارِ اعظم
جلالِ حقِ مطلق لا رہا ہے

فقیروں کے لئے کانِ سخاوت　　امیروں کے لئے شانِ امارت
اسیروں کی رہائی کی ضمانت　　گنہ گاروں کی باعزت شفاعت
تمام عالم کے حق میں لطف و رحمت
مجسم فضل باری آرہا ہے

عرب کو مشرقِ انوار کرنے　　عجم کو تختۂ گلزار کرنے
دلوں کو مخزنِ اسرار کرنے　　تنوں کو لائقِ دربار کرنے
مئے توحید سے سرشار کرنے
سخی کوثر کا ساقی آرہا ہے

بری رسمیں زمانے سے مٹانے　　کھرے کھوٹے کو آنکھوں سے دکھانے
جہاں کو سیدھے رستہ پر چلانے　　ہر اک بے چین کو غم سے چھڑانے
ہر اک بندے کو مولیٰ سے ملانے
نبی قرآن والا آرہا ہے

کھلا ہے ہر طرف بستانِ جنّت عجب مسرور ہیں سُکّانِ جنّت
عجب پر کیف ہیں غلمانِ جنّت کھڑا ہے باادب رضوانِ جنّت
ترانے گاتی ہیں حُورانِ جنّت
شبِ اسریٰ کا دولہا آرہا ہے

کھڑے ہیں با ادب سب اہلِ تکریم فرشتے صف بصف ہیں بہر تعظیم
کہ ہے یہ اہلِ حق کو حق کی تعلیم کھڑے ہوجاؤ خاکی بہرِ تسلیم
شفیع المذنبیں سُلطانِ اقلیم
جہاں کو بخشوانے آرہا ہے

# فیضانِ دربارِ رسالت

دلِ مردہ جلایا جا رہا ہے تنِ خُفتہ جگایا جا رہا ہے
عجب جلوہ دکھایا جا رہا ہے غمِ دوری مٹایا جارہا ہے
حضوری میں بُلایا جا رہا ہے
نمازوں سے نوازا جا رہا ہے

بتوں سے بت پرستوں کو ہٹاکر گناہوں کی سزائیں سب دکھا کر
شمیمِ گلشنِ جنّت سنگھا کر کرم سے کلمۂ طیّب پڑھا کر
جہاں سے کفر کی لعنت مٹاکر
جہنم سے بچایا جا رہا ہے

سمجھ میں آئے فاقہ کی مصیبت فرشتوں سے ملے انساں کی سیرت
تصدّق پر اتر آئے سخاوت عطا ہو خُلقِ باری کی کرامت
زکوٰۃ و صوم کرکے رُکنِ ملّت
اخوت کو نباہا جا رہا ہے

حرم میں شکلِ مستانہ بناکر طلب میں حق کی دیوانہ بناکر
رُخِ وحدت کا پروانہ بناکر فدائے حُسنِ جانانہ بناکر
ہلالِ حج کو پیمانہ بناکر
عجب ساغر پلایا جا رہا ہے

کسی کو علم کی رفعت عطا کی کسی کو معرفت بخشی خدا کی
حقیقت کھولدی زہد و ریا کی دکھادی شان اخلاص و رضا کی
جگا کر رسم احسانِ و وفا کی
چمن دیں کا کھلایا جا رہا ہے

کسی کو صبر سے تسکین بخشی کسی کو شکر سے تمکین بخشی
کسی کو ذکر سے تلقین بخشی کسی کو فکر سے تزئین بخشی
کسی کو الفتِ یٰسین بخشی
یہ سب کوثر لٹایا جا رہا ہے

کسی کو نیستی سے کرکے دوچار کسی پر کھول کر ہستی کے اسرار
کسی کو کرکے اس کثرت سے بیزار کسی کو کرکے وحدت سے پُر انوار
کسی کو اک نظر میں کرکے سرشار
فاوحیٰ سے نوازا جا رہا ہے

ذرا دیکھو تو منظر کربلا کا فدا حق پر ہے کنبہ مصطفیٰ کا
کرم پر جوش ہے شیرِ خدا کا مزے پر ذوق ہے قالو بلیٰ کا
ہے رب مشتاق ان کی ہر ادا کا
فرشتوں سے سراہا جا رہا ہے

کوئی ہے مصدرِ صدقِ رسالت کوئی ہے مظہرِ عدلِ نبوت
کوئی ہے منظرِ حسنِ رفاقت کوئی ہے حیدرِ صحرائے وحدت
کوئی ہے زیورِ سُکّانِ جنّت
بہشتوں کو سجایا جا رہا ہے

کسی کو پاکے دنیا میں پشیماں کسی کو دیکھ کر مرقد میں حیراں
کسی کو حشر میں بیحد پریشاں کسی کو آتشِ دوزخ میں سوزاں
کسی کو دیکھ کر پیشی سے ترساں
خدا سے بخشوایا جا رہا ہے

دکھا کر خواب میں روئے حقیقت سنا کر موت کی جو ہے فضیلت
مجاہد کو ادھر دیکر غنیمت شہیدوں سے ادھر لیکر ودیعت
فدا کاروں سے فرماکر معیّت
خدا سے خود ملایا جا رہا ہے

نہ کیوں ہو سرنگوں ساری خدائی
کہ ہوتی ہے یہاں پر حق نمائی
برستا ہے نوال کبریائی
غنی ہیں سائلانِ مصطفائی
تو لے خاکی بس اس در کی گدائی
یہاں سب کچھ لٹایا جا رہا ہے

# تضمین بر نعت قدسیؒ

آیۂ وحدتِ حق مایۂ رحمت طلبی
عفو کر خُلقِ معظم سے مری بے ادبی
کوثرِ دید سے ہو دور مری تشنہ لبی
ذوقِ نظارہ میں لب پر یہ ترانہ ہو نبی
مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھ کر جلوۂ اقدس کو کہوں رب کی قسم
صدقہ اس صورت زیبا پہ حسینانِ ارم
بالیقیں تجھ میں کمالاتِ الٰہی ہیں بہم
رب کا محبوب ہے تو چشمۂ حسنِ عالم
مَن بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

سختیِ حشر سے نالاں ہے جہانِ محشر پل پہ خستہ کوئی میزان پہ کوئی مضطر
کوئی غرقاب پسینہ میں ہے با دیدۂ تر تجھ سے کہتا ہے ہر اک تیری دہائی دیکر

چشمِ رحمت بکشا سوئے من اندازِ نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

دن قیامت کے جو یاد آ گئی معراج کی رات اہلِ عصیاں کو ہنسانے لگی امیدِ نجات
بولے اے ختمِ رسل لاج ہے بس تیرے ہاتھ گھائیوں میں ہے تری خضر کا دریائے حیات

ماہمہ تشنہ لباں نیم توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ زحد می گذرد تشنہ لبی

تجھ سے کونین کا آغاز ہے تجھ پر انجام تیرے صدقہ ہی میں سب بنتے ہیں دارین کے کام
تیرے ہی جلوہ سے پُر نور ہیں افلاک تمام تیرے ہی قدموں سے ہے خاکِ عرب بیت حرام

نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام
زاں سبب شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی

کون ہے باعثِ تخلیقِ جہاں تیرے سوا کون ہے رحمتِ کُل مالکِ دین و دنیا
کون ہے ختمِ رسل کون ہے محبوبِ خدا کون ہے تیرے سوا صاحب معراج دنا

نسبت نیست بذاتِ تو نبی آدم را
بر تراز عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

تیرے ہی نورِ منوّر سے ہے عالم مسرور تیری ہی پاک حقیقت سے ہے ہر شے معمور
تیرے قرآن کے نغموں سے ہے ہر کیف و سرور جس کے معنیٰ سے عرب اور عجم ہیں مخمور

ذاتِ پاک تو دریں ملک عرب کردہ ظہور
زان سبب آمدہ قرآں بہ زبانِ عربی

نازنینِ صمدی تجھ پہ غلاموں کو ہے ناز
تیرے دربار میں حاضر ہے ہراک اہلِ نماز
جاذبِ خلد بریں ہیں ترے گیسوئے دراز
قاسمِ نعمتِ کونین ہے تو شاہِ حجاز

بردرِ فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و شامی یمنی و عربی

تیرے رتبہ کو نہیں پہنچتی حدِّ اِدراک
عرش سے قدر میں بالا ہے ترے در کی خاک
جانِ سکتی ہے تری جان کو کیا عقلِ پاک
جب ترے جسم کی یہ شان ہے شاہِ لولاک

شبِ معراج عروج تو گذشت از افلاک
بمقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

بندگی عاشقِ صادق کی ہو کس طرح رقم
مذہبِ عشق میں عاشق ہے ہراک چیز میں کم
خاص کر نسبت معشوق تو ہے سخت اہم
اس لئے عاشق ناچیز کا ہے یہ عالم

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بہ سگِ کوئے تو شد بے ادبی

جب نظر تیری طرف رکھتا ہے ہر ایک نبی
جب ترے فیض کا محتاج ہے ہر ایک ولی
جب ترے فضل کے طالب ہیں سب عرشی فرشی
کیوں نہ دربار میں خاکی کہے مثلِ قدسی

سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

# نورِ محمد ﷺ کی عکاسیاں

برپا جہاں میں محفلِ وجد و سرور ہے ہر اہلِ ذوق مستِ شرابِ طہور ہے
عالم تمام اک چمنستانِ طور ہے مدہوش جس کے جلوؤں سے ہر ذی شعور ہے
کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

شیطاں پہ کس کو سجدہ نہ کرنے سے قہر ہے شرمندہ کس کے رُخ کی تجلی سے مہر ہے
کس کا کمال زینتِ بدرِ سپہر ہے کس کا جمال نگہتِ گلزارِ دہر ہے
کیا شانِ احمد کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

گوہر میں کس کی آب ہے انجم میں کس کی تاب کس کے کرم کے فیض سے چشمہ بنا سحاب
کالی گھٹا میں کس کی تجلی ہے بے نقاب ہے کس کے رنگ و بو سے مشرف گل و گلاب
کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

شمشاد کس کے قامتِ زیبا کا نقشہ ہے سنبل میں کس کی زلفِ معنبر کا طرہ ہے
نرگس ہزار چشم سے محوِ نظارہ ہے گویا زبانِ حال سے یوں ہر شگوفہ ہے
کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

بادِ صبا نے پھونک دیا ہے چمن چمن
پیغامِ آمد، آمدِ محبوبِ ذوالمنن
ہر گل ہوا ہے فرطِ مسرّت سے خندہ زن
استادہ ہر شجر ہے سلامی کو سر فگن

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

استادہ سرو ہوگئے تعظیم کے لئے
پھل جھک گئے ہیں شرم سے تسلیم کے لئے
شاخوں کے پنکھے بن گئے تکریم کے لئے
حاضر نسیمِ صبح ہے تنظیم کے لئے

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

شبنم نے موتیوں کے خزانے لٹادیئے
قدرت نے سبز رنگ کے مخمل بچھا دیئے
جگنو نے شب چراغ کے تارے کھلا دیئے
باد صبا نے خلد کے جھونکے چلا دیئے

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

پڑھتی ہے کیسی ذوق میں بلبل درود پاک
سننے سے جس کے ہوگیا ہر گل کا سینہ چاک
نقشہ بنا ہے روضۂ رضواں کا فرش خاک
توحید خوش ہے شرک حسد سے ہے دردناک

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

کس کی مہک نے گلشنِ ہستی بسا دیا
کس کی خوش آمدید نے ہر گل کھلا دیا
کس صبح کے پیام نے شب کو جگا دیا
پردہ ہلا کے روتے ہوؤں کو ہنسا دیا

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

بوئے محمدی جو شگوفوں میں بس گئی یوں کھل کھلا کے کہنے لگی گل کی پنکھڑی
سبحان من تلطّف لطفاً علی النّبی عام فیوضہٗ متجلّی علی الذکی

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

اللہ رے تجلیٔ انوارِ احمدی سر سبز تا ابد رہے گلزارِ احمدی
خاکی کو مرتے دم رہے اقرارِ احمدی جاری ہو لب پہ دیکھ کے دیدارِ احمدی

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور ہے

# تضمین

تڑپتا ہے جگر پہلو میں، ہر دم یارسول اللہ ترستی ہے نگاہِ چشم پُر نم یارسول اللہ
بلک کر کہہ رہا قلبِ پُر غم یا رسول اللہ ''غریبم مفلسم بے خانمانم یا رسول اللہ

پناہم غیر درگاہت ندانم یارسول اللہ''

ہوائے نفس کا ایمان کی آنکھوں پہ ہے چلمن ہوئے جاتے ہیں حق کی روشنی کے بند سب روزن
جلا ڈالا سمومِ شیطنت نے دین کا گلشن ''زتاریکیِ عصیانم سیہ شد روز گارِ من

بنورِ خود منور ساز جانم یا رسول اللہ''

مسافر لٹ گیا رستے میں جلدی آیئے آقا
دہائی آپ کی دیتا ہے اے مشغول اوادنیٰ
بنایا ہے خدا نے آپ کو اک برزخِ کبریٰ
"ہمومِ دنیویم پاک بردہ نقدِ عمرم را
شود غائب ز د زد دانم نشانم یا رسول اللہ

کبھی نکلے گی آخر اس دلِ ناشاد کی حسرت
نظر آئیگی کس دن اُس خدا کے چاند کی صورت
تراحّم یا نبی اللہ یوں ابتر ہوئی حالت
"گلستانِ دلم پژ مردہ شد از آتشِ فرقت
ببار اے ابرِ رحمت بر خزانم یا رسول اللہ"

لگا رہتا ہے روز و شب فشارِ قبر کا کھٹکا
ہے اس دم اک نگاہِ لطف کی حاجت مرے مولا
نظر میں جلوۂ حق ہو زباں پر آپ کا کلمہ
"ز تنگئ لحد وزکربِ قیل و قال آں لحظہ
زلطفِ پاک تو حیراں نمانم یا رسول اللہ"

زمیں پر آپ کی درگاہ سے میں پاک آیا تھا
مگر افسوس جب نظروں سے غائب ہو گیا جلوہ
خلابِ معصیت میں کر دیا غفلت نے آلودہ
"ہمہ تن پُر عیوبم زیرِ دامانت بگیر آقا
ز رسوائی محشردہ امانم یا رسول اللہ"

قیامت میں ہے مجمع سارے اپنے اور پرایوں کا
وہ خرم ہیں کہ جن کے پاس ہے اعمال کا توشہ
مگر اے رحمت اللعالمیں یہ حال ہے میرا
"ہمہ تن پر عیوبم زیرِ د امانت بگیر آقا
ز رسوائی محشر دہ امانم یا رسول اللہ"

کہاں یہ جسمِ خاکی اور کہاں وہ جانِ نورانی
کہاں ظلمت کدہ یہ اور کہاں وہ نورِ جسمانی
بندھاتی ہے مگر امید یوں آیاتِ قرآنی
"اگر چہ خاکیم اے بارگاہِ نور سبحانی
مگر ہم در شمارِ امتانم یا رسول اللہ"

# تضمین بر غزل حافظ شیرازیؒ

ہر خوبی کو تیرے لئے خالقِ نے لیا چُن — جس دلبرِ رعنا نے سنا تجھ کو ہوا سُن
جل بھن کے تری آگ میں کہتا ہے ذرا سن — "اے خسروِ خوباں نظرے سوئے گدا کُن
رحم بمنِ سوختۂ بے سرو پا کُن"

جو تیرے سوا حور وجناں کو بھی نہ چاہے — دن رات ترے دردِ محبت میں کرا ہے
اس کی بھی طرف بہر خدا دیکھ لے گا ہے — "دارد دلِ درویش تمنائے نگاہے
زاں چشمِ سیہ مست بیک غمزہ رواکن"

جب بس گئی خالق کی نظر میں تری صورت — پھر سامنے آنے کی ترے کس کو ہو طاقت
ہاں چاند کی صورت میں ہے قرآں کی شہادت — "گر لاف زند ماہ کہ ماند بجمالت
بہ نمائے رخِ خویش و مہ انگشت نما کُن"

مجنوں کیا قیس کو لیلیٰ کی ادا نے — مطلوب زلیخا ہوئے یوسف کے فسانے
جبریل سے طٰہٰ کو کہا جذبِ قضا نے — "اے سرو چماں از چمن و باغِ زمانے
بخرام دریں بزم دو صد جامہ قبا کُن"

جاں تن میں فقط عشقِ کے افسوں سے ہوئی بند یوں ہی ہوا پھر عقل کا اس جان سے پیوند
دل والوں کے دل دولتِ ایماں سے ہیں خورسند "شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند
اے دوست بیا رحم بہ تنہائی ما کن"

اے دل تو خدا کے لئے ہو صابر و شاکر کر ناصحِ مشفق کی بہت شوق سے خاطر
کیا پیشِ خدا حشر میں ہونا نہیں حاضر "با دل شدگاں جور و جفا تا بکے آخر
آہنگِ وفا ترکِ جفا بہرِ خدا کن"

خاکی تو ہے بس احمدِ مختار تمہارا جب تم لبِ جاں بخش سے کہدو ہے ہمارا
ممکن نہیں عالم میں کوئی تم سے پیارا "مشنو سخنِ دشمنِ بدگوئے خدا را
با حافظِ مسکین خود اے دوست وفا کن"

# عزمِ خرد

عقل کہتی ہے کلمہ پڑھے جاؤں گی
جامِ عشقِ محمد پئے جاؤں گی

ہجر کے آزار میں عشق کے بازار میں
طور کے گلزار میں حسرت دیدار میں

اَرنی کا وظیفہ پڑھے جاؤں گی
لن ترانی کسی کی سنے جاؤں گی

بلبل مستانہ وار صورتِ پروانہ وار
عاشقِ دیوانہ وار کشتۂ جانانہ وار

جان جاناں پہ صدقے کیے جاؤں گی
اسکے تلووں سے آنکھیں ملے جاؤں گی

سن کے لدینا مزید ہوگئے عاشق شہید
رحمت حق کی کلید صبر ہے مشتاقِ دید

گھونٹ خونِ جگر کے پیے جاؤں گی
دردِ فرقت کو حد تک سہے جاؤں گی

ہجر کی کلفت مٹے وصل کی لذت ملے
دید کی جنت ملے کوئی تو صورت ملے

مثلِ پروانہ قرباں ہوئے جاؤں گی
شمع کی طرح جلتی ہنسے جاؤں گی

بندہ بننے کے لئے پائندہ ہونے کے لئے
شرمندہ ہونے کے لئے پھر زندہ ہونے کے لئے

نور کے آگے خاکی بنے جاؤں گی
خاک پر اس کو سجدے کیے جاؤں گی

# ملہار

آسماں پر ابرِ رحمت بار گھرتا آئے ہے سورۂ مزمل اس میں کوئی لکھتا جائے آئے
موج والّیلِ اذا یغشیٰ سے اُمنڈی آئے ہے اور تجلی ربہٗ بھی بجلیاں چمکائے ہے
گیسوؤں والے کی کملی کی چمک یاد آئے ہے
طورِ سینا کی طرح دل سینے میں تڑپائے ہے

شمعِ حق پروانے میں جب اپنی نسبت پائے ہے رفتہ رفتہ اس کے جی میں اپنی لو بسرکائے ہے
شوقِ نظارہ میں وہ بیتاب ہو کر آئے ہے یار کے پہلو میں آکر آسماں پر جائے ہے
عاشقوں کی نیستی کالی گھٹا بن جائے ہے
جلوۂ معشوق کی پھر بجلیاں چمکائے ہے

عشقِ صادق کے کرشمے دیکھ لو برسات میں برق مزمل کڑک کی حمد و تسبیحات میں
زردئ عشاق صبح و شام کے اوقات میں آہ واصل ہوتی ہے اللہ سے ہر بات میں
کہتی ہے کالی گھٹا غافل سے کالی رات میں
دن ہے بس اس آنکھ کا جو برسے ہے برسائے ہے

گلشنِ عالم میں آئی نت نئی صورت بہار کر رہی ہیں دلہنیں باغِ جناں کی سب سنگار
لوٹتی ہیں بجلیاں غنچوں پہ آکر بار بار پڑ رہی ہے سرو گل، سبزہ پہ ہلکی سی پھوار
ہے پیا کا الغرض ان سب پہ اک میٹھا پیار
مجھ سی پاپن کے لئے ساون بھی سوکھا جائے ہے

کوئلیں کرتی ہیں کوکو قمریاں حق سرّہٗ فاختیں بھی پڑھتی ہیں شاخوں پہ یا حق ایک تو
اور پپیہا پی پی کرتا پھرتا ہے ہر چار سو پھول پر گاتی ہوئی بلبل ہے محوِ جستجو
ہے چمن محوِ نمازِ عشق با غسل و وضو
ابرِ رحمت اس کے سر پر دم بدم برسائے ہے

میں اکیلی رات اندھیری اس پہ پھر کالی گھٹا اور بادل کی گرج لائی ہے طوفانِ بلا
کردیا بجلی نے پھر اک حشر کا فتنہ بپا جس نے مجھ بپتا کو پھر اور بھی تڑپا دیا
مرتی جیتی ہوں جدائی میں تری ہر دم پیا
گاتی ہیں سکھیاں ملہاریں میرے لب پر ہائے ہے

میں تڑپتی ہوں اکیلی اور تو ہے سوتن کے پاس تو ہی بتلا دے نہ ہوں اس غم سے کیسے بدحواس
کرتو بہر کبریا کچھ میری چاہت کا بھی پاس تیرے حسن و خلق کا صدقہ نہ رکھ مجھ کو اداس
ابرِ حق تو نے بندھائی ہے ہمیشہ اپنی آس
رحم کر خاکی پہ تو مخلوق پر برسائے ہے

# برھا اور ساون

ساون آیا سنوریا نہیں آئے ڈھونڈت ڈھونڈت سیس نوائے
کوکت کوکت پران گنوائے جیتے جی میں مر گئی ہائے
آسماں کاری چدریا غم میں اوڑھے جائے ہے
بدلیاں روتی ہیں بجلی کیسی لوٹیں کھائے ہے

پیت نے پی کی کردیا جوگن وار دیا ہے سگرا جوبن
سوچ نے کھایا مورا تن من روگ نے پی کے کیا برد گن
رک گئیں چلتی ہوائیں غم کی بدلی چھائے ہے
گھٹ کے ساون کی گھٹا آٹھوں پہر برسائے ہے

چلت پھرت مورے پڑگئے چھالے چبھتے ہیں ان میں کانٹوں کے بھالے
گرتی پڑتی کرتی ہوں نالے تیرے سوا پی کون سنبھالے
رات میں ساون کی جھڑکی پیر پھسلا جائے ہے
بس سہارا ہے وہی جو بجلیان چمکائے ہے

جھینگر پیت کا راگ سناوے گرگٹ اس پر ٹیپ لگا وے
مینڈک ایسا طبل بجا وے چلتا تیز ہو بیٹھ نہ جاوے
مرغ دیتا ہے اذاں پی پی پپیہا گائے ہے
اے مسافر کس لئے رستہ میں سوتا جائے ہے

کیڑوں بھرا ہے رین بسیرا جس میں ہے پریتم گھپ اندھیرا
نور کے مکھڑے کردے سویرا سوتی کو ہائے فرشتوں نے گھیرا

کنوار کا سیلاب ان نینن سے اُمڈا آئے ہے
آ خدا کے چاند اندھیرے میں جی گھبرائے ہے

تولن ہارا دیتا ہے جھولے عیب وہنر سب اک اک کھولے
پہلے پرکھے پاچھے تولے گنجی تو تھی ہی پڑگئے اولے

دھوپ بھادوں کی عجب سر پر قیامت ڈھائے ہے
کملی والے لے خبر سنسار پگھلا جائے ہے

بھاتا نہیں کچھ کھانا پینا جلتا ہے ہر دم غم سے سینہ
رین دنا ہے مرنا جینا بہر خدا دکھلا دے مدینہ

پیاس میری دیکھ کر بادل کا دل بھرآئے ہے
صدقہ میں خاکی کے ساری خاک پر برسائے ہے
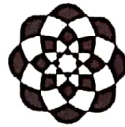
# ذکرِ حبیب ﷺ

پہلے تو ذوق شوق سے حمدِ خدا کروں
پھر اس کے بعد منقبتِ مصطفےٰ کروں
نذرِ سلام پیشِ کشِ انبیاء کروں
ہستی نثار خاکِ رہِ اولیاء کروں
کچھ کوششِ معافیٔ جرم و خطا کروں
نعتِ نبی ﷺ میں ذوق سے صلی علیٰ کروں

چمکیں دلوں پہ طور کی آتش کی بجلیاں
سینے ہوں عاشقوں کے قنادیلِ عرشیاں
مہکیں دماغ خُلد کی بن کر کیاریاں
آنکھوں میں بستی جائیں نبی کی تجلیاں
ہاتھ آئیں کاش روضۂ اقدس کی جالیاں
بزمِ درود نعتِ نبی ﷺ میں بپا کروں

دیکھو دکھائیں آپ کے رُتبہ کی اک جھلک
فرش آپ کا زمین ہے زینہ ہے ہر فلک
خادم ہیں آستانہ کے انسان و جن ملک
ان کی طرف لگائے ہوئے ہیں نبی پلک
جامِ شرابِ عشقِ نبی پھر ذرا چھلک
ذکرِ نبی ﷺ کے کیف میں صلی علیٰ کروں

گلزارِ کائنات میں کس کی بہار ہے
کس ماہ کی طلب میں فلک بیقرار ہے
کس کے قدم پہ عرشِ معلیٰ نثار ہے
کس کے لئے عروسِ جناں کا سنگھار ہے
رب کی طرف سے اہلِ یقیں کو پکار ہے
وردِ درود ہو میں نبی ﷺ کی ثنا کروں

آدمؑ پہ کس کے لطف و کرم کا ظہور ہے
ہاں ناخدائے نوحؑ بھلا کس کا نور ہے
اور آتشِ خلیلؑ کو کس کا سرور ہے
مشتاق کس کی برقِ تجلی کا طور ہے
ہر اک شرابِ عشقِ محمد ﷺ سے چُور ہے
میں کیوں نہ ان کے ذکر میں صلی علیٰ کروں

فرما دیا ہے حق نے یہ قرآں میں دیکھ لو
شانِ رسول سورۂ رحمٰن میں دیکھ لو
نورِ نبی ﷺ کو رونقِ بُستاں میں دیکھ لو
حسنِ قدیم عالمِ امکاں میں دیکھ لو
رب کا جمالِ صورتِ انساں میں دیکھ لو
پھر سب پڑھو درود میں ان کی ثنا کروں

دوزخ ہے بغضِ ختمِ نبوّت کے واسطے
جنت ہے حبِ فخرِ رسالت کے واسطے
دنیا فدا ہے آیۂ رحمت کے واسطے
عقبیٰ ہے پیشوائے ہدایت کے واسطے
کثرت ہے شانِ جلوۂ وحدت کے واسطے
میں پھر نہ کیوں وظیفۂ صلی علیٰ کروں

رحمت برس رہی ہے جب ان کی جہان پر
جانِ جہاں نثار ہے جب ان کی جان پر
قدسی درود پڑھتے ہیں جب آسمان پر
جب رب بلا رہا ہے انہیں لامکان پر
جب رشک مرسلیں کو ہے ان کی شان پر
میں کیوں نہ رب صلی علیٰ مصطفےٰ ﷺ کروں

مہتاب ہر نبی ہے اسی آفتاب کا
اختر ہے ہر صحابی رسالت مآب کا
پرتو ہے ہر دلی رخِ رحمت مآب کا
مسلم غلام ہے اسی عالی جناب کا
خاکی ہوں ذرّہ شمسِ رخِ بو تراب کا
کیوں خاکسار بن کے نہ صلی علیٰ کروں

# شمعِ رسالت کے پروانے

سوا معشوق کے عاشق کسے کب یاد کرتے ہیں
دلِ ناشاد کو اس کی رضا سے شاد کرتے ہیں

ابو جندلؓ نے پہنی بیڑیاں عشقِ رسالت میں
رہے بسمل مثالِ ماہیٔ بے آب فرقت میں
اٹھائے ظلم ماں اور باپ کے حق کی محبت میں
پیا خونِ جگر بے انتہا دورانِ الفت میں
یہ کہہ کر جان دیدی الغرض ارمان وحسرت میں
چل اے عشقِ نبی ملکِ فنا آباد کرتے ہیں

اویسؓ کشتۂ عشقِ نبی نے سن لیا جس دم
کہ اعداء نے احد میں کردیا یٰسین کا دندان کم
تو آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا چاروں طرف پیہم
یہ بولے رو کے، قرباں روئے احمد پر تمام عالم
تصدّق کردیے سب دانت اپنے ہو کے خود بے غم
کہ عاشق اپنی ہستی اس طرح برباد کرتے ہیں

ہوا وہ عشق کا جذبہ بلالِ مصطفائی میں
نظر آیا نہ کچھ غیرِ نبی ﷺ ساری خدائی میں
رہے ہر حال میں محبوب کی مدحت سرائی میں
مقامِ وصلِ حق نے وہ دیا حالِ جدائی میں
ہمیشہ خلد میں ہے تو ہماری پیشوائی میں
بلالِؓ پاک سے سرکار ﷺ خود ارشاد کرتے ہیں

کیا صدیقؓ اکبر نے فدا سب جان و مال اپنا
رہے دیدِ جمالِ مصطفٰے بس نقد حال اپنا
نہ سمجھا عشقِ احمد ﷺ کے سوا کوئی کمال اپنا
حضوریٔ نبی ﷺ کو کرلیا حال و مآل اپنا
چھڑا کر ظلم سے بولے نبی ﷺ سے لو بلالؓ اپنا
رخِ مولیٰ پہ اک مولیٰ کو ہم آزاد کرتے ہیں

کٹایا سانپ سے اپنے نہ آئے آنچ دلبر پر
رہے پروانہ ساں قرباں سدا شمعِ پیمبر پر
وہ قربت لی کہ اب تک دیکھ لو دلدار کے در پر
صداقت فخر کرتی ہے سدا صدیقِ اکبر پر
سپر تھا سینۂ صدیقؓ ماہِ روئے انور ﷺ پر
کہ عاشق اس طرح ناموں پہ اپنے صاد کرتے ہیں

عمرؓ کے پاس تھی شمشیر وہ عشق محمد ﷺ کی
کہ جس سے کانپتی تھی جانِ زارا ابلیس مرتد کی
غنی نے لی بشارت عشقِ میں عیش مخلد کی
مزے سے جان دی لیکر رضائے پاک احمد کی
علیؓ کو وہ ملی تھی حوضِ کوثر عشق بے حد کی
کہ واصل پی کے اس کے جام اس کو یاد کرتے ہیں

وہ چمکے طور کی آتش کے شعلے شام کے بن میں
لگی ہے آگ عشق اللہ کی زہرا کے گلشن میں
یہ انفاسِ مبارک کس لئے بیتاب ہیں تن میں
نظر آتے ہیں ارماں دید کے ہر چشم روشن میں
رخِ وحدت ہے خاکی جلوہ گر اس دشتِ ایمن میں
نبی ﷺ کے لاڈلے یوں کربلا آباد کرتے ہیں

# "دامنوں میں چھپا کر مجھے بھیک دو"

اے نبیوں کے سرور مجھے بھیک دو اے ولیوں کے رہبر مجھے بھیک دو
شافعِ روزِ محشر مجھے بھیک دو ساقیِ حوضِ کوثر مجھے بھیک دو
ظلِّ اللہ اکبر مجھے بھیک دو
فضلِ مولیٰ کے مظہر مجھے بھیک دو

اپنے بے حد کمالات کا شکریہ اپنی اعلیٰ کرامات کا شکریہ
آسمانی عنایات کا شکریہ لامکانی ملاقات کا شکریہ
رب کے پیارے خطابات کا شکریہ
رشکِ خورشید انور مجھے بھیک دو

اوجِ معراجِ عزّت کے انعام میں تاجِ ختمِ نبوت کے انعام میں
ساری خلقت پہ رحمت کے انعام میں فتحِ بابِ شفاعت کے انعام میں
مالکِ مفتاحِ جنت کے انعام میں
ابرِ رحمت برس کر مجھے بھیک دو

پیارے پاک آل و اصحاب کا واسطہ سارے عشاق و احباب کا واسطہ
انسِ اغیاث و اقطاب کا واسطہ قدسِ احساب و انساب کا واسطہ
حسنِ القاب و آداب کا واسطہ
اے منیرِ منور مجھے بھیک دو

بے بسوں کے سہارے میں ناچار ہوں بے کسوں کے پیارے میں بے یار ہوں
دردمندوں کے درماں میں بیمار ہوں بے نواؤں کے ساماں میں نادار ہوں
میرے مولیٰ میں بے حد گنہگار ہوں
دامنوں میں چھپا کر مجھے بھیک دو

حیدری شانداروں کے صدقہ میں آج خیبری کا مگاروں کے صدقہ میں آج
بدر کے جاں نثاروں کے صدقہ میں آج خلد کے تاجداروں کے صدقہ میں آج
اپنے رب کے پیاروں کے صدقہ میں آج
اپنا منگتا سمجھ کر مجھے بھیک دو

نیکیوں کا مرے پاس توشہ نہیں کوئی ہو بھی تو اس پر بھروسہ نہیں
زندگی موت، محشر کا کہنا نہیں کوئی منزل نہیں جس کا کھٹکا نہیں
آپ کے در سے محروم منگتا نہیں
آپ ہی بخشوا کر مجھے بھیک دو

خاکی شاہی مناصب نہیں مانگتا غوثیت کے مراتب نہیں مانگتا
قطبیت کے مآرب نہیں مانگتا عابدوں کے مطالب نہیں مانگتا
زاہدوں کے مناقب نہیں مانگتا
اپنا جلوہ دکھا کر مجھے بھیک دو

# "اے فقیرانِ اہلِ رضا بھیک لو"

آئی عرشِ بریں سے ندا بھیک لو لو بلاتے ہیں خود مصطفٰے بھیک لو
نور دیتے ہیں بدرالدجیٰ بھیک لو خلد دیتے ہیں خیر الوریٰ بھیک لو
بولو، بولو کہو مدعا بھیک لو
ہاتھ ان کا ہے دستِ خدا بھیک لو

اسم بھی جسم بھی قلب بھی جان بھی علم بھی حلم بھی فضل رضوان بھی
رزق بھی، عشق بھی، دین و ایمان بھی صدق بھی فضل بھی، عفود غفران بھی
حُسن بھی خُلق بھی، عدل عرفان بھی
ہاتھ پھیلاؤ دیکھو عطا بھیک لو

آؤ مسجد میں جنت کا گلزار ہے ہر نمازی پہ اللہ کا پیار ہے
رب کی معراج یٰسیں کا دربار ہے دستِ احمد میں انعامِ غفار ہے
خود کرم سائلوں کا طلب گار ہے
آؤ سب مل کے شاہ و گدا بھیک لو

دے کے حسنِ عقیدت سے اپنی زکوٰۃ کرلو احوالِ محشر سے حاصل نجات
روزہ میں کرلو، نظارۂ پاک ذات حج کے صدقہ میں لو، عشق کی کائنات
لے کے قرآں سے ایمان کے بینات
اے فقیرانِ اہلِ رضا بھیک لو

سلطنت چاہو فاروق بن جاؤ تم غوثیت لے کے معشوق بن جاؤ تم
قطبیت پاکے مصدوق بن جاؤ تم عابدیت سے مرزوق بن جاؤ تم
زہد و تقویٰ کے منطوق بن جاؤ تم
جھولیاں بھر کے اہلِ صفا بھیک لو

پاک ہو جاؤ شرک و معاصی سے تم یوں مشرف ہو میری غلامی سے تم
خلق کو خوش رکھو خوش کلامی سے تم توبہ کرتے رہو سب مناہی سے تم
لے کے اسلام میری سلامی سے تم
بن کے خاکی سے اہلِ صفا بھیک لو

# بلغ العلیٰ بکمالہٖ

بمجدہٖ و مقالہٖ وضح الطریق بحالہٖ ملا الوراء بنوالہٖ لمع الھدیٰ بجمالہٖ
عرف الملیک بقالہٖ وجد المنٰے بسوالہٖ قال الرسل بکمالہٖ، اذالبصر و بجلالہٖ
بلغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

نفحاتِ انس سے کھل گئی چمن بہشت کی ہر کلی
یہ عطا ہے کس کی نسیم کی کہ مہک رہی ہے گلی گلی
ہے عجب جہان میں خرمی کہ ہیں شاد جملہ نبی ولی
ہے شب عروجِ محمدی یہی شغل ذکرِ خفی جلی

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

چلے لامکاں کو جو مصطفیٰ ہوئے شرحِ صدر سے کیا سے کیا
کیا زیب حُلّہ بہشت کا رکھا سر پہ تاج خدا نما
وہیں اک براق عطا ہوا کہ سوار اس پہ ہوں پیشوا
بڑا طائفہ ملکوت کا یہ جلو میں کہتا ہوا چلا

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

حرمِ خلیل سے چل دیا حرمِ حبیب کو دلرُبا
ہوا پیش قبلۂ انبیاء تو وہ مقتدی یہ امام تھا
کوئی کہہ رہا تھا، کہ حبّذا نہ ملا کسی کو یہ مرتبہ
کوئی داد دیتا تھا بر ملا یہ وہ ہے کہ سعدی نے یوں کہا

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

یہ ہے فخرِ معشرِ انبیاء یہ ہے نور و رحمتِ دوسرا
یہ ہے خاص واصل کبریا ہے اسی کی شان علیٰ دنیٰ
ہے کلام رب میں جو ماطغیٰ وہ یہی ہے شانِ خدا نما
پڑھو سب وظیفہ درود کا یہ ہے وردِ خالقِ ذوالعطاء

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

گئے آسماں پہ شہِ امم ہوئے قدسیوں سے وہاں بہم
ہوئے مرحبا سے خوش ہر قدم شہِ دو جہاں عرب و عجم
ہوا پیش جب چمنِ ارم تو یہ گایا حوروں نے دم بدم
رہے ان پہ رب کا سدا کرم کہ انہیں کے صدقے میں سب ہیں ہم

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

گئے عرش پر تو ہوئی ندا کہ حبیب پیارے تو آگے آ مرا جلوہ دیکھ کھلا کھلا یہ ہے رتبہ تیرے لئے رکھا
ہے مرا کلام جو ماطغٰی وہ یہی ہے مرتبہٗ دنیٰ اسے جب کلیم نے سن لیا کہا سکتے ساتھ میں بر ملا

بلغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

ہوئے محوِ حق کے جمال میں نہ دوئی تھی عین وصال میں ہے جمال غرق جلال میں تو جلال محو جمال میں
کہاں آئے بات خیال میں نہیں نقص اُنکے کمال ہیں کہا قدسیوں نے جو حال ہیں کہا شیخ نے وہ مقال میں

بلغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

ہوئے زیب سدرہٗ منتہیٰ تو عجیب تھا وہاں ماجرا کہ بشر کی فہم سے دور تھا نہ کسی نے دیکھا نہ اور سنا
وہاں جبرئیل ہوئے جدا تو حبیب پاک نے یوں کہا چلو اور آگے کو بھی ذرا تو کہا یہ رتبہ ہے آپ کا

بلغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

یہی عاصیوں کی پناہ ہیں یہ طبیب دردِ گناہ ہیں یہی حق کی مشعلِ راہ ہیں یہی دو جہاں کی پناہ ہیں
یہی نور نیّر و ماہ ہیں یہ حبیبِ خاص اِلٰہ ہیں انہیں جو نہ مانیں تباہ ہیں وہ ازل سے قلبِ سیاہ ہیں

بلغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

یہی حمد رب کے ظہور ہیں یہی شرح آیۂ نور ہیں یہی جلوہ گاہِ غفور میں حرم تجلئ طور ہیں
یہ شفیع یوم نشور ہیں یہ سراجِ اہل قبور ہیں یہی جان ودل کے سرور ہیں یہی خاکیِ حق غیور ہیں

بلغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدّجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیعِ خصالہٖ صلّو علیہ وآلہٖ

# پار بیڑا لگانے میں کیا دیر ہے؟

شانِ رحمت دکھانے میں کیا دیر ہے عاصیوں کو رُلانے میں کیا دیر ہے
نعمتوں کے لٹانے میں کیا دیر ہے تائبوں کو ہنسانے میں کیا دیر ہے
قَدْ غَفَرنَا سنانے میں کیا دیر ہے
میری دوزخ بجھانے میں کیا دیر ہے

لب پہ کلمہ ہے اور دل میں ایمان ہے پنج وقتہ حضوری کا ارمان ہے
ابرو چشمِ ھادی کا فرمان ہے دل میں ختمِ سعادت کا سامان ہے
ہاتھ میں آلِ اطہر کا دامان ہے
پار بیڑا لگانے میں کیا دیر ہے

صبحِ امید چمکی سعادت کے ساتھ چل رہی ہے ہوا ابرِ رحمت کے ساتھ
مسکراتی ہیں کلیاں نزاکت کے ساتھ پڑ رہی ہے پھرن کس لطافت کے ساتھ
غلغلہ میکدہ میں ہے حسرت کے ساتھ
ساقیا اب پلانے میں کیا دیر ہے

گرم نفسی کا محشر میں بازار ہے    کوئی مونس نہ ہمدم نہ غم خوار ہے
جلوہ گر عدل میں شانِ قہار ہے    تیرے قدموں پہ کہتا گنہگار ہے
خلق میں تو بھی اک عبدِ مختار ہے
یا نبی بخشوانے میں کیا دیر ہے

بزمِ عشاقِ توحید کے پیشوا    عہدِ پاکِ رسالت کی شمع ہدیٰ
مرکزِ عرشِ اعظم محیط الوریٰ    تم سے معمور و پرُ نور ہیں دوسرا
سن لو خاکی سیہ بخت کی التجا
اس کا دل جگمگانے میں کیا دیر ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# بارشِ درودِ وسلام

## (بحضور خیر الانام ﷺ)

درودوں کی نچھاور رحمتہ اللعالمین ﷺ پر ہو!
بڑی سرکار ہے بیہوش سب باہوش ہوجائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# بارشِ درود و سلام بحضور خیر الانام

## تجھ پہ کروڑوں درود!

پر تو ذاتِ ودود شاہدِ بزمِ شہود تجھ پہ کروڑوں درود

تخم ریاضِ وجود ثمرۂ گلزارِ جود تجھ پہ کروڑوں درود

نور کرامتِ ظہور رحمتِ ربِّ غفور باعثِ وجد و سرور

آئینۂ برقِ طور پڑھتے ہیں رب کے جنود تجھ پہ کروڑوں درود

قدوۂ جمع رسل ہادئ وسطِ سبل گلشنِ ہستی کے گل

باعثِ ایجاد کل نیّر چرخِ وجود تجھ پہ کروڑوں درود

داعئ دارالسلام مرسلِ خیر الانام مہبطِ خیرالکلام

تجھ پہ کروڑوں سلام زینتِ دارالخلود تجھ پہ کروڑوں درود

سید عالی نسب احمد، والا حسب سرورِ امی لقب
شاہد و محبوب رب تجھ سے ہے جگ کی نمود تجھ پہ کروڑوں درود

مطلعِ انوارِ حق منبعِ اسرارِ حق رونقِ گلزارِ حق
مظہرِ آثارِ حق رحمتِ رب کے ورود تجھ پہ کروڑوں درود

شافعِ محشر ہے تو مالک کوثر ہے تو خلق کا رہبر ہے تو
دین کا سرور ہے تو اک نگاہ لطف زود تجھ پہ کروڑوں درود

پڑھتے ہیں نجم و شجر اختر و شمس و قمر حور و ملک سر بسر
دونوں جہاں خشک و تر کرکے خدا کو سجود تجھ پہ کروڑوں درود

آفتابِ انبیاء ماہتابِ کبریا یا محمد مصطفٰے
مرشدِ شیرِ خدا حرزِ شیطانِ حسود تجھ پہ کروڑوں درود

فرقِ رسالت کے تاج عرشِ کرامت کے راج ماہ لقا خوش مزاج
تو ہے اور امت کی لاج حاکم بست و کشود تجھ پہ کروڑوں درود

شدتِ دردِ جگر سوزِ دل پر شرر حد سے گئے ہیں گذر
آہِ سرد و چشم تر ہیں میرے صادق شہود تجھ پہ کروڑوں درود

باغِ جناں کی بہار ابرِ کرم کی پھوار تجھ پہ دو عالم نثار
بھیجتے ہیں لاکھ بار خاشع و ساجد قعود تجھ پہ کروڑوں درود

سینے میں جوش و خروش کھوتا ہے خاکی کے ہوش اے اُذنِ خیرِ گوش
بارِ امانت بدوش پورے کرادے عہود تجھ پہ کروڑوں درود

# میم کا گھونگٹ مکھ سے ہٹالے تجھ پہ لاکھوں سلام

احمد پیاری صورت والے تجھ پہ لاکھوں سلام

رب کے پیارے راج دلارے آدم کی توبہ کے سہارے
ابراہیم کی آنکھ کے تارے کعبہ کے چاند مدینے والے
تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

حسن و جمال میں سبحان اللہ خلق و کمال میں سبحان اللہ
جاہ وجلال میں سبحان اللہ رحمتِ عالم اللہ والے
تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

زیبِ بدن ہے جامۂ تقویٰ سر پر ہے یٰسین کا عمامہ
اورکمر میں نور کا پٹکا مزمل کی کملی والے
تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

آنکھ میں ہے مازاغ کا سرمہ کان میں اِنّی اَنَا کا ترانہ
لب پہ وَمَا یَنطِقُ کا نغمہ حق کے پیارے بھولے بھالے
تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

سایہ نہیں وہ نور ہے تو نورِ احد کا ظہور ہے تو
سینہ میں دل کا سرور ہے تو رب کے پُر تو ناز کے پالے
تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

حق نے تجھے سردار بنایا محبوب و مختار بنایا
دلبر اور دل دار بنایا جانِ جہاں غم کھانے والے

تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

محشر کی گرمی سے مضطر عاصی مجرم بولے روکر
تیری دہائی ساقیٔ کوثر بخش ہمیں کوثر کے پیالے

تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

چین نہیں اے دلوں کے چین جدِّ پاک جناب حسنین
تجھ سے روشن ہیں دارین جلوہ دکھادے جگ کے اجالے

تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

ایسی نظر اے شاہ مدینہ عرشِ خدا بن جائے سینہ
رب کی رضا ہو مرنا جینا اللہ تک پہونچانے والے

تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

دامنِ رحمت میں لے ہم کو اپنی شفاعت میں لے ہم کو
گلشنِ جنت میں لے ہم کو ساری امت کو بخشوالے

تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

بھوکے رہنے والے آقا راتوں رونے والے مولا
کالی کملی والے دولہا پردہ ڈھک لے عیب چھپالے

تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

وَالشّمس کی صورت والے واللیل کی زلفیں ڈالے
دنیا و دیں کے ٹھنڈے اجالے میم کا گھونگٹ مکھ سے ہٹالے

تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

بخشی ایسی آل کی کشتی کردی امت ساری بہشتی
کہتا ہے خاکی صابری چشتی ڈوبتی نیا ترانے والے

تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام، تجھ پہ لاکھوں سلام

# السلام علیکم نبی مصطفےٰ ﷺ

آئے احمد محمد حبیبِ خدا سید المرسلیں خاتم الانبیاء
رحمتِ ہر دو عالم شہِ دوسرا مصطفٰے مجتبیٰ آفتاب ہدیٰ

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
السلام علیکم نبی مصطفٰے

نورِ حق نورِ انوارِ محبوب رب قُرۃ العینِ آدم اعزز نسب
خندۂ صبح امید جدّ عرب مژدۂ جانفزائے مسیح اللقب

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
السلام علیکم نبی مصطفٰے

ہاشمی و تہامی دو عالم کے شاہ مفلسوں مجرموں کی دو جگ میں پناہ
خود رسالت پہ جنکی خدا ہے گواہ جھومتے کہہ رہے ہیں گدا بادشاہ

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
السلام علیکم نبی مصطفیٰ

آمنہ کے دلارے پدر کے چراغ جنکے قدموں سے عالم ہوا باغ باغ
خیال سے جنکے ہوتے ہیں روشن دماغ سینے کہتے ہیں جب انکے دھلتے ہیں داغ

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
السلام علیکم نبی مصطفیٰ

کیوں صفیں ہیں فرشتوں کی آراستہ کس خوشی میں ہیں حورانِ نوخواستہ
شعلۂ طور ہے عرش کا راستہ لامکاں آرہا ہے خدا خواستہ

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
السلام علیکم نبی مصطفیٰ

انبیاء کی زبانوں پہ ہے یہ صدا حور و غلماں کا ہے بس یہی زمزمہ
ہر فرشتے کے لب پر یہی ہے ندا لامکاں پر یہی کہہ رہا ہے خدا

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
السلام علیکم نبی مصطفیٰ

ظلمت قبر میں جب کوئی امتی یاد کرتا ہے اخلاص سے آپ کی
آپ کرتے ہیں اس پر نظر لطف کی تب خوشی میں وہ کہتا ہے میرے نبی

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
السلام علیکم نبی مصطفیٰ

حشر خورشیدِ محشر سے برپا ہوا عاصیوں پر جہنم نے غصّہ کیا
غل مچا ایک دم یا شفیع الوریٰ لائے تشریف تب سب نے مل کر کہا

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
السلام علیکم نبی مصطفٰے

جس مصیبت میں خاکی کی وہ آجائیں یاد وہ مصیبت بھی راحت ہو نخلِ مراد
حق کی جانب سے آئے ثوابِ جہاد یوں کہے ان کے الطاف سے ہو کے شاد

مرحبا مرحبا مرحبا مرحبا
السلام علیکم نبی مصطفٰے

# سلام بحضور خیر الانام

نورِ حق عالم میں چمکا بجھ گیا شعلہ عجم کا
مٹ گیا شیوہ ستم کا فیض ہے ابرِ کرم کا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آج ہے صبح سعادت ختم ہے لیل شقاوت
ہے ظہورِ نورِ وحدت مولدِ ختمِ رسالت

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

ہیں ملائک بھی سب لطفِ رحمانی کے طالب
ہوگئے عاصی بھی تائب گلشنِ جنت میں راغب

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

فرش رشکِ عرش حق ہے رنگ شیطانوں کا فق ہے
جس طرح رنگِ شفق ہے قلبِ کفر و شرک شق ہے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آمنہ کا گھر ارم ہے دوسرا بیت الحرم ہے
مہبطِ ابرِ کرم ہے سجدے میں زیب ارم ہے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا احمد محمد مرحبا محبوب ایزد
مرحبا یٰسین مجّد مرحبا مشہود اوحد

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

نورِ چشم بوالبشر ہو نوح کے لختِ جگر ہو
نخلِ خلّت کے ثمر ہو تیغِ عشق کی سِپر ہو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا سردار عالم مرحبا مختار عالم
رونقِ گلزارِ عالم سیدِ ابرارِ عالم

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آمنہ کے نورِ خانہ تم سے روشن ہے زمانہ
رعب رعب خسروانہ خلق خلقِ صوفیانہ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

قلب جلوہ گاہِ وحدت چشمِ محرم حقیقت
جسم ظلِّ شانِ قدرت جان جانان کی امانت

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

پشت پر ختم بنوت شرک پر اتمام حجّت
مکمل قصرِ رسالت مشعر تفسیر آیت

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

عامرِ بنتِ حلیمہ قرۃ العینِ صفیہ
مرہمِ زخمِ خدیجہ فخرِ قومِ ہاشمیہ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا معراج والے دو جہاں کے راج والے
قُربِ حق کے تاج والے امتی کی لاج والے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

عالم علم لدنی واقف سِرّ الٰہی
خازنِ کنزِ خدائی قاسمِ الاء شاہی

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

ماحیٔ کفر وضلالت حامیٔ نورِ ہدایت
شافع روزِ قیامت ساقیٔ حوضِ کرامت

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آئے ہیں در پر تمہارے پھر کے جگ میں مارے مارے
اے کرم فرما ہمارے جیتے ہیں تیرے سہارے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اپنے روضے پہ بلالو جرم حق سے بخش والو
غم کے دریا سے نکالو اپنے دامن میں چھپالو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

خوابِ غفلت سے جگادو قیدِ ہستی سے چھڑادو
خواب میں جلوہ دکھادو حق تعالیٰ سے ملادو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

ہجر میں حالت ہے ابتر لو خبر محبوب داور
ہے نظر عالم کی تم پر اے شفیع روزِ محشر

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

صدمہٗ دنیا مٹادو ظلمتِ برزخ ہٹادو
سب گنہ لکھے کٹادو مخزن رحمت لٹادو

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

لو خبر شاہِ مدینہ تنگ ہے حسرت سے سینہ
موج نے گھیرا سفینہ ربنا انزل سکینہ

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

آپ پر ہے جاں تصدق دین اور ایماں تصدق
روضۂ رضواں تصدق کل خدائی ہاں تصدق

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

برسے اے ابر رحمت تشنہ لب ہے ساری امت
نزع کی طاری ہے حالت وقت ہے وقتِ عنایت

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

نفسِ امارہ نے کھویا بحر غفلت میں ڈبو یا
خوف لوحِ دل سے دھویا رحم اے امت کے جویا

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

اک نظر شاہِ حجازی از سرِ بندہ نوازی
جس سے ہو امت نمازی آخرت کی سر فرازی

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

خاکی پر چشم عنایت بانی محفل پہ رحمت
سامعیں کو عیش جنت ساری امت کو شفاعت

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

لے خبر قرآن والے صورتِ رحمٰن والے
جنت و رضوان والے رحمت و غفران والے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

# سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

احد کے نور ہو شمس الضحیٰ تم وجودِ دوجہاں کی ابتدا تم
فضائے قدس کی آب و ہوا تم مہ و خورشیدِ انور کی جلا تم

صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

مزین ہے فلک کس کی جھلک سے مطیب ہے زمیں کس کی مہک سے
منور ہے خرد کس کی چمک سے مشرف ہے نظر کس بھڑک سے

صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

زمیں ساکن ہے کیا ہے اس نے پایا
فلک کس کیف سے مستی میں آیا
یہ کس بارش نے دوزخ کو بجھایا
یہ کیوں رضواں نے جنت کو سجایا

صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

مسرت سے شجر کیوں ہیں خراماں
کھڑے تعظیم کو ہیں سرو بستاں
بہاروں پر ہیں کیوں گلہائے خنداں
جہاں میں ہے یہ کس شادی کا ساماں

صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

یہ کیسے بلبلوں کے چہچہے ہیں
گلوں کے کس لئے یہ قہقہے ہیں
فرشتے ربِ سلّم کہہ رہے ہیں
شیاطیں آج کیوں غم سہ رہے ہیں

صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

زمیں پر کیوں تصدق ہیں ستارے
نصیبے جاگتے ہیں کیا ہمارے
خمش ہیں آتشِ غم کے شرارے
لو وہ سنبل نے بھی گیسو سنوارے

صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

جہاں پر آج کس کا رعب چھایا — کہ جس نے قصرِ کسریٰ جا گرایا
بتوں سے سجدہ خالق کو کرایا — عجم کی آگ کو اک دم بجھایا

صلوٰۃُ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃُ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

ملائک کی صفیں ہیں دست بستہ — ادب سے تک رہی ہیں کس کا رستہ
کہیں عاشقِ کھڑے ہیں دل شکستہ — جگر خستہ مگر اختر خجستہ

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃُ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

قمر کاسہ لئے در پر کھڑا ہے — بلک کر اپنا حصہ مانگتا ہے
مگر خورشید دل میں کہہ رہا ہے — مرا رتبہ کسی کی اقتدا ہے

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃُ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

اِدھر جبریل کو ہے بیقراری — کہ جلدی آیئے محبوبِ باری
مکان و لامکان سب تم پہ واری — بلاتی ہے تمہیں امت پیاری

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃُ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

یہ سننا تھا کہ خورشید رسالت ہوا طالع بصد جاہ و جلالت
ہوئی کعبہ میں جب صبحِ سعادت ہر اک بولا بصدجوشِ مسرّت

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

مبارک آمنہ کا ماہ آیا مبارک دوجہاں کا شاہ آیا
حبیبِ حق رسول اللہ آیا تو امرِ حق زباں کی راہ آیا

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

یہی ہیں ابنِ مریم کی بشارت خلیلِ حق کی دعوت کی اجابت
جناب آمنہ کی خواب راحت ادا ہو ذوق سے معمور آیت

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

یہی تو رحمتہ اللعالمیں ہیں یہی بیشک شفیع المذنبیں ہیں
یہی حقّا امام المرسلیں ہیں درود ان پر یہی صادق امیں ہیں

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

نہ رہ جائے کسی کے دل میں حسرت کہ ہیں یہ چشمۂ جود و سخاوت

نہیں کوتاہ ان کا دست قدرت سلام ان کو کرو لو قصرِ جنت

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم

صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

پکڑ لو بیکسوان کا سہارا اگر درکار ہے اپنا گذارا

نہیں کہنا نہیں ان کو گوارا تمہیں بس ہے فقط اتنا اشارا

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم

صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

انہیں کے ہاتھ میں ہیں سب خزانے جو چاہے ان سے آکر مانگ دیکھے

نہ سمجھے فتح وکوثر ول سے پڑھ لے کہ خود بیساختہ پھر دل سے نکلے

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم

صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

خبر لیجئے کہ کشتی ہے بھنور میں غمِ دنیا کے کانٹے ہیں جگر میں

تھکا ماندہ ہوں میں اس رہ گزر میں ذرا دستِ شفاعت دو کمر میں

صلوٰۃ اللہ یاطٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم

صلوٰۃٌ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

جمالی شان میں دیجیے حضوری سما جائے نظر میں شکلِ نوری

رسول اللہ مصباح الصدوری سراج الحق شمسٌ فی البدوری

صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم

صلوٰۃ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

مرادِ نامرادانِ جہانی رفیقِ بیکسانِ انس و جانی

عطا کیجیے نعیمِ جاودانی مٹے دل سے میرے غم کی کہانی

صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم

صلوٰۃ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

گزارش خاکیِ بسمل کی سنئے تمنّا بانیِ محفل کی سنئے

خوشامد حاضرِ منزل کی سنئے انابت ہر شکستہ دل کی سنئے

صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم، سلام اللہ یا بشریٰ علیکم

صلوٰۃ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

# سلام بحضور خیرالانام ﷺ

سلام اس پر کہ جس کے نور سے پُر نور ہے عالم
سلام اس پر کہ جس کے نام سے معمور ہے عالم
سلام اس پر کہ جس کے حسن سے اک طور ہے عالم
سلام اس پر کہ جس کے خُلق سے مخمور ہے عالم

رہِ حق جس نے دکھلایا درود اس پر سلام اس پر
خدا تک جس نے پہنچایا درود اس پر سلام اس پر

سلام اس پر کہ جسکے دین نے دنیا کو زینت دی
سلام اس پر کرم نے جسکے مسکینوں کو عزت دی
سلام اس پر کہ جس نے دردمندوں کو بشارت دی
سلام اس پر کہ ہر اک امتی کو جس نے جنت دی

جو صبر بے بدل لایا درود اس پر سلام اس پر
جو شکرِ لم یزل لایا درود اس پر سلام اس پر

سلام اس پر کہ جسکو دولتِ دنیا سے نفرت تھی
سلام اس پر کہ جس کو فقر اور فاقہ سے الفت تھی
سلام اس پر مصیبت میں جسے ہر وقت راحت تھی
سلام اس پر کہ ہر حالت میں جس کو فکرِ امت تھی

جو لے کر کیمیا آیا درود اس پر سلام اس پر
جو بنکر مصطفیٰ آیا درود اس پر سلام اس پر

سلام اس پر جو ہر مظلوم کی فریاد سنتا تھا سلام اس پر جو بے چینوں کے دل سے درد چنتا تھا

سلام اس پر جو عشق اللہ کی آتشِ میں بھنتا تھا ہمیشہ ہستیٔ فانی کو لا اِلّا سے دُھنتا تھا

جو روئے حق نما لایا درود اس پر سلام اس پر

وہ جس نے خُلقِ رب پایا درود اس پر سلام اس پر

سلام اس پر جو ٹاٹ اور بوریئے پر شب کو سوتا تھا سلام اس پر جو اُمّت کیلئے دن رات روتا تھا

سلام اس پر جو تخمِ معرفت سینوں میں بوتا تھا سلام اس پر جو دفتر معصیت والوں کے دھوتا تھا

ہمیشہ جس نے غم کھایا درود اس پر سلام اس پر

جو خود اللہ کو بھایا درود اس پر سلام اس پر

سلام اس پر کہ جو ہر حال میں حق بات کہتا تھا سلام اس پر کہ جو حق کیلئے ہر رنج سہتا تھا

سلام اس پر جو درویشوں کی سی منزل میں رہتا تھا سلام اس پر کہ جس کا فیض مثلِ بحر بہتا تھا

جو انس لامکاں لایا درود اس پر سلام اس پر

جو آیا بن کے بے سایہ درود اس پر سلام اس پر

سلام اس پر نظر سے جسکی گر جاتی ہیں شمشیریں سلام اس پر بدل دیں جسنے اک عالم کی تقدیریں

سلام اس پر مٹا دیں جسنے سب باطل کی تصویریں سلام اس پر کہ جسنے کاٹ دیں بندونکی زنجیریں

وہ شیطاں جس سے گھبرایا درود اس پر سلام اس پر

وہ جس نے حق کو چمکایا درود اس پر، سلام اس پر

وہ جس نے منہدم کیں قیصر و کسریٰ کی تعمیریں
گداؤں کو عطا کیں جسنے سلطانوں کی جاگیریں

دمِ عیسیٰ کی جس نے بخش دیں امت کو تاثیریں
وہ جسنے خواب کردیں حضرتِ یوسف کی تعبیریں

جسے کوثر کا تاج آیا درود اس پر سلام اس پر

جو معراج دنیٰ لایا، درود اس پر سلام اس پر

سلام اس پر کہ جو ہے کوثر و تسلیم کا مالک
سلام اس پر کہ جو ہے خلد کی تقسیم کا مالک

سلام اس پر کہ جو ہے حشر کی تنظیم کا مالک
سلام اس پر کہ جو ہے قبر میں ترمیم کا مالک

محمد بن کے ﷺ جو آیا درود اس پر سلام اس پر

جو حمدِ کبریا لایا، درود اس پر، سلام اس پر

سلام اسپر جو خلوت کے مزے لیتا تھا غاروں میں
سلام اسپر کہ مجلس جسکی تھی حق کے پیاروں میں

سلام اس پر کہ جس کی روشنی تھی چاند تاروں میں
سلام اس پر جو ہے لعلِ بدخشاں کوہساروں میں

وہ سورج جس سے شرمایا درود اس پر سلام اس پر

قمر ودنیم فرمایا درود اس پر سلام اس پر

سلام اس پر کہ جس نے کربلاؤں کو کیا جنت
سلام اس پر بنائے جس نے اُمّی صاحب حکمت

سلام اپ پر کہ جسنے عاجزوں کو بخش کر طاقت
بڑھادی سب سے آگے حشر کے میدان میں امت

خدا نے پڑھ کے پڑھوایا، درود اس پر سلام اس پر

پھر اس خاکی کو بتلایا درود اس پر سلام اس پر

# سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم
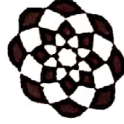
پہن کر طوقِ غلامی باادب ہو کر تمامی ذوق سے لو نام نامی دو کھڑے ہو کر سلامی

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

الصلوٰۃ بالسلام واصل خیر الانامِ من تخالف السلام باالا و امر العظام

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مصطفائے حق تعالیٰ پیشوائے دین و دنیا جناب سرفاوے لو سلام ہر امتی کا

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

احمدِ طیب مطیب یا محمد حامدِ رب مقتدائے دین ومذہب پیش ہے یوں عرض مطلب

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

جلوۂ اسرارِ وحدت ثمرۂ گلزار کثرت آیۂ انوارِ رحمت مطلب تسلیم امت

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا عالم کے باعث انبیاء حق کے وارث مزرعۂ عرفاں کے حارث واصلانِ حق کے ثالث

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

الصلوٰۃ اے ذی معارج المستقیم فی المناہج دردِ عصیاں کے معالج آپ سے ہے دین رائج

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

الصبیح فی الصباحِ الوسیم فی الرواحِ الملیحِ فی الملاحِ الفلاحِ فی الصلاح

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مبطل دین تناسخ دافع رنج تناسخ شمس انوار آپکا رخ ہو ہماری سمت بھی رخ

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

جلوۂ نور خدا رخ چشمہ شمس الضحیٰ رخ نیّر بدرالدجیٰ رخ مرحبا اے حق نما رخ

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

حامد و محمود احمد　شاہد و یٰسین و امجد　آمنہ کے لختِ اسعد　ابن عبد اللہ محمد

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا صدر المآخذ　مرحبا فخر المآخذ　مرحبا بحر المآخذ　مرحبا بدر المآخذ

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا اے نور انور　مرحبا محبوبِ داور　قاسم فیضانِ کوثر　پرتوِ اللہ اکبر

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

کفر و ایماں کے ممیّز　اہلِ عرفاں کے معزز　حق و بطلاں کے ممیّز　نفعِ انساں کے مجوز

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

روح انفاس النفوس　ختم سادات الرؤس　نورِ اضواء الشموس　غیث املاء الکؤس

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا رحمت کی بارش　عین خالق کی ستائش　سامع فریاد و نالش　ہے غلاموں کی گذارش

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

پائیں ہم توفیق اخلاص دے خدا تحقیق اخلاص دیدۂ تدقیق اخلاص منع تشویش اخلاص

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

جبکہ ہوں ہم حق کے مقبوض ذمہ ہو کوئی نہ مفروض اور نہ ہوں بندہ کے مقروض آپکا جلوہ ہو معروض

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

دور ہو تفریط و افراط لطف حق کر ہم کو محتاط محو کر نامہ سے اغلاط بخشدے تخلیط و اخلاط

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

رکھ ہمیں غلطاں سے محفوظ اخذنا العصیاں سے محفوظ زحمت و نقصاں سے محفوظ نفس اور شیطاں سے محفوظ

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا برہانِ لامع مرحبا اے نورِ ساطع مرحبا قرآن جامع حشر میں امت کے شافع

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا سلطانِ تبلیغ سید شاہانِ تبلیغ الصلوٰۃ اے جانِ تبلیغ السلام اے کانِ تبلیغ

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

الصلوٰۃ اے بحرِ الطاف　السلام اے فخر اوصاف　مرحبا اے صدرِ اشراف　مرحبا اے بدرِ اسلاف

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا اے عینِ تصدیق　السلام اے زینِ تحقیق　الصلوٰۃ اے حسنِ توفیق　مرحبا اے یمنِ صدیق

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

ہجر کا عتاب کب تک　چہرے پر نقاب کب تک　چشم یہ پُر آب کب تک　جان پر عذاب کب تک

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

میں نہیں نعمت کے قابل　تم تو ہو رحمت کے قابل　میں نہیں حضرت کے قابل　تم تو ہو امت کے قابل

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

دافع رنج و الم تم　کاشفِ ہر بند و غم تم　رافع جور و ستم تم　بارشِ جود و کرم تم

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یاحبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

گو میں ذی ہمت نہیں ہوں　جلوۂ سنت نہیں ہوں　کوئی ذی عزت نہیں ہوں　کیا تری امت نہیں ہوں

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

جلوۂ وحدت دکھا دو روضۂ رحمت دکھا دو گلشنِ جنت دکھا دو چاند سی صورت دکھا دو

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

اے شہنشاہِ مدینہ پار ہو اپنا سفینہ دل ہو کلمہ کا نگینہ نور سے بھر جائے سینہ

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

پردۂ دوری ہٹا دو خاکی کو جلوہ دکھا دو بانی پردولت لٹا دو سامعیں کو بخشوا دو

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک
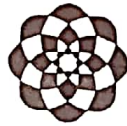
# سلام بیارگاہِ رسالت مآب ﷺ

ربّنا نثنی علیک بعد ما تبنا الیک رغبتہ فی مایدیک بالذی المصطفٰی لدیک

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

انت نور ذی الجلال شمس انوارِ الجمال بدرُ اقمار الکمال نجم ارشاد الوصال

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

انت معراج الکمال انت مفتاح الجمال انت منہاج الوصال انت مفتاح النوال

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

راحت الروح الکئیب رحمت اللہ القریب ملجاء اللہ الغریب لطفک المولیٰ نصیب

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

کانِ ربّک المعظم وحدہٗ فرداً واعلم اظہر الصنع المفخم بدؤ نورک المکرّم

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

صرت من فیضانِ خالق اصل انواع الخلائق فی الوجود انت سابق رتبۃ فی الکون فائق

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

انت مخلوق نبیاً قبل من کان صفیاً فوق من کان نجیاً والذی قال صبیاً

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

کاتب القدر الحکیم حامل الحمل العظیم عامل العلم العلیم قاسم الفضل الکریم

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

انت مسجود الملائک عامر الخلد الارائک شارع الشرع المناسک ابتغاء وجہ ربک

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

انت ماحی الخطایا فی جذا فیرالبرایا ظاھرا اوفی الخطایا فی الحضور و السرایا

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

انت اشرقت البلادا الّتی کانت سوادا از جعلتھا مھادا بالھدایۃً اقتصادا

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

صرت محمول السفینہ فی نجاتہ قرینہ قلت ایاھا معینہ قبل تنویر المدینہ

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

ثم ادرکت الخلیلا نار نمرود مقیلا صابر الصبر الطّویلا کان ربہٗ وکیلا

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

نورا عین الذبیح باالکرامات المليح جابر القب الجریح بالعلامات الصریح

یانبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

صرت معراج التہامہ للرسالات العلامہ فخر اوضاع الکرامہ یاشفیع فی القیامہ

یانبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

انت دعوت الخلیل رحمت اللہ الجلیل مصطفےٰ المولی الجمیل مجتبےٰ الرب الوکیل

یانبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا بشری المسیح مرحبا ابن الذبیح صاحب الحسن الملیح معجز النطق الفصیح

یانبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا رویاء امک مرحبا رویاء جدک مرحبا مفصال قومک مرحبا محبوب ربک

یانبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

ابتہاج وجہ ارض زہرۃ المطول و عرض شارع النفل و فرض واحد فی حسن قرض

یانبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

قرۃ العین محمد نضرۃ القب مجد خضرۃ الرویاء احمد درۃ التاج مؤید

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

عروۃ الوثقیٰ حکیم ذروۃ الزلفیٰ عظیم صفوۃ المولیٰ کریم نفحتہ العظمیٰ رحیم

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

رحمتہ اللمومنین یا شفیع المذنبین مرشد للمہتدین ختم للمرسلین

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

انظرن خاکی کریمی اسمعن قال رحیم نور ن بال عمیمی اصلحن حالی حکیمی

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# غمِ جاوداں

"وہ جس پر صدقے ہوتی ہے کرامت
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# غمِ جاوداں

ماتم کدہ مدینہ کا ہر اک مکان ہے
فرطِ الم سے پیر ہر اک نوجوان ہے
تاریک کس اندھیرے سے سارا جہان ہے
انجم کے اشکِ خونیں سے لال آسمان ہے
سورج سیاہ پوش قمر نیم جان ہے

روئے زمیں سے خون کے چشمے ابلتے ہیں
گودوں میں سہم سہم کے بچے اُچھلتے ہیں
اہلِ جگر سے آہ کے شعلے نکلتے ہیں
زہرا کے لال تشنہ لبی سے مچلتے ہیں
غم سے نڈھال ساقیٔ کوثر کی جان ہے

اجڑا ہوا خزاں سے ہے گلزارِ کائنات
کانٹوں پہ بلبلوں کی ہے نوحہ کناں برات
کردی ہے باغباں کی بند ہچکیوں نے بات
مرُجھا رہا ہے گلشنِ زہرا لبِ فرات
قربان ہر اک پھول پہ عالم کی جان ہے

اُڑتے ہیں دیکھ دیکھ کے اہلِ نظر کے ہوش
صاحب دلوں کے سینوں میں تھمتے نہیں ہیں جوش
حوروں کے آہ و نالے سے ہے خلد پر خروش
پیتا ہے خونِ دل علی اصغر کا تشنہ گوش
مغرور سن یہ حلمِ الٰہی کی کان ہے

دامن کیا ہے صبر نے بے صبر ہو کے چاک
ضبط و سکوں نے ڈالی ہے ننگے سروں پہ خاک
قہرِ خدا کو سنگ دلوں کی نہ کیوں ہو تاک
دیکھو تڑپتی ہے، علی اکبر کی نعشِ پاک

محشر کے زلزلے میں زمین آسمان ہے

زہرا علی حسن کا ہے صدمے سے دل فگار
بسمل ہیں اس نظارے سے اصحاب ذی وقار
بیچین خود ہیں ختم بنوت کے تاجدار
قاسمِ ترے فراق سے دل کو نہیں قرار

مضطر قلم ہے قابو سے باہر زبان ہے

حد سے کہیں گذر گیا آزارِ اشقیاء
آلِ نبی ﷺ پہ آب خدا بند کر دیا
محشر کی تشنگی کا نہ کچھ دغدغا کیا
عباس نے جو پانی سے مشکیزہ بھر لیا

تیر عدو سے خستہ بدن نیم جان ہے

دور عقل سے ہے کام ترا رحمت قریب
کتنا تو بے نیاز ہے اے قادرِ مجیب
جو ہیں حبیب پاک کے دربار کے حبیب
لاشوں کو ان کی گور و کفن تک نہیں نصیب

خاکی یہ صابروں کا بڑا امتحان ہے

میدان کربلا میں قیامت بپا ہے آج
یارب ہے تیرے ہاتھ ہی آلِ عبا کی لاج
لوٹا ہے ظالموں نے بتول و علی کا راج
سجدے میں ہے حسین سر اولیاء کا تاج

قرباں جمالِ حق پہ ہے سر محوِ جان ہے

کیا ہی قبول ہے نظرِ کارساز میں
تحفہ نیاز کا طلب بے نیاز میں
جو سر بکف ہے صبر کی راہِ وداز میں
جس پر درود پڑھتی ہے خلقت نماز میں

خاکی یہ اہلِ بیت کا وہ خاندان ہے

# ذکرِ شہادت

فرض ہر بندے پہ حمدِ پاک سبحانی ہوئی
مرحمت حمّاد کو فردوسِ رضوانی ہوئی

ساری خلقت مظہرِ اوصاف یزدانی ہوئی
منعطف جس پر نگاہِ لطفِ رحمانی ہوئی

اس کی ہستی شاہد توحیدِ ربانی ہوئی

کیا جلیل القدر ہے حق کی قسم آلِ نبی ﷺ
جس کی الفت میں بحق حبِّ نبی ہاشمی

مدحِ اہلِ بیت جب اللہ کو منظور تھی
رحمت اللعالمین کے ساتھ ان کی آل کی

ہر نمازی پر مقرر منقبت خوانی ہوئی

ہیں وہ بیشک سرورانِ محفل دار السلام
جن کی کشتی میں ہے راکب امتِ خیر الانام

کیوں نہ مانیں بندگانِ ایزدی ان کو امام
جن کی شانِ پاک میں محبوبِ حق پر لا کلام

عرش سے نازل بحق تطہیرِ قرآنی ہے

دوش پر اپنے چڑھاتے چومتے تھے منہ کبھی
سونگھتے تھے، گل کی طرح کہہ کے من ریحانتی

ایسے گل اندام پر تیرون کی بارش اے شقی
جن کو خطبہ چھوڑ کر گودوں میں لیتے تھے نبی علیہ السلام

کربلا میں ہائے ان کی کیسی مہمانی ہوئی

سینکڑوں خط بھیج کر تم نے بلایا اشقیاء
کربلا میں ان کو مع اطفال کے پیاسا رکھا

کیا کہو گے، حشر میں پیش جنابِ کبریا
منقبت میں جن کی ابنی سیدی وارد ہوا

حیف ان پر ظلم کیسی جہل و نادانی ہوئی

کہہ رہے ہو دیکھ کر قبروں میں دوزخ کا عذاب
اور زجرِ حق تعالیٰ اور خطاب با عتاب
سوچتے ہیں دل ہی دل میں سبکے سب خستہ خراب
"نعم راکب" ہو رسولِ پاک سے جنکا خطاب
ان کا گھوڑے سے گرانا کیا ہی شیطانی ہوئی

حیف دریائے فرات اور اس کا ہر دم فیض عام
جس سے ہیں شاداب صحرا جانور تک شادکام
ایک قطرہ تک ہو اس کا ان کے بچوں پر حرام
جن سے پائیں گے پیاسے حشر میں کوثر کے جام
کس ستم سے ان پہ مشقِ کفر و طغیانی ہوئی

حشر میں بوچھار ہے لعنت کی ہر سو سے وہ آئے
اہل بیتِ مصطفائی پر جنھوں نے ظلم ڈھائے
کیا نہیں ہے یاد تم کو روسیاہوں وائے دائے
شیر خواروں کا تڑپنا تشنگی سے ہائے ہائے
یہ بھی کوئی نذر تھی کیا اشقیاء مانی ہوئی

روسیاہوں نے کیا کچھ بھی نہ محشر کا ہراس
حق تعالیٰ کا نہ کچھ اس کے رسولِ حق کا پاس
ایک ذرّہ بھر نہ چھوڑی قلب میں رحمت کی آس
اے علی اصغر کے ننھے سے جگر تیری پیاس
ہائے اس پر وقتِ رحلت تیر بارانی ہوئی

نورِ چشمِ سیدہ اے قرۃ عینِ علی
گلشنِ باغِ شہِ لولاک انور کی کلی
روئے زیبا ہے ترا آئینۂ روئے نبی ﷺ
اے علی اکبر مجسم صورتِ پیغمبری
تجھ سے کیوں کر دشمنوں کی دشمنی جانی ہوئی

جان پر غالب ہوا ذوقِ جمالِ ذوالجلال
مقصدِ روح مبارک ہوگیا عریاں وصال
ہوگیا تن کا قفس شہبازِ عرشی پر وبال
گھور کر بھی دیکھتا تم کو کوئی کیا تھی مجال
حق کو لیکن عاشقوں کی شانِ دکھلانی ہوئی

تھی کسی کو جلوۂ دیدارِ حق کی لَو لگی
اور کسی کو فرقتِ محبوبِ حق کی بے کلی

اس لئے ہر اک نے بیتابانہ اپنی جان دی
کس شہیدِ تشنہ لب سے تابِ جنگ اعدا کو تھی

ایک اک سے سینکڑوں کی خانہ ویرانی ہوئی

گوکہ یہ سب بادۂ توحید سے مخمور تھے
اور خمارِ ساغرِ عرفاں سے ہر دم چور تھے

اک قدم معشوق سے ہستی کے باعث دور تھے
الغرض عہدِ لقائے حق سے سب مجبور تھے

بار سب پر اس وجہ سے ہستیٔ فانی ہوئی

کیوں شہیدوں کو نہو آنکھوں سے تعظیمِ حسین
صابروں میں کیوں نہ ہو اعزاز و تکریمِ حسین

جوش پر ہے حشر میں فیضانِ تسنیمِ حسین
اللہ اللہ صبر و شکر و حلم و تسلیمِ حسین

تجھ سے ابراہیم کی مقبول قربانی ہوئی

جس کو پانی دستِ قدرت سے دیا کرتا ہے رب
جسکے فیضِ عام سے ہیں شاد و خرم سبکے سب

کیوں نہ اسکے کاٹنے والے پہ ہو رب کا غضب
باغِ زہرا پر تعدی کی جنھوں نے بے سبب

جنت الماویٰ سے ان کی بیخ برّانی ہوئی

وقتِ رخصت آگیا اے مومنو کرلو سلام
ملکِ عقبیٰ کا سفر کرتے ہیں عالم کے امام

تھام کر ٹوٹے دلوں کو رہ گئے ان کے غلام
شربتِ جامِ شہادت نوش کرتے ہیں تمام

جان ہر اک اک کی محوِ دیدِ حقانی ہوئی

کیا ہی استقلال تھا فیضِ کریم کارساز
جس سے اہل بیت کا تھا بچہ بچہ سرفراز

جان تو ہونٹوں پہ ہے اور قلب ہے محوِ نماز
ہر مصیبت ہوگئی کشفِ حجابِ بے نیاز

صبر سے خاکی ہر اک مشکل میں آسانی ہوئی

# نیّرِ شہادت

حمدِ رب العالمیں سے خلق کا آغاز تھا
جس کے نیک انجام میں ختم الرسل ممتاز تھا

جلوۂ توحید سے اس درجہ سرافراز تھا
حدِ امکاں میں سراپا حسن محوِ ناز تھا

جس کو دکھلادی جھلک وہ حق کا اہل راز تھا
شمعِ حق پر جلنے کو پروانۂ جانباز تھا

تھے انھیں پروانوں میں سب انبیاء نامدار
محفلِ ہستی میں چمکے جن سے جلوے بیشمار

آسماں پر جس طرح شب کو ہو تاروں کی بہار
انکے جلوؤں سے زمیں گلشن ہوئی یوں لاکھ بار

صدرِ محفل بن کے آیا جب وہ سب کا تاجدار
سر بکف ہر اہلِ محفل پیش تیغِ ناز تھا

تھے ابوبکر و عمر اِن اہلِ محفل کے امام
اور عثمان و علی آل، نبی ﷺ عالی مقام

شمعِ وحدت کے تھے آئینے یہ سارے نیک نام
جلوۂ توحید سے روشن کیا عالم تمام

مشرق و مغرب میں گونجا کلمۂ خیرالانام
نوعِ انساں کے لئے جو تمغۂ اعزاز تھا

شوکتِ اسلام سے حاسد ہوئے جب دردناک کی ہراک جانب سے ایماں کے مٹا دینے کی تاک
حق پہ قربانی کو آمادہ ہوا ہر ایک پاک کر گئے حسنین تک بھی جامۂ ہستی کو چاک
لعلِ زہرا نے زمرد سے کیا باطل کو پاک
پھر کمالاتِ حسینی کا عجب اعجاز تھا

کربلا میں جلوۂ حق کا عجب اعجاز تھا ابنِ زہرا موسوی نسبت سے سرافراز تھا
صبر ایوبی کا پتلہ ان کا ہر جانباز تھا شکر اسمٰعیل کا ہر اک میں سوز و ساز تھا
قُم باذن اللہ سے ہر گوش برآواز تھا
پردۂ ہستی اُٹھا کر دید سے ممتاز تھا

آئے قاسم اور بولے لو چچا میرا سلام تا کہ میں بھی جان دیدوں حق پہ ہو کر شادکام
کیجئے حق سے دعا ہو کام میرا بھی تمام ہو یہ قربانی قبولِ خاطرِ خیر الانام
رو کے قاسم سے یہ فرمانے لگے حضرت امام
میرے بھائی کی نشانی تو مرادم ساز تھا

ہائے کس دل سے تجھے مرنے کو بھیجوں اے پسر کیا کہیں گے مجھ کو رب کے سامنے خیرالبشر
کانپتا ہوگا لحد میں آج زہرا کا جگر حیدرِ کرار بھی دیکھو تو ہیں با چشم تر
کیا بنی ہوگی خدا جانے حسن کی جان پر
جس پہ نانا جان کی امت کو بیحد ناز تھا

بولے قاسم موت ہم سب کی ہے اس میدان میں آپ ہیں سردار ہم سب کے مگر ایمان میں
یہ نہیں طاقت چچا واللہ اپنی جان میں آپ کے لاشے کو دیکھیں زندگی کی آن میں
بولے بیٹا جاؤ نانا جان کے دامان میں
پھر تو قاسم کا یہاں سے عرش پر پرواز تھا

باپ کے قدموں میں آکر پھر علی اکبر گرے
مجھ کو بھی حضرت اجازت اب خوشی سے دیجئے
سنت ابراہیم کی دنیا میں روشن کیجئے
مجھ کو اسماعیل کے بدلہ کا مینڈھا جانئے

سینے سے چمٹا کے فرمایا اجازت ماں سے لے
لوحِ قدرت پر یہی انجام اور آغاز تھا

جس نے تجھ کو پیٹ میں رکھا ہے اے جان پدر
جس نے پالا ہے تجھے پی کر کے خود خونِ جگر
جس نے دھویا ہے ترا مکھڑا مرے رشکِ قمر
جس نے زلفوں کو سنوارا ہے تری نورِ بصر

اس سے پوچھو جامۂ صبر و شجاعت پہن کر
اُمِ اسماعیل کی سنت کا اس میں راز تھا

شہر بانو سے علی اکبر نے پھر جا کر کہا
اچھی اماں مجھ کو رخصت دیجئے بہرِ خدا
باپ کے قدموں پہ بہرِ حق کروں سر کو فدا
سرخرو ہوں حشر میں پیشِ محمد مصطفٰے ﷺ

شہر بانو نے کہا اے جانِ مادر جلد جا
اللہ اللہ اس گھرانے کا عجب انداز تھا

صبر و استقلال کا خلعت کیا زیبِ بدن
ہاتھ میں لی دین کی تبلیغ کی تیغِ حسن
کردیا شکلِ نبی ﷺ نے رزم کو رشکِ چمن
پھر پہنایا ظالموں کو موت کا رنگیں کفن

جس عدو پر تیغ کی بجلی ہوئی پر تو فگن
آتشِ دوزخ سے اس کا دم میں سوز و ساز تھا

پیاس سے بیتاب ہو کر آئے پھر بابا کے پاس
عرض کی بابا لگی ہے آہ شدت کی پیاس
سیدِ مظلوم فرمانے لگے ہو کر اداس
جامِ کوثر پیجو بیٹا شہِ کوثر کے پاس

لشکرِ اعداد میں پھر آتے نہ کیوں وہ بے ہراس
رب سے گوشِ مطمئن میں ارجعی کا ساز تھا

پل پڑا دشمن کا آخر ایک دم لشکر کثیر چھپ گیا کالی گھٹا میں آہ وہ بدرِ منیر
برسے جسمِ نازنیں پر نیزہ و شمشیر و تیر کیوں نہ ہوتا خشک لب پر یا لطیف یا خبیر
آیۃ الکرسی سی تھا دل آنکھوں میں دیدار بشیر
ان کی رگ رگ میں الست اور بلیٰ کا ساز تھا

آئی خیمہ میں صدا بابا علی اکبر چلا لیجئے جلدی سلامی آج میں رخصت ہوا
کیجئے اب مغفرت کے واسطے میرے دعا مضطرب تشریف لائے سن کے ابنِ مرتضیٰ
اور علی اکبر کا سر زانوئے اقدس پر رکھا
لامکاں پر پھر تو ان کی روح کا پرواز تھا

مضطرب تھا تشنگی سے آل کا خورد و کلاں اور علی اصغر کی حالت کا نہیں ممکن بیاں
گود میں لے کر اسے نکلے امامِ دوجہاں دیکھو اس معصوم کو مرتا ہے یہ تشنہ وہاں
تیر اس معصوم کے آکر لگا اک ناگہاں
جس سے فوراً جلوۂ حق سے سے وہ سرافراز تھا

لاشۂ اصغر کو لاکر شہر بانو سے کہا بولتا طوطا تمہارا آج بانو اڑ گیا
ننھے ننھے سر کو راہِ حق میں کر ڈالا فدا پھول زہرا کے چمن کا ٹوٹ کر مرجھا گیا
شہر بانو نے کیا شکرانۂ رب العلا
کیوں نہ کرتیں ان کو محبوبِ خدا پر ناز تھا

ابنِ حیدر نے بلایا حضرتِ سجاد کو اور سینہ سے لگاکر خلد کے شمشاد کو
بخش دی ساری امانت آل کی بنیاد کو ہاتھ رکھا پیٹھ پر ان کی مبارک باد کو
کردیا نامِ خدا سے رخ عدم آباد کو
اللہ اللہ آلِ احمد کا عجب انداز تھا

لڑتے تھے حکم خدا سے آرزو مرنے کی تھی　　حسرتِ دل نذر مولیٰ اپنا سر کرنے کی تھی
بازوؤں کو سیر لاہوتی میں پر کرنے کی تھی　　مصطفٰے کے سینۂ اطہر میں گھر کرنے کی تھی

پیشِ حق باطل کو ہاں زیر و زبر کرنے کی تھی

کھل گیا خاکی جہاں پر جو بھی اس میں راز تھا

# روحِ شہادت

جھلک جس میں ہے خلقِ مصطفٰے کی　　تجلی خاص ہے شانِ خدا کی
شجاعت جس میں ہے شیرِ خدا کی　　قسم ربِ نبی ﷺ بدرالدجیٰ کی

شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

وہ کیا ہے شانِ تسلیم و رضا کی　　وہ کیا ہے پختگی عہدِ وفا کی
ہے کیا معراج دیدارِ خدا کی　　بشارت ہے محمد مصطفٰے کی

شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

جہانِ صبر کو جس نے رلایا　　نمونہ عشق کا جس نے دکھایا
ذبیح اللہ نے جس کو جلایا　　خلیل رب نے عالم کو بتایا

شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

یہ کیا منظر ہے دشتِ کربلا میں فرشتے باادب ہیں التجا میں
ولی ہیں سب علی کی اقتدار میں نبی بولے صفوفِ انبیاء میں
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

یہ کیوں تاریک ہیں کون و مکاں سب لبِ جاں ہے علی کا خانداں سب
لرزتے ہیں زمین و آسماں سب ہیں بسمل پیاس سے طفل و جواں سب
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

وہ جس پر فخر کرتی ہے نبوت وہ جس پر فخر کرتی ہے ولایت
وہ جس پر ناز کرتی ہے شجاعت وہ جس پر صدقے ہوتی ہے کرامت
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

وہ جس سے خود لرزتی ہے قیامت ہے شیدا جسکی میزانِ عدالت
جسے چاہے مبشر کی شفاعت تصدق جس پہ ہے رضوان جنت
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

کیا مقبول جس نے ان کا ایمان کیا قاسم کو جس نے حق پہ قرباں
شہیدوں پر کھلایا باغ رضواں نبی سے جس نے پایا ذوقِ عرفاں
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

علی اکبر ہیں خاک وخوں میں مضطر علی اصغر کا لاشہ ہے برابر
الگ ہے حضرتِ عباس کا سر یہ عاشورہ ہے یا ہے روزِ محشر
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

عجب ہے خیمۂ اطہر کی حالت کہوں کیا ہے قیامت پر قیادت
گہن میں آج ہے بدرِ امامت چھپے جاتے ہیں انوارِ ہدایت
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

وضو کرتے ہوئے خونِ جگر سے نمازِ وصل پڑھنے چشم و سر سے
سلامِ الوداع لے دیکے گھر سے چلے کہتے ہوئے لختِ جگر سے
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

مچادی لشکرِ اعداد میں ہل چل دکھادی آتشِ دوزخ کی دلدل
ہوئی زخموں سے جس دم جور کل کل تو بولے درد والے روکے پل پل
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

رکھا گردن پہ ہے دشمن کا خنجر زمیں پر شکر کے سجدے میں ہے سر
تبسم صبر کا ہے خشک لب پر یہی خاکی ہے عشقِ حق کا منظر
شہادت ہے شہیدِ کربلا کی

نور و رحمت
از
حسان العصر حضرت علامہ خاکی
امروہوی
حسب فرمائش: حکیم الحاج سید محمد احمد قادری
بانی وناظم جامعہ غوثیہ رضویہ سہارنپور
صابری ہال

ہر حمد کا محمود ہے اللہ تعالیٰ
ہر عبد کا معبود ہے اللہ تعالیٰ

پوجے اسے کوئی کہ نہ پوجے وہ غنی ہے
ہر حال میں معبود ہے اللہ تعالیٰ

محتاج نہیں بندوں کی تسبیح و ثناء کا
خود حامد و محمود ہے اللہ تعالیٰ

خورشید و قمر، ارض و فلک، ظاہر و باطن
ہر چیز کا مسجود ہے اللہ تعالیٰ

ہے حق کی عدالت میں ہر اک شے کی شہادت
بس شاہد و مشہود ہے اللہ تعالیٰ

عاشق ہیں گُل و شمع پہ پروانہ و بُلبُل
لیکن گُلِ مقصود ہے اللہ تعالیٰ

کھلتا ہے ہر اک شے پہ فنا ہو کے یہ جلوہ
میں کچھ نہیں موجود ہے اللہ تعالیٰ

منصور کا کلمہ نہیں منصور کے لب پر
الحق سے تو مقصود ہے اللہ تعالیٰ

بُت دل کے تو دیکھے یہ نہ دیکھا تجھے زاہد
اس دیر میں مسجود ہے اللہ تعالیٰ

دارین کی دولت سے غرض کچھ نہیں رکھتے
جن کا تو مقصود ہے اللہ تعالیٰ

خاکی مجھے ہونے سے نہیں عار ذرا بھی
جب میرا تو معبود ہے اللہ تعالیٰ

سچے سبحان ربی الا علیٰ ‏ سب کے سبحان ربی الا علیٰ

وحدہٗ لا شریک لہ تو ہے ‏ میرے سبحان ربی الا علیٰ

لائے دنیا میں مصطفےٰ ﷺ تشریف ‏ کہہ کہ سبحان ربی الا علیٰ

ہے یہی قدسیوں کا شغل مدام ‏ پیارے سبحان ربی الا علیٰ

انبیاء اولیاء ہیں سجدے میں ‏ پڑھتے سبحان ربی الا علیٰ

چاند سورج ستارے پڑھتے ہیں ‏ جُھک کے سبحان ربی الا علیٰ

آسماں و زمین ہیں قرباں ‏ تیرے سبحان ربی الا علیٰ

گلشنِ دہر کے کھلے غنچے ‏ پڑھ کے سبحان ربی الا علیٰ

سارے ناپاک پڑھ کے ہوگئے پاک ‏ دل سے سبحان ربی الا علیٰ

ابرِرحمت برس پڑا چھم چھم ‏ سن کے سبحان ربی الا علیٰ

وجد سے رقص میں ہیں ہفت فلک ‏ سن کے سبحان ربی الا علیٰ

مست و بے خود ہیں عاشقانِ الست ‏ سن کے سبحان ربی الا علیٰ

پہنچے منزل پہ سالکان طریق ‏ لے کے سبحان ربی الا علیٰ

فرش سے عرش پر گئے احمد ﷺ ‏ پڑھ کے سبحان ربی الا علیٰ

سجدے میں خاکی تجھ کو مانگتا ہے ‏ تجھ سے سبحان ربی الا علیٰ

ادب سے لکھ قلم شمّہ تو پہلے حمدِ ایزد کا
بجالا شکر کچھ خلّاق کے الطافِ بیحد کا

کیا فرشِ زمیں کو اس نے پیدا لاکھ صنعت سے
لگایا سائباں پھر اس پہ عمدہ سبز گنبد کا

مزّین کر دیئے تاباں ستاروں سے فلک اس نے
کہ ہو انسان کو معلوم رستہ نیک اور بد کا

خلیل اللہ پر آتش کو گلشن کر دیا اس نے
کیا دم ناک میں مچھّر سے اس نمرودِ الحد کا

دیئے موسیٰ کو کتنے معجزے اپنی عنایت سے
جہاں میں آج تک چرچا ہے اُن کی مشعلِ ید کا

بچایا نوح کی کشتی کو طوفانِ ہلاکت سے
کیا غرقاب اس کو جو تھا عابد مار اور دو کا

کفِ داؤد میں لوہے کو مثلِ موم فرما کر
رکھا احساں تنِ بیجاں پہ روح اللہ کے ید کا

حبیب اپنا بنا کر اور نبوّت ختم فرما کر
بڑھایا مرتبہ مخلوق پر ذاتِ محمدؐ کا

کیا اوّل انہیں کو اور آخر بھی وہی ٹھہرے
زمیں و آسماں پر ہے احاطہ نورِ احمدؐ کا

الٰہی سایۂ رحمت میں خاکی بھی رہے ہر دم
پڑھا ہے اس نے صدقِ قلب سے کلمہ محمدؐ کا

اسی کے نام سے آغاز ہے مدحت سرائی کا
کہ جس کی حمد ہے مقصود واحد لب کشائی کا

عیاں آفاق و انفس میں ہے جلوہ کبریائی کا
عجب اس پر ہے شکوہ اصلوں کو نارسائی کا

لطافت اس حسیں کی عقل و حسِ میں آئے کیا ممکن
ہو نورِ قدس پردہ جس کی شکلِ دلربائی کا

جلال ایسا کہ عالم اس کے آگے بے حقیقت ہے
جمال ایسا کہ ہر ذرّہ کو ہے دعویٰ خدائی کا

کمال اس کا ہے حیرت آفریں گلزارِ ہستی میں
خیال اس کا ہے تاریکی میں چشمہ روشنائی کا

عروسِ حجلۂ عظمت ہے رازِ ہستی مطلق
مقرّ ہے یہاں دعویٰ حقیقت آشنائی کا

کہاں پانے دلِ مجروح لذّت دردِ الفت کی
طلبگاروں پہ ہے احساں حجابِ کبریائی کا

قبائے ہستیِ فانی میں مضمر ہے فراق اس کا
فنا مطلع ہے خورشیدِ جمالِ کبریائی کا

حیات ایسی کہ جس کا ظل حیاتِ جاودانی ہے
ارادہ وہ کہ جس پر حصر ہے مشکل کشائی کا

نہیں سمع و بصر سے اس کے غائب شاہد و غائب
سراجِ علم سے روشن ہے ہر ذرّہ خدائی کا

عیاں ناسوت سے لاہوت تک تکوین کا جلوہ
ہے قدرت اس کی منشا انقلاباتِ خدائی کا

ہوا معلوم ممکن واجبِ موجود لحظہ میں
اثر ہے یہ کلامِ حق کی اعجاز آزمائی کا

کرم ایسا کہ جس پر مطمئن اہلِ شقاوت ہیں
غنا ایسی کی واصل کو ہے اندیشہ جدائی کا

گنہ گاری اسی کی شانِ غفّاری پہ نازاں ہے
اسی کی شانِ قہّاری ہے منشا پارسائی کا

اسی کے جذبۂ الفت سے ہے نغمہ سرا بلبل
اسی کا حُسن ہے گلشن میں موجب لب کشائی کا

اسی نے آسمانوں کو ستاروں سے کیا روشن
ستاروں کو اسی نے فخر بخشا رہنمائی کا

اسی نے عرش کو اقبال بخشا سربلندی کا
اسی نے فرش کو تمغہ دیا حاجت روائی کا

ہوا ممتاز ہے سبّوح کے فیضِ لطافت سے
اثر پانی میں ہے قدّوس کی جلوہ نمائی کا

سبق آموز نسبت دی مہ و خورشید کو اس نے
کہ عقدہ ہوگیا حل اقتباسِ روشنائی کا

اسی کی اوّلیت کی جھلک نورِ محمد ﷺ ہے
ہوا آخر ہے کاشف رازِ ختم الانبیائی کا

صفی اللہ مسجودِ ملائک کیوں نہ ہو جاتے
کہ تھا تاج خلافت آئینہ شانِ خدائی کا

نجی اللہ کی کشتی میں تھی حفظ واماں اس کی
دکھایا جس نے جوہر ان کو اپنی ناخدائی کا

خلیلِ باصفا نے آتشِ نمرود میں دیکھا
اثر اسلامِ کامل کا سلامِ دلربائی کا

ذبیح اللہ کی تسلیم پر شانِ ودودی نے
کیا آسان طالب پر طریقہ حق نمائی کا

وجودِ حضرتِ اسحاق تھا قیومیت کا ظل
بقا ان کی تھی جلوہ اس کی شانِ اصطفائی کا

اسی نے ماسوا سے بند کی چشمِ ابو یوسف
اسی نے نور بخشا ان کو وحدت آشنائی کا

اُٹھایا حضرت یوسف نے سجن وچاہِ کنعاں میں
اسی کے حسن میں حظ کیف خلوت آشنائی کا

جھلک تھی حضرتِ ایوبؑ میں شانِ صبوری کی
ثمر ملکِ سلیمانی تھا شانِ کبریائی کا

کفِ داؤدؑ میں لوہے کو مثلِ موم فرما کر
دکھایا جذبۂ قدرت حقیقت آشنائی کا

یدِ بیضا میں پنہاں تھی تجلّی طورِ سینا کی
دمِ عیسیٰ تھا دم لاریب روحِ کبریائی کا

اسی کی ذات کا مظہر ہے ذاتِ احمد ﷺ مرسل
لقب جس نے دیا ہے آپ کو خیر الورائی کا

اسی کا صدق ہے جلوہ نما صدیق اکبر میں
اسی کا عدل ہے فاروق میں حکمِ خدائی کا

صدورِ جمعِ قرآں حلمِ رحماں کی تجلّی ہے
اسی کا فضل ہے مبداء ہر اک مشکل کشائی کا

نجات اس کی تھی مضمر کشتئ آلِ مطہّر میں
نمونہ ہر صحابی تھا اسی کی رہنمائی کا

مصلّی اور مسلّم ہے وہ ساتھ اپنے فرشتوں کے
نبی پر اور جو حامی ہے دینِ مصطفائی کا

وہی ہے امتحانِ قبر میں تثبیت کا معطی
اسی پر ناز ہے حلقہ بگوشِ مرتضائی کا

اسی کی شانِ ستّاری ولا وارث نوازی پر
توکّل ہے گنہگاران سلکِ مجتبائی کا

صلہ میں بندگی کے بخشدی عصمت فرشتوں کو چکھایا ذائقہ شیطاں کو باطل کبریائی کا
سیادت کا شرف عالم میں بخشا جنسِ انساں کو کہ یہ رحمت سے آئینہ ہے شکلِ مصطفائی کا
سرِ عرشِ بریں بلوا کے اپنی خاص خلوت میں دیا خلد بریں طٰہٰ کو بدلہ منہ دکھائی کا
خطر ہو آفتابِ حشر سے کیا اس کو اے خاکی کہ ہو ظلِ ہمایوں جس پہ ذیلِ مصطفائی کا

حمدِ احد خلاصہ ہے نور بھری کتاب کا آیتِ حمد بن کے دیکھ بحر میں حل حباب کا
جلوہ ہے چرخِ حمد پر حسن کے آفتاب کا خاک پہ رکھ سرِ نیاز کام نہیں حجاب کا
ذرّہٴ خاک میں چمک اس کی نگاہِ لطف ہے اس کے فراق کا اثر داغ ہے ماہتاب کا
باغ و بہار دیکھ کر حمد سے عطربیز ہو نرگسِ منتظر سے دل کھینچ عرق گلاب کا
مستیٔ خواب موت ہے آہِ سحر حیات ہے دورِ شراب کر چکا ذائقہ لے کباب کا
دستِ دعا دراز کر سجدے میں رکھ سرِ نیاز حضرتِ بے نیاز میں خیال نہ رکھ جواب کا
تیری دعا اگر نہیں فہم میں قابلِ قبول حلقہ بگوش بندہ بن بندہٴ مستجاب کا
تاروں کی طرح شب کو جاگ حلقہٴ ماہتاب میں مثلِ بلال صور پھونک حشر کے آفتاب کا
آتشِ شوق شمع بن ذوق سے جل کے خاک ہو ہوُ کی ہوا سے ہو چمن دیکھ کرم سحاب کا
گردشِ آسماں سے ہے چرخ میں عقل اہلِ دل موت بقا ہے ننگ و نام ہوش ہے مست خواب کا

دیکھ عتیق کا مقام عدلِ عمر کی عین سے حلمِ غنی ہو آئینہ صبر ابو تراب کا

پیرِ مغاں کے جام میں غرق ہے ہستیِ انام کیوں نہ ہو جامِ جم غلام ساغرِ بوتراب کا

احمدِ پاک حمد کے فضل سے تاج لے چکے

خاکی تمام خلق میں صدر کے انتخاب کا

حمدِ خالق کا جسے صبح و مسا دھیان رہا

اس پہ دارین میں اللہ کا احسان رہا

کس زباں سے ہو بیاں حمد الٰہی تیری دل میں اس عقدہ کے حیراں ہیں علوی سفلی

قولِ سرتاجِ رُسل سے بھی تو ظاہر ہے یہی

کُنتُ کنزاً میں مقفّل ترا عرفان رہا

ذرّہ ذرّہ تری تسبیح خدا کرتا ہے قطرہ قطرہ تری توحید و ثنا کرتا ہے

کل جہاں تجھ کو خدا سجدہ کیا کرتا ہے

گرچہ غفلت میں بہت حضرتِ انسان رہا

آسمانوں کو ستاروں سے عطا کی زینت مہ و خورشید سے سیّاروں کو بخشی عزّت

روح سے قالبِ بے جاں کو عطا کی قوّت

رزق سے اس کی بقا کے لئے سامان رہا

چمن دہر میں قربان ہے قمری تجھ پر ہے فدا گلشنِ ہستی میں گُلِ تر تجھ پر

خلق نازاں ہے تری خالقِ اکبر تجھ پر

عام احساں ترا اوروں پہ بھی ہر آن رہا

عاصیوں پر نظرِ عفو رہا کام ترا جنت و وعدۂ دیدار ہے انعام ترا

جب سے خاکی نے کہ رحمٰن سنا نام ترا

طالبِ عفو و کرم راجعیٔ غفران رہا

تیرے ہی واسطے سب حمد وثنا ہے یارب تیرے ہی جلوے سے سب نور وضیا ہے یارب

تیری توحید کے نغموں سے ہے عالم مسرور تیری تسبیح سے قلبوں کی جلا ہے یارب

تیرے ہی ذکر سے ہے گلشنِ ہستی کی بہار تیری توفیق میں بندوں کا بھلا ہے یارب

نیک و بد پر ہے ترے رزق کی بارش رزّاق تیرا محتاج ہر اک شاہ و گدا ہے یارب

ہر مرض کی ہے دوا تیرے شفا خانے میں دے مرے دل کو شفا تجھ سے دعا ہے یارب

میں گنہگار تو غفّار میں مفلس تو غنی میں ترا بندہ ہوں تو میرا خدا ہے یارب

نور ایمان کا خاکی کو عطا فرمادے

اس نے بھی کلمۂ پُر نور پڑھا ہے یارب

الحمد تیری مدحت، سبحان تیری قدرت
اخلاص تیری وحدت، سبحان تیری قدرت

وحدت تری کثرت میں فطرت تری خلقت میں
کہتی ہے ہر اک ساعت، سبحان تیری قدرت

اک کن میں کیۓ محکم اٹھارہ ہزار عالم
کیا خوب تری حکمت، سبحان تیری قدرت

ناسوت شریعت میں، لاہوت حقیقت میں
جگمگ ہے الوہیّت، سبحان تیری قدرت

اک نور کو چمکا کر وہ اپنا کیا مظہر
پڑھنے لگی سب خلقت، سبحان تیری قدرت

افلاک کو چمکایا پھر خاک کو مہکایا
انساں کو دی وہ صورت، سبحان تیری قدرت

خود اپنی خلافت دی، ایمان سے کرامت دی
انعام میں دی جنت، سبحان تیری قدرت

ویرانوں کو دی نعمت، دیوانوں کو دی عزّت
مستانوں کو دی دولت، سبحان تیری قدرت

اونچوں کو کیا نیچا، نیچوں کو کیا اونچا
وہ عدل ہے یہ رحمت، سبحان تیری قدرت

دوروں کو حضوری دی، نزدیکوں کو دی دوری
یہ نوح کی ہے صورت، سبحان تیری قدرت

آتش کو کیا گلشن، گلشن کو کیا گلخن
حیرت کو بھی ہے حیرت، سبحان تیری قدرت

میخانۂ ہستی سے طیبہ کی سی بستی سے
دے جام مئے الفت، سبحان تیری قدرت

خاکی ہے تیرے در پر پھر خاک پہ رکھ کر سر
اس پر نظرِ رحمت، سبحان تیری قدرت

حاصلِ ہستئ عالم ہے خدا کی تحمید
تاجِ سرداریٔ آدم ہے خدا کی تحمید

کشتئ نوح کو جس چیز سے ملتی ہے نجات
ہاں وہی نقشِ معظم ہے خدا کی تحمید

آگ کو جس نے کیا باغ خلیلِ ربّ پر
آبِ اکسیر مکرم ہے خدا کی تحمید

طور پر جس نے کیا حضرت موسیٰ کو کلیم
زخمِ عشاق کا مرہم ہے خدا کی تحمید

جس نے مردوں کو کیا ایک ہی قُم میں زندہ
وہ دمِ عیسیٰ مریم ہے خدا کی تحمید

جس نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا دونوں جہاں کا سردار
شرفِ آدم و عالم ہے خدا کی تحمید

بارِ عصیاں سے پریشان ہے کیوں اے خاکی
داروئے شافیٔ ہر غم ہے خدا کی تحمید

کہتے ہیں کون و مکاں، اللہ بس باقی ہوس
سنتے ہیں دونوں جہاں، اللہ بس باقی ہوس

یا تو غفلت کو مٹا یا یوں تغافل کو بڑھا
ہو نہ پھر نام و نشاں، اللہ بس باقی ہوس

کرتی ہے گلشن میں آکر نوحۂ فصلِ بہار
بلبلِ رنگیں بیاں، اللہ بس باقی ہوس

محفلِ انجم میں آکر صبحِ صادق نے کہا
تو کہاں اور ہم کہاں، اللہ بس باقی ہوس

قیس ولیلیٰ کی لحد پر ہاتھ اُٹھا کر حسن وعشق
بولے با آہ و فغاں، اللہ بس باقی ہوس

کیا ہوئے جمشید و دارا حاتم و نوشیرواں
بولے لقمانِ زماں، اللہ بس باقی ہوس

چھوڑ دنیا کی فضا اور کھا مدینہ کی ہوا
پھرتا ہے در در کہاں، اللہ بس باقی ہوس

انبیاء و اولیاء سب اہلِ حکمت نے کہا
ہے ہر اک شے سے عیاں، اللہ بس باقی ہوس

روز وشب چودہ طبق لوٹاتے ہیں اک اک ورق
ایک ہے سب میں بیاں، اللہ بس باقی ہوس

کہتی ہے ہردم حیات مانگ لے رب سے نجات کر یقیں اے بدگماں، اللہ بس باقی ہوس

کہتی ہے خاکیؔ کی خاک، خاک سے ہو صاف پاک
سن ذرا تو پندِ جاں، اللہ بس باقی ہوس

اللہ خالق رحمٰں ہوالحق اللہ رازق، سبحان ہو الحق
غفّار، مومن، باسط، مہیمن ستّار، رافع، دیّاں، ہو الحق
فرشِ زمیں پر عرشِ بریں پر خنداں درخشاں تاباں ہو الحق
گلشن میں ہر گل، گلبن پہ بلبل پڑھتے ہیں دل سے قرآں ہو الحق
ماہِ منوّر، خورشید و اختر دن رات ہر آں گویاں ہو الحق
ہر جسم بے جاں جِس عقل اور جاں کہتے ہیں سن لے انساں ہو الحق
ہر اک نبی نے، ہر اک ولی نے دکھلایا راہِ عرفاں ہو الحق
شمس الضحٰی نے دل میں چمک کر دکھلایا نورِ قرآں ہو الحق

خاکیؔ کے دل میں اخلاص پاکر
کہتے ہے نورِ ایماں ہو الحق

ایک ہے ایک حق تعالیٰ ایک اسم ننانوے مسمّیٰ ایک

کتنی نیرنگیاں ہیں قدرت کی لاکھوں جلوے ہیں جلوہ والا ایک

دونوں آنکھوں میں صورتیں دو ہیں جس کی صورت ہے ہے نرالا ایک

دونوں کانوں سے آتی ہے آواز بات ہے ایک سننے والا ایک

رخِ لیلیٰ میں روئے یوسف میں جلوہ فرما ہے حسن والا ایک

لاکھوں نبیوں کے حلقہ میں خاتم جگمگاتا ہے لعلِ یکتا ایک

باغِ ہستی میں ہیں کروڑوں پھول سب کا لیکن کھلانے والا ایک

چرخ پر جس قدر ستارے ہیں سب میں روشن ہے مہر یکتا ایک

اہلِ دل بے شمار ہیں لیکن سب میں دلدار کی تمنّا ایک

بزمِ کثرت میں ذکرِ وحدت ہے حاضریں بے شمار جلسہ ایک

لاکھ دشمن ہوں غم نہ کر خاکی

تجھ کو کافی ہے تیرا مولا ایک

حمدِ مطلق ہے فقط شایانِ رب العالمین مثلیت سے ہے مبّرا شانِ ربّ العالمین

قل ہو اللہ احد ہے شانِ رب العالمین اوراللہ الصمد احسانِ رب العالمین

لم یلد ہے اور ولم یولد وہ یکتا ذاتِ پاک لم یکن تا ختم ہے عرفانِ رب العالمین

سورۂ الحمد ہے گنجینۂ توحیدِ حق
جس کی ہے تفسیر سب قرآنِ راب العالین

نور احمد ﷺ کو دیا تنویر میں ایسا کمال
بن گیا وہ مظہرِ فیضانِ رب العالمین

دونوں عالم کے مظاہر جلوے ہیں اُس نور کے
اور وہ خود ہے جلوۂ تابانِ رب العالمین

اسکے رنگ و بو سے جب حاصل ہوا کیف و سرور
شاد ہوکر کھِل گیا بستانِ رب العالمین

گلشنِ ایجاد کی سر سبز سب کھیتی ہوئی
تیرے صدقہ رحمتِ بارانِ رب العالمین

جھولیاں بھرلو گداؤ! نعمتِ کونین سے
مصطفٰے ہیں قاسمِ فیضانِ رب العالمین

رحمت اللعالمین تشریف لائے فرش پر
عرشِ حق سے لیکے عام احسانِ رب العالمین

رحمتِ حق اور شفاعت سے ہو خاکی سرفراز
جب قیامت کو بٹے غفرانِ رب العالمین

تری حمدِ پاک کی روشنی ہے جہانِ اہلِ نیاز میں
تری یاد میں ہے حیاتِ دل جو تو ذوقِ بخشے نماز میں

ترا جلوہ کون و مکاں میں ہے تو نہاں ہے پردۂ راز میں
ترا شہرہ دونوں جہاں میں ہے تو ہے کبریائی کے ناز میں

ترا نور شمس و قمر میں ہے، تری تاب لعل و گہر میں ہے
ترا رنگ و بوگل تر میں ہے، ترا جذب ناز و نیاز میں

نہ مقام ہے ترا فرش پر نہ مکان ہے ترا عرش پر
مگر آئینہ رُخِ ناز کا ہے، صدورِ اہلِ نیاز میں

تری رحمتوں کی نہیں ہے حد تری نعمتیں تو ہیں بے عدد
مگر اے کریمِ احد صمد مجھے دے حضور نماز میں

چمنِ حقیقتِ عقلِ کُل وہ بسا دماغوں میں بوئے گل
کہ کھلیں شگوفے قلوب کے ہو بہار باغِ مجاز میں

کشش آفتابِ جمال کی مجھے روزِ وصل نصیب کر
کہ طوالتِ شبِ ہجر سے میں پھنسا ہوں زلفِ دراز میں

جسے مثل طور جلادیا اسے شمعِ نور بنا دیا ترے سوزِ عشق سے دم بدم ہیں قلوب نور سے ساز میں

جوفدائے عہدِ الست ہیں ترے جامِ عشق سے مست ہیں تری پاک ہستی سے ہست ہیں جوفنا ہیں سوز وگداز میں

جسے تیری مے کا خمار ہے وہ محیطِ چرخ کے پار ہے اسے ذات سے تری کار ہے وہ ہے تجھ سے راز ونیاز میں

نہو خوفِ حشر سے مضمحل کبھی اتنا خاکی خستہ دل

کرم احد سے سوار ہے تو حبیبِ حق ﷺ کے جہاز میں

نہ آسکتی ہے حمدِ کبریائی نطقِ انساں میں نہ کچھ رتبہ ہے گویائی کو ہے تو حمدِ سبحاں میں

بلاشک عقل بندے کی ہے قاصر رب کے عرفاں میں مگر بے شمع کے کب ہے ضیاء صحنِ شبستاں میں

سمائی غیر ممکن ہے نسیم کُن کے غنچوں میں بلا اس کے مگر کھلتا نہیں اک گل گلستاں میں

چٹکتی ہیں کہیں کلیاں چہکتی ہے کہیں بلبل بجائی بانسری کس گیسوؤں والے نے بستاں میں

مزّین کیوں ہیں یہ چودہ طبق انوارِ قدرت سے رُخِ حُسنِ ازل کی ہے جھلک صحرائے امکاں میں

خلیفہ کیوں نہ ہوتا رب کا مسجودِ ملائک کیوں جھلکتا تھا کوئی آئینۂ تصویرِ انساں میں

پیامِ روح افزا عرش سے روح الامیں لائے مہک کر کھِل گئے غنچے دلوں کے باغِ قرآں میں

فنا ہیں حمد سبحاں میں تمام عالم کی تعریفیں محمد ﷺ جب سے احمد ﷺ ہوگئے ہیں نصِ قرآں میں

خدا کے واسطے چشم عنایت اس طرف بھی ہو اندھیرا ہے سراجِ کبریا گورِ غریباں میں

کریں تیرے سوا فریاد کس سے ساقئ کوثر لبِ جاں تشنہ لب ہیں امتّی محشر کے میداں میں

الٰہی خاکی عاصی کو صدقہ میں مُبشّر کے

اجل آئے ضیاء آفتابِ نورِ ایماں میں
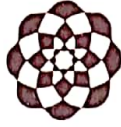
ایک ہے ایک ہے نہیں ہیں دو　　مشربِ عشق میں کہیں ہیں دو
ایک ہی جانو ایک ہی مانو　　پھر زباں سے کہو نہیں ہیں دو
ایک سن کر کہ ایک کو دیکھو　　بزمِ ہستی میں کیا کہیں ہیں دو
ایک معبود ہے شریعت میں　　گرچہ کہتے ہیں مشرکیں ہیں دو
ایک موجود ہے حقیقت میں　　نہیں کہہ سکتے واصلیں ہیں دو
اہلِ عرفاں کا ایک ہے مشہود　　جلوہ گر کون میں نہیں ہیں دو
دل سے کہتا ہے نور ایک ہوں میں　　میرے گھر دو ہیں کیا مکیں ہیں دو

خاکی کہتا ہے عالم ناسوت
غافلوں سے کہ بس نہیں ہیں دو

عجب قدرت اور شان والا ہے تو　　عقولِ خلائق سے بالا ہے تو
حقیقت میں سب سے نرالا ہے تو　　بزرگی میں ہر اک سے بالا ہے تو
تری ابتدا ہے نہ کچھ انتہا　　عیب سے پاک و بالا ہے تو
ترا مثل کس طرح ہستی میں ہو　　کہ ہستی عطا کرنے والا ہے تو

سوا تیرے سب تیرے محتاج ہیں کہ بندے ہیں سب رب تعالیٰ ہے تو

تری ذات ہے وحدۂ لا شریک کمالات میں سب سے بالا ہے تو

ہر اک شے ترے کن سے پیدا ہوئی بڑی قوت و حکم والا ہے تو

ہرے ہیں شجر تیری تسبیح سے عجب رحمت و فضل والا ہے تو

مہ و مہر اختر فلک کو دیئے زمیں کو چمن کرنے والا ہے تو

وہ رحمت ہے تیری غفور الرحیم بروں کا بھلا کرنے والا ہے تو

کوئی عیش میں بھول جائے تجھے مصیبت میں یاد آنے والا ہے تو

یہ سمجھا گئے ہم کو تیرے خلیلؑ سقر خلد کردینے والا ہے تو

محمد ﷺ کے اخلاق سب خلق کو قیامت میں دکھلانے والا ہے تو

غلاموں کو ان کی خوشی کے لئے بہشتوں میں پہنچانے والا ہے تو

خطا وار خاکی ہے امیدوار
کہ بخشائشِ عام والا ہے تو

الٰہ العالمیں مت بھول مجھ کو نہ رکھ اغیار میں مشغول مجھ کو

ترا نقصاں نہیں میرا بھلا ہے جو کرلے فضل سے مقبول مجھ کو

گناہوں کی نجاست سے نجس ہوں کر اے ابرِ کرم مغسول مجھ کو
غمِ دنیا کے کانٹے دور فرما ریاضِ قدس سے دے پھول مجھ کو

دعا ہے خاکیؔ خستہ کی ہر دم
اجابت سے نہ رکھ معزول مجھ کو

اللہ رب العالمیں سبحانہٗ وبحمدہٖ والله خیر الرازقین سبحانہٗ وبحمدہٖ
بے مثل اس کی ذات ہے بے کیف اسکی ہر صفت کوئی شریک اس کا نہیں سبحانہٗ وبحمدہٖ
ہر شے میں اس کا جلوہ ہے ہر دل ہے اسکا آئینہ بخشے جو حق چشمِ یقیں سبحانہٗ وبحمدہٖ
مور و سمک حور و ملک ارض و فلک چودہ طبق ہے کون جو کہتا نہیں سبحانہٗ وبحمدہٖ
کہتے ہیں خورشید و قمر پڑھتے ہیں سب نجم و شجر درگاہ میں رکھ کر جبیں سبحانہٗ وبحمدہٖ
حسنِ ازل نے جب کیا اظہارِ بوقلموں جہاں طالِع ہوا ماہِ مبیں سبحانہٗ وبحمدہٖ
نورِ محمد ﷺ مصطفیٰ چمکا تو جگ روشن ہوا پیدا ہوئے چرخ و زمیں سبحانہٗ وبحمدہٖ
غیرت سے سورج چھپ گیا دل چاند کا ٹکڑے ہوا چمکا جو وہ ماہِ مبیں سبحانہٗ وبحمدہٖ

دکھلا کے اوّل میں جھلک ختمِ رسالت ہوگئے
خاکیؔ شفیع المذنبین سبحانہٗ وبحمدہٖ
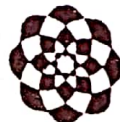
تری حمد میرا کمال ہے تری شان جلّ جلالہٗ
تری یاد عینِ وصال ہے تری شان جلّ جلالہٗ

ترا کفر میرا زوال ہے تری شان جلّ جلالہٗ
ترا شکر فضل وکمال ہے تری شان جلّ جلالہٗ

تجھے سجدہ عیشِ نعیم ہے ترا کفر طیشِ جحیم ہے
تری بندگی مرا مال ہے تری شان جلّ جلالہٗ

ترا ذرّہ ذرّہ میں نور ہے تری شان جلّ جلالہٗ
ترا ہر حسیں میں جمال ہے تری شان جلّ جلالہٗ

تری باغِ دہر میں ہے، مہک تری اختروں میں چمک دمک
ترا عام جود و نوال ہے تری شان جلّ جلالہٗ

ترا لطف صاف ہوا میں ہے ترا قدس جگ کی فضا میں ہے
ترا فیض آبِ زُلال ہے تری شان جلّ جلالہٗ

ترے علو کا ہے نشان فلک تری پاکیوں کا اثر ملک
ترا نور دل میں خیال ہے تری شان جلّ جلالہٗ

ترے رہنما ہیں رسول سب ترے جلوہ وہ ہیں شہِ عرب
یہ ترے کرم کا مآل ہے تری شان جلّ جلالہٗ

ترا بندہ خاکی روسیاہ ترے دینِ پاک کا ہے گواہ
کہ امیدوارِ نوال ہے تری شان جلّ جلالہٗ

قرآں ہے نشانِ الا اللہ توحید بیانِ الا اللہ
ایماں ہے امانِ الا اللہ، کیا شانِ ہے شانِ الا اللہ

شیطان ہوئے درہم برہم، سجدے میں گرے دنیا کے صنم
دی احمد پاک نے لیکے علم کعبہ میں اذانِ الا اللہ

آنکھوں میں ہے نور الا اللہ، دل میں ہے سرورِ الا اللہ
مژگاں ہے تیرِ الا اللہ، ابرو ہے کمانِ الا اللہ

گھر شرک کا چکنا چور کیا اور کفر کو بھی کافور کیا
اسلام سے جگ پُر نور کیا جب کھینچی کمانِ الا اللہ

زندیق کو ذلّت دی تو نے، صدّیق کو عزّت دی تو نے
اسلام کو شوکت دی تو نے، اے تیغ و سنانِ الا اللہ

صدّیق وعمر، عثمان وعلی، زہرا حسنین وغوث و ولی کرتے رہے ذکرِ خفی وجلی کہ ہیں مرتبہ دانِ الا اللہ

دوزخ سے بچایا جنّت دی، لعنت سے بچایا رحمت دی غفلت سے بچایا الفت دی، قرباں تری شانِ الا اللہ

دنیا سے نہیں رکھتے مطلب توحید ہے بس اس کا مشرب نظروں میں ہے انکی جلوۂ رب جو ہیں بادہ کشانِ الا اللہ

اے خاکی عاصی توبہ کر، مسلم بنجا رکھ حق پہ نظر دامانِ رسالت میں چھپ کر تو دیکھ امانِ الا اللہ

دنداں ہیں دُرِ بحرِ وحدت ہیں ساحل دریائے رحمت

خاکی کو بھی کہہ دیجئے امّت مشہود زبانِ الا اللہ
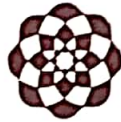
وردِ زباں کر الحمد للہ نُطقِ پیمبر الحمد للہ

دل شاداں کر الحمد للہ میزان پُر کر الحمد للہ

قلبِ زمیں میں خلدِ بریں میں یارب ہو لب پر الحمد للہ

انعامِ ایزد، جامِ محمد ﷺ بر حوضِ کوثر الحمد للہ

نعمت زیادہ زحمت مبادا گو بر زمیں سَر الحمد للہ

دنیا کی عزّت، عقبیٰ کی راحت برزخ کا نیّر الحمد للہ

کیسی دعا ہے حقّا شفا ہے دیکھو تو پڑھ کر الحمد للہ

رب کی قسم ہے کنز الکریم ہے رحمت کا دفتر الحمد للہ

بحرِ عطا ہے حلمِ خدا ہے شانِ پیمبر الحمد للہ

حُکمِ شریعت فہمِ حقیقت منزل کی رہبر الحمد للہ

انجام احسن سے ہو مہیمن

خاکی کے لب پر الحمد للہ

یاد جب آتی ہے خلوت میں حضوری تیری ابر کی طرح رُلاجاتی ہے دوری تیری

یاد آجاتی ہیں جب قدس کی ٹھنڈی راتیں سینہ میں آگ لگا جاتی ہے دوری تیری

یاد جب آتی ہیں وہ پیار کی میٹھی باتیں طور پر کھینچتی ہے آتشِ طوری تیری

یاد جب آتا ہے مشتاقوں کو وہ عہدِ الست دیتی ہیں جوشِ بلیٰ منّتیں پوری تیری

یاد آتی ہے امانت کی تو گھبراتا ہوں صبر دیتی ہے مگر شانِ صبوری تیری

یاد جب کرتا ہوں جنّت سے نکل آنے کو گود پھیلاتی ہے پھر شکلِ غفوری تیری

جب تری یاد سے سینہ کا ہو آئینہ صاف جگمگاتی ہے وہیں مشعلِ نوری تیری

یاد آجاتا ہے جب وعدۂ دیدار ترا مطمئن کرتی ہے تسکینِ شکوری تیری

یاد فرما کے مجھے نورِ مجسّم نے کہا

بندگی خاک پہ خاکی ہے ضروری تیری

کیسے کہدوں کہ نہیں تجھ کو محبت میری
جب تو فرماتا ہے دن رات حفاظت میری

کل کسی آن نہیں آج جو مجھ بے کل کو
دیکھئے کیسے ہو فردائے قیامت میری

جو مرے زہد و اطاعت سے بھی مستغنی ہے
کیا کرے گا وہ بھلا لے کے ندامت میری

جسکی دہشت سے لرزتے ہیں سب علوی سفلی
کیا خطرناک ہے اللہ امانت میری

مجھ سے ناداں نہ بہیں اشکوں کے طوفان میں کیوں
ایک دانہ ہی میں جب چھن گئی جنت میری

پتھروں کا بھی جگر ہو گیا پانی پانی
سن کے قرآن کی آیت سے حکایت میری

سب الوالعزموں نے ٹھکرادیا نفسی کہہ کر
تاجِ رحمت کے تصدّق ہو شفاعت میری

مجھ کو تقدیر سے شکوہ ہے نہ قسمت سے گلہ
بن گئی ہے میری غفلت ہی مصیبت میری

شکل خاکی میں اگر سیرتِ انسانی ہو
پھر تو ہے احسنِ تقویم کرامت میری

سبحان تیری شان کے قربان جایئے
رحمٰن تیری شان کے قربان جایئے

بے عیب تیری ذات ہے کامل ترے صفات
سبحان تیری شان کے قربان جایئے

تو سب میں ہے مگر نہیں ملتا ترا نشاں
کیا شان تیری شان کے قربان جایئے

ہیں اہلِ علم بھی ترے عرفاں میں اے علیم
انجان تیری شان کے قربان جایئے

بے حد ہے غافلوں پہ بھی اے پاک بے نیاز
احسان تیری شان کے قربان جایئے

مخدوم بن گیا تیری نعمت سے خلق کا
انسان تیری شان کے قربان جائیے

پیغمبروں کو بھیج کے گمراہوں کو دیا
عرفان تیری شان کے قربان جائیے

ہم کو حبیبِ پاک کی امت بنا دیا
منّان تیری شان کے قربان جائیے

کلمہ سے ان کے بخشدیئے سب گناہگار
دیّان تیری شان کے قربان جائیے

پچھلوں کو پہلے داخلِ فردوس کر دیا
حنّان تیری شان کے قربان جائیے

خاکی کے لب پہ کلمہ ہو اور دل میں جلوہ گر
ایمان تیری شان کے قربان جائیے

کھنچا جاتا ہے دل جسکی طرف اسکی دُہائی ہے
مبارک جذبۂ الفت دمِ جاں آزمائی ہے

محبت ہو تو غفلت بھی ہماری عین خلوت ہے
بلا کیفِ موڈۃ ہوش بھی شامِ جدائی ہے

سریرِ آرائے بزمِ مہ جبیناں جلوہ افگن ہو
کہ کثرت گوشۂ وحدت پہ ظلمت بنکے چھائی ہے

کرم کی اک نظر اے جلوہ پاشِ وادیٔ ایمن
دلِ مشتاق کو ارمانِ ذوقِ جاں ربائی ہے

شعاعِ نیّرِ رخسارِ جاناں نورِ عرفاں ہے
عطا کر نقطۂ بیضا سیاہی دل پہ چھائی ہے

ملے وہ بے خودی جس سے فرشتے قبر میں کہدیں
نہ پوچھو اس سے کچھ مدہوش جامِ مصطفائی ہے

ہجوم ناخدا ترساں میں ہے آوارۂ غربت
ملک لا تقنطو فرمانے والے کی دہائی ہے

تعجب کیوں نہ ہو لیلیٰ و مجنوں کی جدائی سے
کہ حسن و عشق میں معدوم فرقِ ماسوائی ہے

عطا ہو حسنِ سیرت بھی نوالِ کنزِ بخشش سے
کہ جیسے صورتِ زیبائے انسانی عطائی ہے

خمارِ ساغرِ صہبائے وحدت دستگیری کر
درِ دلدار تک عقلِ رسا کی نارسائی ہے

خمارِ بادۂ ہستی اتر جا میری آنکھوں سے
ترا سرشار محرومِ جمالِ دلربائی ہے

جلالِ دلربا ہو جلوہ گر شانِ جمالی میں
کہ فردوسِ بریں قصرِ غلامِ مصطفائی ہے

نگاہِ لطفِ رحمانی بنا خاکی کو نورانی
تری ادنیٰ تجلّی شمس کی یہ روشنائی ہے

میں اس کی توحید پر فدا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے
میں اسکی ہستی میں مٹ رہا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

فلک منوّر کئے ہیں جس نے زمیں کو گلشن کیا ہے جس نے
میں جس کے انعام میں چھپا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

جو خود ہی اوّل ہے خود ہی آخر جو خود ہی باطن ہے خود ہی ظاہر
میں جس کی قدرت کا آئینہ ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

وجود میرا شہود اس کا عدم ہے میرا وجود اس کا
فقط میں اس ایک کا پتہ ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

یہ دار پر چڑھ کے بولے منصور ہوں میں اس حق کی مے سے مسرور
کہ جس پہ قربان ہو رہا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

کہا یہ مجنوں نے حسنِ لیلیٰ سے کس کا ہے جذب تیرے اندر
وہ بولا خالق کا آئینہ ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

کہا یہ گل نے جمالِ حق سے مثالِ یوسف ہوں چاک داماں
اسی کی خوشبو سے کھل رہا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

مراقبہ ہے خیال جس کا مشاہدہ ہے وصال جس کا
جلال سے جس کے رو رہا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

ہے جس سے غفلت وفات میری ہے یاد جس کی حیات میری
میں جس پہ مرنے میں جی رہا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

مچیں جو آنکھیں طلسم ٹوٹا قفس کھلا مرغِ روح چھوٹا
مثالِ بلبل چہک رہا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

نسیم کوئے محمدی ﷺ سے شمیمِ خوشبوئے احمدی ﷺ سے
میں پھول بن کے مہک رہا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

میں آپ ہی اپنے غنچۂ دل میں خار بن کر کھٹک رہا ہوں
مگر کھٹک سے یہ سن رہا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

اگر ہوں ناچیز مشتِ خاکی مگر یہ سچ ہے قسم خدا کی
کہ جانِ جاناں سے جانتا ہوں وہ میری ہستی میں جلوہ گر ہے

حق ہے کہ حمدِ خلق سے وہ بے نیاز ہے
لیکن عبودیت کا تقاضہ نماز ہے

شانِ نیاز عکسِ رُخِ بے نیاز ہے
صورت دلیل ہستی صورت طراز ہے

اللہ اشتغالِ معاصی پہ افتخار
کس بے نیاز پر مرے عصیاں کو ناز ہے

پردہ ہے کون پردہ نشیں کون جلوہ ریز
وہمِ دوئی فرار کہ تو قفلِ راز ہے

ہر شے میں جب نہیں ہے تمنائے وصل دوست
اس پر نثار کس لئے عمرِ دراز ہے

تجھ میں ہے راستی کی جو بو مدعیٔ عشق
کیوں رہروی میں فکرِ نشیب و فراز ہے

کیوں ہو نہ عشق کو مرے نغمہ پہ انبساط
میں نَے ہوں اور حسنِ ازل نَے نواز ہے

جل کر بھی میری خاک میں ہے آرزوئے وصل
یارب مرے خمیر میں کیا سوز و ساز ہے

شانِ ربوبیت کی تجلّی ہے آشکار
کوئی نیاز مند کوئی محوِ ناز ہے

انساں نہ کیوں ہو طورِ تجلّیٔ روئے حق
اس آئینہ میں جلوۂ آئینہ ساز ہے

آزاد وہ ہوا جو گرفتار ہوگیا
حقا کہ ابتدائے حقیقت مجاز ہے

قرباں ہے خلق صورتِ انساں پہ اس لئے
اس آئینہ میں جلوۂ آئینہ ساز ہے

خاکی سرِ نیاز جھکا خاکِ راہ پر
واللہ داستانِ محبت دراز ہے
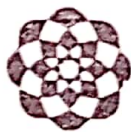
شبِ ہجرت نبی نے ساتھ اپنے کس کو رکھا تھا
امامت کا شرف رحلت میں اپنی کس کو بخشا تھا

حریمِ خاص میں کس کو محبت سے نواز تھا
کہو خاکی فقط صدّیق اکبر کا یہ رتبہ تھا

---

ستارہ اوجِ فاروقی کا جب افلاک پر چمکا
زمیں سے مٹ گیا سکّہ شہنشاہانِ عالم کا

صد اللہ اکبر کی اٹھی گرجوں کلیسوں سے
جو دیکھا مسجدِ اقصیٰ نے رُخِ فاروق عظم کا

---

اگر ایمان ہے ایماں فقط قرآن والوں کا
اگر قرآن پر ایمان ہے ایمان والوں کا

شہدانِ رضا کی حُب اگر رضوانِ خالق ہے
تو خاکی دین ودنیا ہے فقط عثمان والوں کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# عطرِ نعت پاک

عکسِ جمالِ خالقِ خلق خدا میں آیا
مقصودِ کنزِ مخفی کشف الدجیٰ میں آیا

حسنِ ازل کا جلوہ احمد ﷺ کا نور بن کر
نیرنگیاں دکھانے ہر دوسرا میں آیا

سبحان ذوالجلالِ حمداً علی الجمالِ
شانِ عبودیت سے رب کی ثناء میں آیا

رکھا سر پہ تاجِ تکریم کیا حلّہ حسنِ تقویم
ڈالا نقاب رخ پر اور ھل اتیٰ میں آیا

بن کر حقیقتِ کُل چھپ کر کے عقلِ کل سے
اپنا پتہ بتانے کل انبیاء میں آیا

دن کرنے سے تھکے سب تبلیغ کے ستارے
تب وہ سراجِ نور شمس الضحیٰ میں آیا

خُلقِ عظیم پاکر بنا عاشقوں کا رہبر
اسریٰ سے شاہدِ کل بلغی العلیٰ میں آیا

رعدٌ و برق اس کا ذکر و مراقبہ ہے
مزّمل ابرِ رحمت کالی گھٹا میں آیا

جنت ہے قبر مومن کس کی بشارتوں سے
اور کون شکلِ منذر تبّت یدا میں آیا

صلّی علیٰ محمد ﷺ زیبِ مقام محمود
عالم کو بخشوانے یوم الجزا میں آیا

خاکی وہی ہے منعم ہوں دور اس کے سب غم
بن کر غلامِ داعی جو اہدنا میں آیا

محمد ﷺ نام ہے تیرا تری مدحت کا کیا کہنا
رفعنا حق نے فرمایا تری رفعت کا کیا کہنا

کمالِ صنعتِ خالق عیاں تجھ میں نہاں تجھ میں
تری صورت کا کیا کہنا تری سیرت کا کیا کہنا

ہوالاوّل ہوالآخر، ہوالظاہر ہوا لباطن
ترے نوروشریعت دین اور حکمت کا کیا کہنا

کہا اللہ نے محمود ہے ترا مقام احمد ﷺ
ترا جھنڈا لوائے حمد اس عزّت کا کیا کہنا

زمین وآسمان، دنیا ودیں رب نے دیئے تجھ کو
بھلا اس قدر وحشمت، منصب ودولت کا کیا کہنا

قمر شق ہو گیا پاکر اشارہ تری انگلی کا
یہ اللہُ غنی قدرت تیری قدرت کا کیا کہنا

تری امّت کے اندر بندۂ ناچیز خاکی ہے
ترحّم کی نظر اس پر تری رحمت کا کیا کہنا

جلوہ گر ہے دوجہاں میں رُخِ روشن اُن کا
طالبِ دید مگر خود ہے تو چلمن اُن کا

بے نقاب ہو بخدا جو رُخِ روشن اُن کا
ہو بلالِ نبوی جو بھی ہے دشمن اُن کا

حق دکھادے جو مجھے وادیٔ ایمن اُن کا
چشم گل گشت بنے دل مرا گلشن اُن کا

دولت و وحدت و کثرت کے خزانے پالوں
ہاتھ آجائے جو تقدیر سے دامن اُن کا

جلوۂ طور کا آنکھوں میں لگادے سرمہ
اے خدا مجھ کو دِکھا وادیٔ ایمن اُن کا

طور کی طرح جلوں کیف وطرب میں ناچوں
برق ہو اُن کی نظر، دل مرا خرمن اُن کا

سجدۂ شوق تڑپتے ہیں جبیں میں لاکھوں
کیا نصیبہ مرا دکھلائے گا مسکن اُن کا

زائر طیبہ سے ہر ذرّہ یہ کرتا ہے خطاب
عرش پابوس ہے جس کا یہ ہے مدفن اُن کا

چار ارکان کے مامور نہ ہوں کیوں مومن
جان ان کی ہے جگر ان کا ہے تن من اُن کا

لاکھوں الجھے ہوئے گیسو میں الجھ کے سلجھے
کیا بگاڑے گی مری قلب کی الجھن اُن کا

خوابِ غفلت کی ہے تعبیر عیاں طالبِ دید
چہرۂ شاہدِ لولاک پہ چلمن اُن کا

حُسن کے ملک میں ہر شے پہ ہے ان کا سکّہ
رُخِ حسیں، خُلق حسیں دیں ہے احسن اُن کا

صاحبِ کعبہ ہو اور شیخ حرم ہو خاکی
کلمہ بتخانہ میں پڑھ لے جو برہمن اُن کا

شمع وحدت مجھے پروانہ بنالے آجا
کشتۂ ہجر کو سینے سے لگالے آجا

میرا مٹنا ہی تری آنکھ کی ٹھنڈک ہے تو بس
بوند کو بحرِ حقیقت میں ملالے آجا

خضر کب پوچھتے ہیں مجھ سے گنہ گاروں کو
بھولے بھٹکے ہوؤں کے چاہنے والے آجا

ڈوبا جاتا ہوں مری ناؤ بھنور میں اُلجھی
ناخدائے دوجہاں اس کو ترالے آجا

سایہ بھی دور ہوا ظلمت بد بختی سے
نورِ حق صبحِ سعادت کے اُجالے آجا

خوابِ غفلت کی گرانی سے ہوں محرومِ جمال
میری سوئی ہوئی تقدیر جگالے آجا

بھر کے اک جام پلا ساقئ صہبائے اَلست
تشنہ کاموں کی تہِ دل سے دعا لے آجا

جس طرح گودوں میں دنیا میں مجھے بھیجا ہے
ایسے ہی اپنی حضوری میں بلالے آجا

ہجر کی رات ہوئی روز قیامت سے فزوں
امتّی کہہ کے خبر جلد پیالے آجا

دم نکلتا ہے ترے ہجر کے بیماروں کا
اب تو فردوس سے مشغولِ دنا لے آجا

محوِ نظارۂ حق داعیِ مخلوق ہے تو
راہِ گم کردہ کو راستہ پہ لگالے آجا

کردیا تو نے غنی فضل سے ناشکروں کو
میرے ہاتھوں میں بھی کوثر کے پیالے آجا

وقتِ آخر میں ہے شیطان کو فکرِ ایماں
مکرِ مردود سے خاکی کو بچالے آجا

حجابِ حلم میں مستور تھا چہرہ محمد ﷺ کا
اٹھا جب حمد ﷺ سے پردہ تو چمکا نور احمد ﷺ کا

رکھی بنیاد عالم کی جو صنّاعِ حقیقی نے
تو دیکھا صبحِ یومِ خلق میں چہرہ محمد ﷺ کا

نہ تھی ظلمت دوئی کی وہم کو بھی سایہ کیوں ہوتا
ظہورِ دوجہاں پر تو ہے نور اللہ کے قد کا

لبِ محبوب کے اسرار سے واقف نہیں کوئی
مگر اتنا کہ احمد ﷺ ہے نمونہ شانِ ایزد کا

یہی آغاز و انجامِ نبوّت کا خلاصہ ہے
کہ ختم الانبیاء ہی مستحق ہے تاج و مسند کا

ہوئے ظاہر میں مسجودِ ملائک اس لئے آدم
کہ بے پردہ تحمّل کس میں تھا دیدارِ احمد ﷺ کا

ہوا قلبِ زمیں میں جلوہ فرما ان کا قالب یوں
رہے برزخ میں بھی مسرور دل عشّاقِ ایزد کا

تنِ اشرف سے جانِ پاک کے فرقت کا نکتہ ہے
حضوری سے ہو پورا مدعا روحِ مجرّد کا

نہ ہو کیوں زینتِ خلد بریں وہ عاشقِ صادق
کہ جس کے دل میں نقشہ کھینچ رہا ہے سبز گنبد کا

ہمیشہ شکرِ رب اللعالمیں واجب ہے اُمت پر
خلاصہ ہے وجودِ مصطفٰے ﷺ الطافِ بیحد کا

ملا پروانۂ دیدارِ حق بیشک اسے خاکی
کیا اخلاص سے جس نے نظارہ ان کے مرقد کا

حامد ہے ذرّہ ذرّہ غفور الرحیم کا
سب خلق پر حصار ہے احمد ﷺ کی میم کا

انعام حامدوں پہ ہے ربّ رحیم کا
احمد ﷺ نے قفل کھول دیا ہے نعیم کا

حمدِ احد کے ذوق سے شیریں ہے ہر زباں
جامِ دہن میں دور ہے احمد ﷺ کی میم کا

ہر حمد کرنے والا ہے رحمت کی گود میں
منظور بارگاہِ رؤفِ رحیم کا

حمدِ احد کا پھول ہے ہر غنچۂ دہن
طیبہ سے آیا بزم میں جھونکا نسیم کا

پُرکیف ہو کے حمد سے بنجا دل وجگر
عرشِ حبیب طور مبارک کلیم کا

دیکھو تو نورِ چشمِ رسالت کا آئینہ
جلوہ ہر ایک شے میں ہے تاباں علیم کا

حمادِ ایزدی ہیں غلامِ محمدی ﷺ
ہو کس زباں سے شکر خدائے کریم کا

اللہ دو جہاں میں توفیق حمد دے
خاکی کو صدقہ صاحبِ خلقِ عظیم کا

برقِ جلالِ مہ لقا، شرقِ جمال میں بھی آ
دوزخِ ہجر کو بجھا، خلدِ وصال میں بھی آ

قہرِ جلالِ دلرُبا، مہرِ جمال میں بھی آ
جزمِ فراق تا کجا، عزمِ وصال میں بھی آ

شاہدِ حالِ عاشقاں، موجدِ کیفِ صادقاں
بزمِ سرور کر بپا، رنج وملال میں بھی آ

ساقیٔ نہرِ سلسبیل، نفس نے کر دیا ذلیل
جامِ طہور کر عطا دستِ سوال میں بھی آ

عرش ہے تخت گاہِ نور، فرش ہے منصۂ ظہور
قرّۂ چشمِ پُر حیا، بدرِ کمال میں بھی آ

تشنۂ آفتابِ حشر کہتے ہیں روزِ بعث ونشر
کوثرِ جامِ مصطفٰے آبِ زُلال میں بھی آ

اُمتِ مسلمہ کے دل رہ گئے صرف آب و گل
کیف میں ان کو پھر بھی لا رنگِ بلال میں بھی آ

عقل وقیاس سے بعید ذات وصفات میں وحید
کچھ تو نشان دے بتا وہم وخیال میں بھی آ

قبلۂ قلبِ سالکاں، کعبۂ جانِ عارفاں — جلوۂ حالِ مصطفٰے، محفلِ قال میں بھی آ

اخترِ بُرجِ ہاجرہ، گوہرِ دُرجِ آمنہ — اپنی چمک دمک دکھا سُوقِ جدال میں بھی آ

تیغ و سناں سے ڈر نہ جائے رعبِ عدو سے بھر نہ جائے

خاکی کو دے مئے بلیٰ، دورِ قتال میں بھی آ
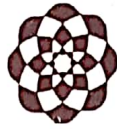
اللہ اللہ شہِ لولاک مدینہ تیرا — ہے یہ دجّال کے طوفاں میں سفینہ تیرا

خاکِ طیبہ جسے آغوش میں لے کیا کہنا — خطّۂ خُلد ہے واللہ مدینہ تیرا

لخلخے سے اسے کیا ہوش میں لائے کوئی — سونگھ کر جو ہوا بے ہوش پسینہ تیرا

اللہ اللہ تری معراج رسولِ عربی — عرش و کرسی و فلک بن گئے زینہ تیرا

اُدنُ منّی سے نوازا تجھے رب نے طٰہٰ — پاکے بے مثل ادب، خُلق و قرینہ تیرا

کیوں نہ عالم کو ہو گھیرے ہوئے رحمت تیری — انبیاء ہیں ترے حلقہ میں نگینہ تیرا

مرتے دم رہزنِ ایماں سے بچانا مجھ کو — قلب میں دولتِ ایماں ہے دفینہ تیرا

خَلق سے قدر میں زاید ہے ترا خُلقِ عظیم — عقل حیرت میں ہے کیا چیز ہے سینہ تیرا

گوہر تازگی و سبزی و سیرابی سے — مثلِ دریا نہیں گھٹتا ہے خزینہ تیرا

موجِ طوفانِ حوادث سے بچا اُمّت کو — حق ہمیشہ رکھے آباد سفینہ تیرا

ہو نظر لطف کی خاکی پہ الوالعزمی سے

کچھ بھی ہو یہ ہے مگر عبد کمینہ تیرا

نورِ وحدت تجھے سینہ میں چھپالوں آجا
حُسنِ کثرت تجھے آنکھوں میں بٹھالوں آجا

شانِ رحمت مجھے آغوشِ کرم میں لے لے
جانِ عزت تجھے سرتاج بنالوں آجا

عقلِ قرآں مجھے گنجینۂ عرفاں کرلے
شکلِ رحمٰن میں تجھے قبلہ بنالوں آجا

تو ہے نزدیک مرے تجھ سے بہت دور ہوں میں
وہ نظر ڈال کہ میں تجھ کو منالوں آجا

منظرِ چشم کی بستی میں ہیں اغیار شریک
دل کی دنیا میں فقط تجھ کو بسالوں آجا

پشت پر بارِ گنہ، بارِ امانت سر پر
خود کو اس حشر میں کس طرح سنبھالوں آجا

جس تمنا پہ ہوں قربان رسل کی جانیں
ایسے ارمان کو کیوں کر میں نکالوں آجا

خوابِ برزخ سے نبیوں کے جگانے والے
میں بھی سوئی ہوئی تقدیر جگالوں آجا

غنچۂ قلب میں خاکی کے وہ بس جائے مہک
سینہ کو گلشنِ اسرار بنالوں آجا

کملی والے وہ ہے بھر پور خزانہ تیرا
ہے دو عالم سے غنی مانگنے والا تیرا

کس کو درکار نہیں خلق میں صدقہ تیرا
کنجیاں ہیں ترے ہاتھوں میں خزانہ تیرا

گھر میں بیٹھا ہوا سیراب ہے تشنہ تیرا
دور میں آپ ہے دن رات پیالہ تیرا

سائباں بن کے گہر بار ہے سب خلقت پر
صورتِ ابرِ کرم فیض کا دریا تیرا

سارے پاکوں کی نظر تجھ پہ ہے جب چشمۂ قدس
مجھ سے ناپاک نہ کیوں مانگتے چھینٹا تیرا

کون محشر میں گنہگاروں کا حامی ہوگا
یہ اگر کام کسی کا ہے تو تنہا تیرا

کس کے ہاتھوں کو تکیں ٹھوکریں کس کی کھائیں
اے شہ ہر دوسرا چھوڑ کے صدقہ تیرا

ایک میں ہوں کہ گناہوں سے نہ اک دم چوکا
ایک تو ہے کہ کبھی لطف نہ بھولا تیرا

سیکڑوں سال کی زاری ہوئی دم میں مقبول
جب لیا حضرتِ آدم نے وسیلہ تیرا

روضۂ پاک کے اعزاز سے نسبت کیلئے
سر پہ رکھتا ہے قدم عرشِ معلّٰی تیرا

حق کے دیدار کی عزّت اسے حاصل ہوجائے
خواب میں بھی جو کوئی دیکھ لے جلوہ تیرا

آنکھ وہ آنکھ ہے جس کو ہو زیارت تیری
دل وہی دل ہے کہ ہو عرشِ معلّٰی تیرا

جان وہ ہے جو فدائے رہِ جاناں ہوجائے
سر وہ ہے جس میں خدا بخشدے سودا تیرا

عقل وہ ہے جو ترے عشق میں مجنوں نبجائے
علم وہ ہے جو دکھا دے مجھے رستہ تیرا

محوِ حیرت ہوں کہ آنکھیں تجھے کیوں کر دیکھیں
جب نہ آیا ہو نظر تک کبھی سایہ تیرا

اپنی آنکھوں سے دکھادے مجھے حق تیرا جمال
جس طرح دل کو مرے کردیا شیدا تیرا

نورِ ایمان سے کیوں ہو نہ منّور خاکی
تو ہے خورشیدِ رسالت یہ ہے ذرّہ تیرا

پردہ اٹھا کے دیکھو محمد ﷺ کی میم کا
مطلع ہے صاف حمدِ غفور الرحیم کا

اخلاص سے احد کی تجلّی ہو رُخ نما
پردہ اٹھے جو گیسوئے احمد ﷺ کی میم کا

سرِّ وجود غیب سے آیا شہود میں
احمد ﷺ کو آئینہ کیا حُسنِ قدیم کا

ہوکر نہال حق کے جمال و کمال سے
مصدر بنا لطیف کے فضلِ عظیم کا

یاقوت و لعل و گوہر و مرجاں کی آب و تاب
جلوہ ہے آمنہ ہی کے درِّ یتیم کا

کیا ہے بہار گلشنِ باغِ وجود کی
اک فیض ہے مدینہ کے لطفِ نسیم کا

چمکا نجوم و شمس و قمر، برق و شمع میں
پر تو جمالِ شاہدِ برقِ کلیم کا

پانی کا فیض، لطفِ ہوا، آگ کی چمک
خوانِ زمیں کرم ہے رسولِ کریم کا

کس سر پہ انبیاء کی امامت کا تاج ہے
مسند نشیں کون ہے عرشِ عظیم کا

دولہا ہے کون حشر کے دن کی برات کا
مالک ہے کون خلعتِ خلقِ عظیم کا

خاکی بروزِ حشر شفاعت سے آپ کی
پامال ہوگا عزم لعینِ رجیم کا

اے عرش جانے والے پھر فرش پر بھی آنا
خلوت میں لامکاں کی ہم کو نہ بھول جانا

مزّملی ادا سے رب کو لبھانے والے
برقِ کلیم بن کر کالی گھٹا میں آنا

رب کی تجلّیوں میں دن رات رہنے والے
اس دورِ بیکسی میں اُمّت کو بھی نبھانا

والشمس والے رُخ سے والفجر کرنے والے
واللیل کی لٹوں میں شقّ القمر دکھانا

بانگِ نماز میں پھر جذبِ بلال بھر کر
غفلت کی نیند میں ہے مسلم اسے جگانا

پھر کفر کی گھٹا نے کر دی ہے رات کالی
ہاں شمسِ اینما سے اس شب کو دن بنانا

طوفانِ کفر میں ہے اسلام کا سفینہ
پھر نوحؑ کی دعا کا منظر اسے دکھانا

میزاں پہ نیکیوں کا پلّہ جھکانے والے
پل پر بھی عاصیوں سے کہدو نہ ڈگمگانا

دیدار کے پیاسے بے موت مر رہے ہیں
کوثر بھری نظر سے ساقی انہیں پلانا

خلقِ عظیم والے بیحد کرم کا صدقہ
خاکی کو بارگاہِ پُر نور میں بلانا
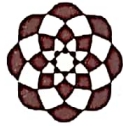
نورِ بنی احد کی حمد و ثناء میں آیا
مکنونِ سِرّ وحدت نور الھدیٰ میں آیا

لوح و قلم میں آ کر قسمت لکھی جہاں کی
عقلِ سلیم بن کر فہمِ رسا میں آیا

مسند بنا کے عرش و کرسی کو جلوہ دے کر
یٰسین کا تاج رکھ کر ہر دوسرا میں آیا

افلاک کو بنایا پھر لامکاں کا زینہ
لے کر پیامِ اوحیٰ قرب و دنیٰ میں آیا

ہر آسماں پہ مہر و نجم و قمر لگا کر
وہ آفتاب ضوء شمس الضحیٰ میں آیا

دن بن کے عاشقوں سے کبھی جستجو کرائی
کبھی بن کے مونسِ شب بدرالدجیٰ میں آیا

مومن کو دی تسلّی دارالسلام بن کر
نارِ سقر کی صورت عدلِ خدا میں آیا

ہیں طواف میں فرشتے کہ ہے اس سے بیتِ معمور
وہی زیبِ سدرہ شانِ حیرت فزا میں آیا

روحِ لطیف بن کر حورو ملک کے اندر
تسبیح حق کا شاغل قدسی فضا میں آیا

رحمت کا شامیانہ فرشِ زمیں پہ تانا
جانِ جہاں کی صورت ٹھنڈی ہوا میں آیا

ابرِ بہار بن کر مردہ زمیں جلائی
عمرِ عزیز بن کر آبِ بقا میں آیا

تسبیحِ جہر سے کی اولوں پہ رعد بن کر
کامل عبودیت سے حمدِ خدا میں آیا

نازو نیاز لے کر ضبط و قرار لینے
وہی شکل برقِ ایمن نوروضیاء میں آیا

سر سبز بوستاں ہے، گلزار اک جہاں ہے
بارانِ لطفِ خالق بادِ صبا میں آیا

کہیں لعلِ بے بہا ہے کہیں دُرِّ باصفا ہے
کہیں سیم وزر کی صورت شانِ غنا میں آیا

کہیں نجم اور شجر میں کہیں صورتِ ثمر میں
رزّاقیت منانے روحِ غذا میں آیا

مسجودِ ملک بن کر معمورِ خُلد ہوکر
شکلِ امامِ مطلق صفِ انبیاء میں آیا

عہدِ ربوبیت کی پُر کیف انجمن میں
ذوقِ الست لیکر جوشِ بلیٰ میں آیا

جب باپ کی مصیبت دیکھی گئی نہ اس سے
بن کر اجابت حق اُن کی دعا میں آیا

طوفاں میں دیکھ پایا جب نوح کا سفینہ
وہ ناخدائے عالم شانِ نجا میں آیا

انسِ خلیل پاکر آتش کدہ کے اندر
بردوسلام بن کر حق کی رضا میں آیا

تسلیم اور رضا کے دکھلا دیئے کرشمے
نامِ ذبیح رکھ کر دشتِ منا میں آیا

کہیں حُسنِ یوسفی میں چشم و چراغِ یعقوب
چارہ گرِ زلیخا پیاری ادا میں آیا

کہیں طور پر کلیمی، کملی سے منہ دکھانے
دست وعصا سے شانِ معجز نما میں آیا

ذوالنون کو سکھائی ماہی میں رب کی تسبیح
صابر کر مرشد دینے رنج و عنا میں آیا

کبھی شکلِ عیسوی میں مردے جلائے اس نے
کبھی صورتِ خضر پر آبِ بقا میں آیا

کبھی شمعِ انجمن میں پروانہ کو لبھا کر
بلبل سے نغمہ سننے گل جانفزا میں آیا

کبھی قمریوں کی صورت طوقِ عبودیت میں
کبھی فاختہ کی طرح ذکرِ خدا میں آیا

صلّی علیٰ محمد ﷺ کرنے لگا پپیہا
رحمت کا ابرِ باراں دلکش صدا میں آیا

کبھی مچھلیوں میں بحرِ وحدت کی سیر کرنے
کبھی مثلِ طیر اُڑنے کرۂ ہوا میں آیا

کبھی آنکھ میں تجلّی، کبھی کان میں تسلّی
کبھی بن کے نطقِ شیریں وصفِ خدا میں آیا

کبھی سوزِ تائبیں میں کبھی ذوقِ عارفیں میں
کبھی بن کے شوقِ سالک راہِ خدا میں آیا

کہیں بن کے شکلِ عاشق خود اپنی جستجو کی
کبھی بن کے حُسنِ دلکش ہر دلربا میں آیا

کبھی درد مند بن کر آہ و فغاں سکھائی
کبھی غوث بن کے شکلِ غوث الوریٰ میں آیا

ہمہ تن جمال بن کر سارے کمال لے کر
بن کر محمد احمد صلّی علیٰ میں آیا

چمکا کے نورِ وحدت دن کر دیا جہاں میں
شمس الضحیٰ لباسِ بدر الدجیٰ میں آیا

اکملتُ دینکم سے اتممت نعمتی سے
ختم الرسل کا سکّہ ہر دوسرا میں آیا

صدّیقؓ میں صداقت فاروقؓ میں عدالت
حلمِ غنیؓ سے شکلِ مشکل کشا میں آیا

زہرا میں نور بن کر تطہیر کی ردا سے
آلِ عبا کی کشتی سے کربلا میں آیا

اس شمع پر تصدق جب ہوگئے صحابی
ہر ایک نجم بن کر شانِ ہدیٰ میں آیا

ہر امّتی کے اندر ایمان بن کے چمکا
پھر ان کو بخشوانے روزِ جزا میں آیا

کافر کو نورِ ایماں مشرک کو نورِ وحدت عاصی کو توبہ دینے وہی اہدنٰی میں آیا

صدقہ میں اولیائے امّت کے پاک کردے
یارب ترے کرم سے خاکی دعا میں آیا

عشقِ نورِ حق عطا فرما وہ جذبہ نور کا سینہ بن جائے مرا عرشِ معلیٰ نور کا

قلب ہوجائے مرا ایسا لطیفہ نور کا چمکے ہر ہر موئے تن بن کر ستارہ نور کا

موجزن ہو اس طرح سینہ میں دریا نور کا چشمِ رحمت سے بنے ہر چشم چشمہ نور کا

گلشنِ طیبہ سے آئے وہ نسیم جاں فزا مثلِ گل کھِل جائے دل بن کر شگوفہ نور کا

جان و دل ہوش و خرد محوِ خیالِ نور ہوں لب پہ جاری خود بخود ہوجائے کلمہ نور کا

اے تجلّیِ جمالِ مصطفٰے ہوجا محیط فرش سے پھر عرش تک ہوایک بقہ نور کا

سرمۂ مازاغ بن جا حسرتِ دیدِ جمال ہند سے آئے نظر طیبہ میں قبّہ نور کا

ایک قطرہ ہی پلادے ساقیٔ جامِ طہور پاک ہو زنگِ دوئی اٹھ جائے پردہ نور کا

نامۂ اعمال ہے تاریک اے منشیٔ قدر روشنائی سے چلا دے اس پہ خامہ نور کا

ظلمتِ مرقد سے بیحد مضطرب ہے روسیاہ روضۂ رضواں سے دکھلا دیجئے چہرہ نور کا

تیرا سگ تیرا گدا خاکی ہے دے دیجئے اسے
قاسِمِ نورِ الٰہی کوئی ٹکڑا نور کا

نورِ نبی کو کاشفِ ظلمت بنا دیا
رب نے پھر اس کو مصدرِ کثرت بنا دیا

کثرت کے ذرّہ ذرّہ کو نیرنگیوں کے ساتھ
حق بیں نظر میں قلزمِ حیرت بنا دیا

عقلِ رسا کو نورِ نبوّت کے فیض سے
توحید رب کی شمعِ ھدایت بنادیا

روحوں کو لطفِ روحِ نفاست شعار سے
جس دیکھے تن کو صاحبِ قدرت بنا دیا

فرشِ زمیں کو ان کے لئے کردیا چمن
عرشِ بریں کو زینۂ عظمت بنا دیا

ان کے ظہورِ خاص کا یہ اہتمام تھا
آدم کو کارساز خلافت بنا دیا

طوفانِ غم سے نوح کی کشتی نکال دی
جب ان کو ناخدائے سلامت بنا دیا

لغزش میں ان کی رازوں سے اک یہ بھی راز تھا
حق نے کسی کو بابِ اجابت بنا دیا

بردو سلام آتشِ نمردو کو کیا
کیا خوب ان کو محرمِ خلّت بنا دیا

پوچھو کلیم سے شبِ اسریٰ کا حال و قال
کس شے نے ان کو پیکرِ الفت بنا دیا

عیسیٰ اسی سرور سے پُر کیف اب بھی ہیں
جس مے نے ان کو محوِ بشارت بنا دیا

سارے نبی ہیں چرخِ نبوّت کے نجم و ماہ
خالق نے ان کو شمسِ رسالت بنا دیا

خلوت کدہ میں اپنے بنا کر حریمِ خاص
عالم کے واسطے انہیں رحمت بنا دیا

بزمِ انام کا کیا محشر میں اہتمام
بالاتفاق صدر قیامت بنا دیا

خاکی ادائے شکرِ الٰہی محال ہے
جس نے حبیبِ خاص کی امّت بنا دیا

ماکانَ نظیرک فی النظرِ شبیہ تو نشد بخدا جانا
تجھ جیسا تیرے رب کی قسم ہرگز پیدا نہ ہوا جانا

یانورالخالق فی البصرِ توحق را جلوہ نما جانا
تیری صورت کو اپنی صورتِ حق تجھکو حق نے کہا جانا

یاضوع الشّمس و القمرِ، در شمس و قمر تاباں ہستی
ہے روشنی تیری سورج میں تو چاند میں جلوہ نما جانا

مزّمّل و فصلِ فی المطرِ درباراں ابرِ سخا جانا
تیری کملی کو مینہہ برسانے میں عارف نے کالی گھٹا جانا

مشہود السالک فی السفرِ، مطلوبِ غریبِ راہِ فنا
مجھ بھٹکے ہوئے کی بیّاں پکڑ کرسن کے رستے لگا جانا

شاہدت اللہ من البصرِ، کردی دیدار خدا جانا
جن نینن سے رب کو دیکھا سپنے میں مجھے بھی دکھا جانا

یالیت حجابی فی الضرِ کن قصرِ حجابم را جانا
غفلت کا پردہ چاک کروتم پر ہوں جاں سے فدا جانا

یالیت حضوری فی الحضرِ، اے کاش رسم درخدمتِ تو
وہ کرپا کر دیجئے مجھ پر، دربار میں ہو آنا جانا

انت الماحی سبب السقرِ، توماحی عصیاں آمدہٗ
مجھ پاپی کے سب پاپوں کو رحمت کی نظر سے مٹا جانا

مظہرِ ذاتِ کبریا ہیں آپ
خلق میں شاہِ دوسرا ہیں آپ

عرشیوں پر تمہیں تفوق ہے
فرش پر تاجِ انبیاء ہیں آپ

کُل جہاں پر ہے آپ کا سایہ
اورخود سایۂ خدا ہیں آپ

حسن میں ہے وہ شانِ یکتائی
حق کے محبوب مصطفٰے ہیں آپ

ابرِ رحمت ہے آپ کی ہستی | نکہتِ گلشنِ ورا ہیں آپ
موجِ طوفاں سے اس کو کیا غم ہو | جس کی کشتی کے ناخدا ہیں آپ
درد مندانِ معصیت کے لئے | قاسمِ نسخۂ شفا ہیں آپ
جب شفاعت سے ہوں نبی خاموش | جو کہے گا انالہا ہیں آپ
کیوں نہ امت ہو پیشوائے امم | سب رسولوں کے پیشوا ہیں آپ
کیوں نہ پائے وہ منزلِ مقصود | جس کے ہادی و رہنما ہیں آپ

ہے خدا کی طلب اگر خاکی
جلوۂ حق کا آئینہ ہیں آپ

❁

للہ الحمد ہوئے نورِ مجسّم مبعوث | بارک اللہ ہوئے رحمتِ عالم مبعوث
مرحبا گوہرِ مقصودِ خلائق چمکا | ہوگئے صاحبِ سجّادۂ آدم مبعوث
شکر صد شکر کہ گلزار ہوا فرش زمیں | کہ ہوئے مظہرِ فیّاضِ دو عالم مبعوث
حرمِ پاک کی حرمت کو ملی آج عزّت | ہو گیا محرمِ احرامِ محرّم مبعوث
آمنہ خوابِ اماں کی ہو مبارک تعبیر | ہو گیا مژدہ دہِ عیسیٰ مریم مبعوث
مطلّبِ عیدِ مطالب ہو مبارک تم کو | جدّ اعلیٰ کا ہوا مطلبِ اعظم مبعوث
کیسی ظلمت کہ ہے ہر نور بھی اس سے کافور | عرش سے ہوگیا وہ نیّرِ اعظم مبعوث
ساتھ اللہ کے پڑھتے ہیں ملک صلّی اللہ | سارے عالم میں ہوا سب سے مکرّم مبعوث

آخرت والو پڑھو ان پہ درود اور سلام بن کے خاتم ہوئے وہ کل سے مقدّم معبوث
بیکسوں مفلسوں بیچاروں مبارک تم کو ہو گیا ناصرِ کل قاسم و ہمدم معبوث
قبروں سے کیوں نہیں جی اٹھتے ہو تم اے مردوں ہو گیا چارہ گر عیسیٰ مریم معبوث
ٹوٹ کر گرنے لگے خاک پہ تارے گویا چرخِ اطلس سے ہوا اخترِ عالم معبوث
سب براتی ہیں براتِ شبِ قدر آئی ہے قاب قوسین کے حلقہ پہ ہے خاتم معبوث
ہو بارک تمہیں اے تشنہ لبوں! شربتِ وصل ہو گیا جام بکف ساقیٔ اعظم معبوث

خاکی خستہ دل آ خستہ دلوں کے ہمراہ
لے شفا پڑھ کے درود ہوگیا مرہم معبوث

آئینہ حق ہے رخِ نیکوئے محمد ﷺ مضمون ہے قرآن کا سب خوئے محمد ﷺ
موسیٰ کا عصا ہے، یہ دو عالم کا سہارا ٥ قرآں کا الف ہے قدرِ دل جوئے محمد ﷺ
گھیرے ہوئے عالم کو ہے رحمت کا احاطہ اللہ غنی حلقۂ گیسوئے محمد ﷺ
دل کُھل گئے، گُل کِھل گئے زندہ ہوئے مردے لائی جو صبا خلد سے خوشبوئے محمد ﷺ
سجدے میں ہیں عبّاد، شہید ہوگئے عاشق ہے قبلۂ پا کاں خم ابروئے محمد ﷺ
قرآن کو پڑھ لیتے ہیں تفسیر سمجھ کر ایمان سے جو دیکھتے ہیں روئے محمد ﷺ

خاکی کو خدا خُلد میں دے جلوۂ وحدت
لگ جائے جو توفیق سے دل سوئے محمد ﷺ
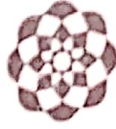
مالکِ ملکِ ذوالجلال صلّی علیٰ محمدٍ ﷺ
نورِ محیطِ ذوالجلال صلّی علیٰ محمدٍ ﷺ

خالقِ جملہ کائنات رازقِ صاحبِ حیات
واسعِ فضلِ بانوال صلّی علیٰ محمدٍ ﷺ

جانِ حزین وخستہ دل، عقل و دماغ مضمحل
چھوڑ کے غیر کا خیال صلّی علیٰ محمدٍ ﷺ

وردِ ملائکہ ہے یہ خُلقِ کریم بے نیاز
مخزنِ جودِ لازوال صلّی علیٰ محمدٍ ﷺ

ہجر میں کیوں ہے خستہ حال طالبِ وصلِ لایزال
پڑھ بزبانِ حال و قال، صلّی علیٰ محمدٍ ﷺ

رونقِ بوستاں ہے یہ زینتِ آسماں ہے یہ
جانِ جہان باکمال، صلّی علیٰ محمدٍ ﷺ

غم سے سے نجات چاہئے خاکیٔ مضطرب تجھے
کرتا ہے دور سب ملال، صلّی علیٰ محمدٍ ﷺ

جلوہ دکھا دو ایک بار ہوں میں نثار لاکھ بار
برق بنو تم ایک بار اور میں پھوار لاکھ بار

تخم کی طرح نیست ہوں لاؤں بہار لاکھ بار
کلمہ پڑھوں میں ایک بار تم کرو پیار لاکھ بار

ساغرِ چشمِ مست سے دیجئے بادۂ لطیف
ہوش بجا ہوں ایک بار آئے خمار لاکھ بار

آہ ہے کس سے ہم کلام سوز ہے وصل کا پیام
صدقہ اس اضطرب کے صبر و قرار لاکھ بار

ایک نگاہِ لطف کے سامنے رحمتِ خدا
ہیچ ہے میری معصیت میرا فرار لاکھ بار

اے لبِ چشمۂ حیات بخش وہ بادۂ سکوں
اس دلِ بیقرار کو آئے قرار لاکھ بار

اے گلِ گلشنِ خلیل تم سا نہ گل کھِلا کوئی
آنے کو یوں جہان میں آئی بہار لاکھ بار

گل میں ہے بوئے جانفزایوں کہ کھلی ہے ہر کلی | صلّی علیٰ محمدٍ ﷺ کر کے شمار لاکھ بار

ذوق سے جس نے ایک بار نغمہ نعت سن لیا | حورِ جناں سنائیں گی اس کو ملہار لاکھ بار

تم جو دکھا دو اک جھلک قبر ہو رشک آفتاب | فائدہ کیا کوئی جلائے شمعِ مزار لاکھ بار

سانس کو کرلیا شمار جس نے تمہارے ذکر سے | غم اسے کیا کہ آئے پھر روزِ شمار لاکھ بار

اپنی مہک سے کیجئے مست الست جان کو | سونگھ لئے ہیں گل عبیر مشکِ تتار لاکھ بار

لطف سے جان لیجئے جو دو کرم سے دیجئے | بدلے میں ایک جان کے جانیں ہزار لاکھ بار

قتل جسے نجات ہو، موت جسے حیات ہو | خوف سے اس کو کام کیا لائیے دار لاکھ بار

جب یہ خودی حجاب ہے شوق سے بہر کبریا | پیراہنِ وجود کے کیجئے تار لاکھ بار

غم سے نکال لیجئے مجھ کو بھی ناخدائے آل | لاکھوں کے بیڑے کردیئے آپ نے پار لاکھ بار

طیبہ کی بادِ مشکبار غنچۂ دل اگر کھلائے | طائرِ روح کیوں نہ ہو بلبلِ زار لاکھ بار

جس پہ کسی خمار میں سہل ہو بارِ ظلم وجہل | کیا اسے ڈرامین کا آئے جو بار لاکھ بار

رحمتِ کردگار ہو خاکی خاکسار پر
آپ کی راہِ پاک کا ہو جو غبار لاکھ بار

حق نے کیا انہیں حبیب حُسنِ خصال دیکھ کر | شیفتہ کیوں نہ ہو جہاں ان کا جمال دیکھ کر

تاب نہیں کریم کو صورتِ حال دیکھ کر | صبر گدا کو آئے کیوں بذلِ نوال دیکھ کر

شکوۂ ہجر ہے عبث شاہدِ حق ہے ہم نفس | تشنہ کو ضبط کیا مجال آبِ زُلال دیکھ کر

فخر ہے ان سے فرش کو رشک ہے جس پہ عرش کو
قربِ وصال دیکھ کر بعدِ کمال دیکھ کر

بھیجتے ہیں ملک تمام ان پہ درود اور سلام
رب کا یہ کام دیکھ کر ان کا جلال دیکھ کر

ہوگئے سارے انبیاء اُمتِ شاہِ دوسرا
سُن کے ودود سے ثناء جاہ وجلال دیکھ کر

سینۂ بدر چاک ہے چشمِ عدو میں خاک ہے
غیظ سے درد ناک ہے ان کا کمال دیکھ کر

سُن کے ہو جن کی پشت خم اُمتِ روسیاہ کا غم
ان کا قرار ہے محال رنج وملال دیکھ کر

مان گیا جہان سب ان کو امامِ عشقِ ربّ
سازِ اویس دیکھ کر سوزِ بلال دیکھ کر

کون کہے انہیں بشر، اپنی خودی میں ڈوب کر
چشمِ کثیف وخیرہ سے اپنی مثال دیکھ کر

صدقہ عروج پاک کے بن گیا نورِ پُر سرور
روزِ سیاہِ عاصیاں شامِ وصال دیکھ کر

سجدہ کریں انہیں شجر، اپنی خودی سے بے خبر
چشم سے چشم ساز کی حق کا جمال دیکھ کر

نزع کے وقت ہو اگر، خستہ جگر پہ اک نظر
عمر ابد کرے نثار، شمعِ جمال دیکھ کر

آیئے اے کرم میں طاق موت ہے ظلمتِ فراق
کشتۂ ہجر جی اٹھے شمعِ جمال دیکھ کر

قبر کی رات ہے کٹھن جلوہ بحقِ پنج تن
دور ہوں رنج اور ملال شمعِ جمال دیکھ کر

سُنکے صدائے نفخ صور زندہ ہوئے ذوی القبور
جاگ اٹھے شہیدِ عشق صبحِ وصال دیکھ کر

خاکی خستہ حال پر لطف وکرم کی اک نظر
اپنی سخا کو دیکھ کر اس کا مآل دیکھ کر

عدم سے وحدتِ موجود میں فنا ہوکر
وہ آئے کثرتِ مخلوق میں بقا ہوکر

حجابِ قدس میں تکمیلِ عشق فرمائی
حسین بن گئے مرآۃِ کبریا ہوکر

جہانِ عشق میں عشّاق کے امام ہوئے
فضائے حُسن میں محبوبِ کبریا ہوکر

ابوا البشر کو کیا تاج سے صفی اللہؑ
مدد کی نوحؑ کی کشتی میں ناخدا ہوکر

دکھاکے جلوے کمالِ نیاز مندی کے
فروغِ ناز ہوئے مظہرِ خدا ہوکر

دیا وہ فرش کو اپنے قدوم سے رتبہ
کہ جس پہ عرش کو ہے رشک نقشِ پا ہوکر

زمیں سے عبدیتِ کاملہ کی خلعت میں
گئے وہ عرش پہ مہمانِ کبریا ہوکر

کسی نبی سے مقدّم نہ خود کو فرمایا
عجیب شان ہے عالم کے پیشوا ہوکر

کمالِ صبر کا منظر دکھایا عالم کو
احد میں بدر میں مشہودِ کربلا ہوکر

سقر کو سرد کیا خلد کو کیا آباد
شفیعِ حشر، شہنشاہِ دوسرا ہوکر

گناہ گار بھی ان کے ہیں مصطفےٰ خاکی
کلامِ پاک پڑھو عبدِ مصطفےٰ ہوکر

رہے باطن میں تم رونق فضائے لامکاں ہوکر
ہوئے ظاہر بہارِ گلشنِ ہر دو جہاں ہوکر

تمہاری ذات والا میں ہوئی ظاہر نہاں ہوکر
بہارِ لامکانی زینتِ کون ومکاں ہوکر

مقدّس ہوگئے تقدیس سے رطب اللساں ہوکر
محمد ﷺ ہوگئے تم احمدِ شیریں زباں ہوکر

فضائے بزمِ امکاں کو بنا کر وادیٔ ایمن
ہوئے تم جلوہ گر نورِ زمیں و آسماں ہوکر

جما کر رنگِ ہستی عقل و حِس میں خود بخود حق نے
کمال اپنا دکھایا خاتمِ پیغمبراں ہوکر

خدا کی خاص رحمت نے کرشمہ اپنا دکھلایا
گنہگارانِ اُمت کو شفیعِ عاصیاں ہوکر

ازل سے جسکی قسمت میں ہے داغِ عشقِ آنحضرت
ابد تک خلد میں خاکی رہے گا گلستاں ہوکر

نہ بلبل سے چھٹے گلزار ہرگز
نہ مجھ سے کوچۂ دلدار ہر گز

بلائیں سیکڑوں دن رات آئیں
نہ عاشق ہو کبھی بیزار ہرگز

دکھا دے خواب میں ایسی تجلّی
نہ ہوں اس خواب سے بیدار ہرگز

سوا تیری طلب کے دو جہاں میں
نہ ہو مجھ کو کوئی بیگار ہر گز

چڑھا دے دار پر اقرار تیرا
نہ ہو پھر بھی مجھے انکار ہر گز

نہ آیا ہاشمی گلشن کی صورت
بہاروں پر کوئی گلزار ہرگز

ملے کیسی ہی رسوائی جہاں میں
نہ چھوٹے دامنِ مختار ہر گز

میں اپنے آپ کو خود بھول جاؤں
نہ بھولیں گے شہِ ابرار ہر گز

نہ ہو زاہد کو ساقی سے کوئی کام
نہ چھوڑیں گے کبھی مے خوار ہرگز

مٹوں بہہ جاؤں بحرِ بے خودی میں
خودی میں ہوں نہ میں سرشار ہرگز

نہ ہو کوئی کسی کا جب خریدار
نہ پھیکا ہو ترا بازار ہر گز

نہ آئے جب ہوا تیری گلی کی
نہیں ممکن کھلے گلزار ہرگز

نہ ہو خاکیؔ کا سر جب تیرے در پر
نہ ہو مقبول استغفار ہرگز

میں ہوں کون ان کے لیے میری گزارش کیا چیز
آگے خورشید کے ہے ذرّے کی تابش کیا چیز

بحرِ قلزم بھی نہ ہو جس کے لئے اک قطرہ
اس کے در پر ہے مرے اشکوں کی بارش کیا چیز

جس کی تعریف خدا وندِ دو عالم فرمائے
حق میں اس ذات کی ہے میری ستائش کیا چیز

لاکھ امت کی شفاعت کا ہے سہرا جس پر
واسطے اس کے ہے اک میری سفارش کیا چیز

جسکے دامن سے ہیں وابستہ مراداتِ جہاں
اسکے دربار میں ہے اک مری خواہش کیا چیز

زینتِ خلدِ بریں جس کے قدم پر ہے نثار
اس کی نظروں میں ہو فانی کی نمائش کیا چیز

سب پہ جب ان کا کرم آپ برستا ہے مدام
خاکیؔ تو کیا ہے تری عرضی و نالش کیا چیز

ہے یہاں جن کے لئے ختمِ نبوت مخصوص
ہے وہاں ان کے لئے مسندِ عزّت مخصوص

اُمتوں کیلئے بیشک ہیں نبی سارے امام
سب رسولوں کیلئے ان کی امامت مخصوص

سرخرد ہوں گے عدالت میں خدا کے مرسل
ہوگئی آپ کی امّت کی شہادت مخصوص

حشر میں جس سے لگی ہوں گی ہر اک کی آنکھیں
سر پہ دولہا کے ہے وہ تاجِ شفاعت مخصوص

دیکھ لو سُن لو، جو کچھ دیکھنا سننا ہو کلیم
ہے مگر اک کیلئے جلوۂ وحدت مخصوص

جس میں ہے ان کی ادا ہے وہی محبوبِ خدا
ذات سے آپ کی ہے حق کی محبت مخصوص

سلطنت ان کی ہے اٹھارہ ہزار عالم پر
دین و دنیا نہیں کچھ دوزخ و جنت مخصوص

عرشِ اعظم کو بھی درکار ہے ان کا سایہ
عام ہے ان کا کرم اور نہیں رحمت مخصوص

کیوں نہ ہو خاکی ناچیز کو امیدِ نجات
کہ نہیں رحمتِ حق ان کی شفاعت مخصوص

نورِ پاکِ مصطفٰی ہے دونوں عالم کو محیط
جلوہ فرما فرش پر اور عرشِ اعظم کو محیط

یوں تو ہے رحمت وجودِ ہر نبی اک وقت میں
ان کی رحمت ہے مگر ہر وقت عالم کو محیط

گرچہ اس عالم میں بیشک ابنِ آدم آپ ہیں
اصل پاک ان کی مگر ہے ذاتِ آدم کو محیط

چونکہ تھی تبلیغ واسع ان کی خلعت کے لئے
لاجرم ہوگی شفاعت عام عالم کو محیط

پاک کردے بارشِ رحمت سے اے ابرِ کرم
زنگِ عصیاں ہوگیا ہے قلبِ پُرغم کو محیط

اصلِ عالم واقعی فرعِ وجودِ پاک ہے
جیسے ہے نورِ احد نورِ مجسم کو محیط

گوہرِ مقصود اے خاکی اگر درکار ہے
اشک کے قطروں سے رکھ تو چشمِ پُرنم کو محیط

جانِ مسیح دیکھ لو بیمار کی طرف
آنکھیں لگی ہیں وعدۂ دیدار کی طرف

اے قدسیو! درود کے ہمراہ مجھ کو بھی
للہ لے چلو شہِ ابرار کی طرف

کوئی نہیں کسی کا مگر اے شفیعِ حشر
اک ذات آپ کی ہے گنہ گار کی طرف

اچھوں کو اچھے لے گئے بازارِ حشر سے
میں تک رہا ہوں اپنے خریدار کی طرف

تن کے قفس میں بلبلِ جاں بیقرار ہے
اُڑ جانے دو مدینہ کے گلزار کی طرف

مضطر ہوں قیدِ نفس میں آہ و فغاں کیساتھ
رحمت کی اک نظر ہو گرفتار کی طرف

بارِ گنہ سے پل پہ قدم ڈگمگاتے ہیں
مڑ مڑ کے دیکھتا ہوں مددگار کی طرف

دردِ گناہ سے دلمیں قیامت کی ہے چمک
دل کے طبیب آؤ دلِ افگار کی طرف

اے ظلمتِ لحد مجھے وحشت زدہ نہ کر
رُخ ہے سراجِ رب کا سیہ کار کی طرف

حسرت کا دن ہے تم ہو سخی میں ہوں خالی ہاتھ
بخشش کا اک اشارہ ہو نادار کی طرف

یارب ہو حشر خاکی عاصی کا روزِ نشر
دامانِ پاک احمدِ ﷺ مختار کی طرف

اے نورِ احد تم کو جگت راج مبارک
کونین کی شاہی کا تمھیں تاج مبارک

والشّمس سے رخسار پہ حٰم کے گیسو
والّیل کا حلقہ مہِ وہّاج مبارک

دو ابروئیں ہیں چاند دو عیدوں کے درخشاں
پیشانی پہ پھر اخترِ وہّاج مبارک

بینی میں سراج مۂ عرفاں ہے چمکتا
اُمت کے لئے مشعلِ منہاج مبارک

ہیں لوح و قلم صدرِ مبارک میں امانت
اس صادصفا کا تمہیں اِدراج مبارک

ہاں نرگسِ مستانہ میں مازاغ کا سُرمہ
دیدارِ الٰہی شبِ معراج مبارک

ہے برقِ تجلّی سے بُراق آپ کا نوری
ساتھ اس کے فرشتوں کی ہوں افواج مبارک

اٹھتی ہیں تمہارے لئے دریائے کرم میں
اللہ کے افضال کی امواج مبارک

گاتی ہیں یہ حوریں شبِ اسریٰ میں ترانہ
اے ہاشمی دولہا تمہیں معراج مبارک

کہنے لگے سب مسجدِ اقصیٰ کے براتی
مسجودِ ملائک کی تمہیں لاج مبارک

کرتے تھے کلام عزّتِ آدم میں جو کل خود
کہتے ہیں وہ عزّت ہو تمہیں آج مبارک

اسرارِ عجائب، ملکوتی، جبروتی
لاہوت تک اے رہبرِ حجّاج مبارک

خاکی سے خدائی سے خداوندِ جہاں سے
معہ آل درودوں کا تمہیں باج مبارک

ایک ہی نورِ مصطفٰے کی ہے چمک الگ الگ
شمع کی آئینوں میں ہو جیسے جھلک الگ الگ

ہفت زمیں پہ جب ہوئی نیّرِ حق کی روشنی
اس کا طواف کرتے ہیں ساتوں فلک الگ الگ

آنِ جلالِ آفتاب، شانِ جمالِ ماہتاب
جلوے ہیں اک شمس کے گرم و خنک الگ الگ

لیل ہے گیسوئے، دراز روز ہے عکسِ روئے ناز
جلوے ہیں اک شمس کے گرم و خنک الگ الگ

برقِ لطیف بن گئی ان کی تبسّمی ادا
کالی گھٹا میں بار بار کیا ہے جھمک الگ الگ

بادِ صبا نے چوم کر گیسوئے مشکبار کو
بخشی ہر ایک پھول کو انکی مہک الگ الگ

برقِ نسیم سے ملا غنچوں کو کیا پیامِ وصل
ہنس کے دکھا رہے ہیں سب اپنی بھڑک الگ الگ

شاہ و گدا جہان کے پاتے ہیں انکے خوان سے
جاہ ولقب جدا جدا نان ونمک الگ الگ

قبر میں کیا حیات میں حشر میں کیا صراط پر
ہوتی ہے سب کی دستگیر انکی کمک الگ الگ

ہالہ کیطرف گرد ہو رحمتِ حق کی دے خبر
مٹ گئی آفتاب سے رہ کے دھنک الگ الگ

سینے میں ان کا عکس لے رنگ لطائفی ملے
لیتی ہے رنگ شمس سے جیسے دھنک الگ الگ

عارضی رنگ پر نہ پھول چشمۂ حُسن کو نہ بھول
دیتی ہے مٹ کے اشتہار جیسے دھنک الگ الگ

پڑھتے ہیں روز و شب مدام ان پہ درود اور سلام
شمس و قمر شجر ہجر، انس ملک الگ الگ

انکے پیامِ وصل سے غنچۂ دل کھِلا مگر
خار گنہ کی پتّیوں میں ہے کھٹک الگ الگ

انکے عدو سے بغض ہے خاکی محبّ سے حُب ہمیں
سب کا ہے مختلف مقام اور سڑک الگ الگ
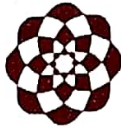
بہارِ گل، گُلِ گلزار، گلزارِ جہاں ہو تم
ظہورِ کنزِ مخفی صدرِ بزمِ کُن فکاں ہو تم

بدن میں جاں ہو جان میں حِس ہو حِس میں پھر خرد ہو تم
خرد میں جلوہ گر نورِ زمیں و آسماں ہو تم

میرے سینہ میں دل ہو، دل میں سرِ سر میں انا واحد
انا واحد کا عکسِ اوّلیں اے جانِ جاں ہو تم

نہالِ گلشنِ ہستی کے ہو تخم و ثمر یعنی
ہوالاوّل ہو الآخر کی شرحِ بیگماں ہو تم

حبیبِ حق امامِ المرسلیں فخرِ بنی آدم
بوقتِ یاس محشر میں شفیعِ عاصیاں ہو تم

زمیں پر آسماں پر زندگی میں بعد مرنے کے
محمد احمد و ہادی رفیقِ مہرباں ہو تم

لوائے حمد کے دولہا عروسِ قربِ اوادنیٰ
بشیر و مرسل و داعی نذیرِ انس و جاں ہو تم

نظر میں عقل میں دونوں سے پنہاں دین و دنیا میں
عیاں ہو تم، نہاں ہو تم، وہاں ہو تم یہاں ہو تم

غلامی پر تمہاری ناز ہے خوبانِ عالم کو
کہ محبوبِ خدا سلطانِ خوبانِ جہاں ہو تم

تمہارے عشق کا بیمار عالم کا مسیحا ہے
امامِ ابنِ مریم خضر کی روحِ رواں ہو تم

اگر خاکی کو حضرت میں تمہاری باریابی ہو
تو پہنچے آسماں پر قاسمِ باغِ جناں ہو تم

مشرف بحمدِ خدا ہو گئے ہم
محمد ﷺ کے جلوہ نما ہو گئے ہم

غلامِ نبی مصطفٰے ﷺ ہوگئے ہم
تو سلطانِ ارض و سما ہوگئے ہم

جو عشقِ نبی میں فنا ہوگئے ہم
بہ انعامِ حق با خدا ہوگئے ہم

جو خاکِ رہِ مصطفٰے ہو گئے ہم
تو سرتاجِ شاہ وگدا ہو گئے ہم

نبی کی اطاعت سے کیا ہوگئے ہم
ابد تک مع الانبیاء ہو گئے ہم

یہ ہے پرتوے آفتابِ رسالت
نجومِ سمائے ہدیٰ ہوگئے ہم

کبھی بحرِ رحمت کی موج کرم سے
سفینہ بنے ناخدا ہوگئے ہم

کہیں رحمتِ حق کی موج کرم سے
گل گلشنِ پُر فضا ہوگئے ہم

عجب صدقہ ہے سید الانبیاء کا کہ تھے مقتدی مقتدا ہوگئے ہم
اگر اتباعِ نبی کی سند ہے یقیناً حبیبِ خدا ہوگئے ہم
زہے مصطفائی نبی مصطفٰے کی کہ قرآن میں مصطفٰی ہوگئے ہم
سراجاً منیرا کا عکسِ تجلّی منوّر ہوئے پُر ضیاء ہوگئے ہم
عدالت میں حق کی رسولوں کے شاہد قسم ربّ کی روزِ جزا ہوگئے ہم
فرشتوں نے کی ہے ہماری حمایت جو منصورِ رب العلاء ہوگئے ہم
ہوئے فارس و روم خادم ہمارے جو خدمت میں اہلِ وفا ہوگئے ہم
مصلّی ہے رب معہ فرشتوں کے ہم پر درودوں میں ایسے فنا ہوگئے ہم

کہا روح نے قلبِ خاکی سے مل کر
کہ مسندِ نشین دنا ہوگئے ہم

نورِ مجسم نیّرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم رہبرِ اعظم سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
سرورِ دنیا، شافعِ عقبٰی مہبطِ یٰسین شاہدِ طٰہٰ صاحبِ اسریٰ احد کے محرم صلی اللہ علیہ وسلم
شمعِ کلیمی جانِ مسیحا و اصلِ قربِ اوادنیٰ حاملِ کفشِ تو عرشِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
پردۂ عظمت حق کے مرحب رتبۂ محبوبی سے مقرّب فخرِ خلیل شافعِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
جلوۂ قدرت آیۂ رحمت، شافعِ امت سایۂ وحدت شمعِ ہدایت حاکمِ محکم، صلی اللہ علیہ وسلم
گو وہ ظاہر میں ہیں حادث باطن میں ہیں کُل کے باعث نورِ نبی عالم سے مقدّم صلی اللہ علیہ وسلم

اوّل مسلم، اوّل عابد، اوّل مومن، اوّل ساجد
اتقیٰ اعلم ورعِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

لائق، فائق، ناطق عاشق شائق سائق عائق بارق
اولیٰ مولیٰ اشرف اقدمِ صلی اللہ علیہ وسلم

بگڑے کام بنانے والے ڈوبتی کشتی ترانے والے
زخمِ جگر کے شافی مرہم، صلی اللہ علیہ وسلم

تشنہ لبوں کو ساغرِ کوثر، عطا کریں گے یومِ محشر
مٹینے والے امّت کے غم، صلی اللہ علیہ وسلم

عام ہے رحمت خلقِ خدا پر سرورِ دیں کی بحکمِ داور
رحمت کے دریائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

چشمِ مبارک سے وہ دیکھا جو نہ کسی کے فہم میں آیا
یعنی جلوۂ ربِ اکرم، صلی اللہ علیہ وسلم

گل میں ان کا رنگ و بو ہے چرچا انکا چاروں سو ہے
جگمگ انکے نور سے عالم، صلی اللہ علیہ وسلم

قبر میں جلوہ دکھانے والے سوئے ہوؤنکو جگانے والے
کھانے والے اوروں کا غم، صلی اللہ علیہ وسلم

روتے ہوؤں کو ہنسانے والے مژدۂ خلد سنانے والے
رکھ کر آنکھیں اپنی پُر نم، صلی اللہ علیہ وسلم

طیّب طاہر قاسم ہیں وہ دینِ حنیف کے ناظم ہیں وہ
ان کو ملا قرآنِ محکم صلی اللہ علیہ وسلم

مشک و گلاب پسینہ ان کا خطۂ خلد مدینہ ان کا
روضہ ان کا عرشِ سے اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

سونا ان کا رب کی لقا ہے کھانا ان کا ذکر و بقا ہے
قال سقانی الرب و اطعم صلی اللہ علیہ وسلم

بارشِ رحمت کام ہے انکا ساغرِ وحدت جام ہے انکا
ساقیٔ کوثر، اسمِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

وعدۂ جنت اس کیلئے ہے انکی شفاعت سب کیلئے ہے
وردِ زباں ہو جس کے پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

آلِ عبا کو شامل کر کر ورد کیا کر خاکی اکثر
علیٰ نبی اللہ الاکرم، صلی اللہ علیہ وسلم

صدرِ ایوانِ رسالت رحمتہ اللعالمیں
خاتمِ قصرِ نبوت رحمتہ اللعالمیں

مظہرِ ذاتِ احد محبوبِ اللہ الصمد
ثمرۂ گلزارِ خلقت رحمتہ اللعالمیں

صاحبِ معراج و منہاجِ صراطِ مستقیم
ہادیٔ راہِ حقیقت رحمتہ اللعالمیں

شاہد و داعی بشیر و منذر و نورِ منیر
مطلعِ اوجِ خلافت رحمتہ اللعالمیں

عالِمِ ماکان و مایکوں بتعلیم العلیم
آفتابِ نورِ وحدت رحمتہ اللعالمیں

مالکِ کوثر شفیعِ عاصیاں خیر الوریٰ
آپ کی ہے عام دعوت، رحمتہ اللعالمیں

تو حبیبِ حق ہوا، محبوبِ رب وہ ہوگیا
جس نے کی تیری اطاعت رحمتہ اللعالمیں

تیری امت انبیاء کے ساتھ محشر میں ہوئی
تیری طاعت کی بدولت رحمتہ اللعالمیں

کیوں نہ ہو تیرے غلاموں کو سلاطیں پر شرف
جبکہ وہ ہیں خیرِ امت رحمتہ اللعالمیں

ہوں ضعیف و ناتواں بارِ گنہ ہے بس گراں
چاہیے تیری شفاعت رحمتہ اللعالمیں

نفسِ شیطان نے مچایا ہے بہت شور و شغف
کیجئے میری حمایت رحمتہ اللعالمیں

کعبہ دل میں ہزاروں بت ہیں ان کو توڑ دے
پڑھ کے جاء الحق کی آیت، رحمتہ اللعالمیں

ہجر کی دوری ہے خاکی کیلئے نارِ جحیم
کیجئے اس دوزخ کو جنت رحمتہ اللعالمیں

سربستہ راز وا ہے ہر غنچہ و کلی میں
توحید لب کشا ہے ذکرِ خفی جلی میں

یہ کہہ رہا ہے عشقِ جاناں نہاں کلی میں
بوئے قمیصِ یوسف آقصرِ مخملی میں

برقِ نسیم سے ہے پیغام حسنِ فطرت
اہلِ نظر کہاں ہیں کھلتا ہوں میں کلی میں

شمس و قمر کواکب شمع و گل و ثواقب
کس کو منا رہے ہیں ہر دم کی بے کلی میں

ڈھونڈا کسی نے تجھ کو ہستی سے نیستی تک
غافل ہے تجھ سے کوئی رہ کر تری گلی میں

اک شانِ بے نیازی، اک شانِ دلبری ہے
بوجہل میں نمایاں جلوہ نما علی میں

بے ذوق راحتیں تھیں، اے عشق تجھ سے پہلے
جب سے کرم ہے، تیرا لذّت ہے بے کلی میں

اک راہِ دوست میں ہے اک اس سے مل گیا ہے
یہ فرق ہے مسلّم مجنون میں اور ولی میں

موم و فتیلہ آتش باہم جو ایک ہوتے
شب شمع کی نہ کٹتی اس درجہ بے کلی میں

حیران پیچ گیسو پر شمع رُخ چمک جا
تاریک رہ نہ جائے ذرّہ تری گلی میں

یہ ہے گمشدن کا مسلک کہا اہدنا بنی نے
تیری گلی کا رستہ پوچھا تیری گلی میں

ازوَدّتُ انبساطا قُلّت اہدنا الصّرا طا
تیری گلی کا رستہ پوچھا تری گلی میں

زاہد نہ کر ملامت مجرم ہوں میں اسی کا
ظاہر ہے جس کا جلوہ ہر شے بری بھلی ہے میں

محشر میں مصر سے آ پھر دیکھ اے زلیخا
یوسف سے کس قدر ہیں احمد کی اردلی میں

اے امرِ رب نہ جائے خاکی کی خاک ضائع
ہر ذرّہ ذرّہ پہنچے دلدار کی گلی میں

توحید رونما ہے روئے محمدی ﷺ میں
معبود جلوہ گر ہے لمبوس بندگی میں

مردے زمیں سے نکلے اعجازِ عیسوی میں
آئے فلک سے عیسیٰ خود دورِ احمدی ﷺ میں

دریائے نیل میں تھی راہِ کلیمِ یزداں
افلاک نقشِ پا ہیں محبوب کی گلی میں

سنتے ہیں جامِ جم تھا دارِ فنا کا نقشہ
عین البقا کا چشمہ ہے جامِ احمدی میں

طالع اگر نہ ہوتا خورشیدِ نورِ احمد ﷺ
عالم کہاں سے آتا ہستی کی روشنی میں

چشمے ابل رہے ہیں رحمت کے گھائیوں سے
آبِ حیات عالم ہے مشتِ احمدی ﷺ میں

تحت الثریٰ سے لے کر ہے عرش تک معطّر
کیا گُل کھِلا ہے یکتا گلزارِ ہاشمی میں

سجدہ کناں شجر ہے، تسلیم میں حجر ہے
شقِ سینۂ قمر ہے شرحِ محمدی ﷺ میں

تم افتخارِ آدم ہو فخرِ ہر دوعالم
تم رحمتِ مجسّم ہو خلقِ ایزدی میں

قربت سے تیری پائی وہ زندگی ستوں نے
جو چاہتے تھے مرسل خود اپنی زندگی میں

کیا خوش نصیب ہے وہ جس نے تجھے ہنسایا
ملکِ رضائے مولا پایا تیری خوشی میں

امّت کے عاصیوں کو گلزارِ خلد بخشا
دُرہائے اشک دے کر درگاہِ ایزدی میں

پا کر شہودِ محرم کہتے ہیں شاد و خرّم
تیری گلی کا رستہ پوچھا تری گلی میں

تو مظہرِ خدا ہے ظاہر ہے تیرا جلوہ
صدّیقؓ میں عمرؓ میں عثمانؓ میں علیؓ میں

کشتی بنا کے آلِ اطہر کو تو نے مولا
پہونچا دیا غلاموں کو خلدِ ایزدی میں

عشقِ حبیب دیکر صدقہ میں صادقوں کے
خاکی کو یاالٰہی رکھ اپنی بندگی میں

غلامِ نرگسِ مخمورِ مصطفٰے ہوں میں
خیال بادۂ دارین سے رہا ہوں میں

اسیرِ پنجۂ عشقِ شہِ ہُدیٰ ہوں میں
تو دو جہان کی قیدوں سے بس رہا ہوں میں

جو عشقِ نورِ الٰہی میں مبتلا ہوں میں
تو صاف آئینۂ جلوۂ خدا ہوں میں

اگرچہ فسق و معاصی میں مبتلا ہوں میں
لقب میں حلقہ بگوشانِ مصطفٰی ہوں میں

اگرچہ توشہِ اعمال کچھ بھی پاس نہیں
مگر کریم کی درگاہ کا گدا ہوں میں

اگرچہ نامۂ اعمال ہے مرا پُر عیب
کسی کی کملی سے لپٹا ہوا سنا ہوں میں

کہا بوقتِ شفاعت ہر اک نے لَستُ لہا
لبوں سے کس کے یہ نکلا انالا ہوں میں

خدا کے نور سے پوچھا وجودِ عالم نے
میں کیا ہوں کیا ہے مری ابتدا کہاں ہوں میں

کہا یہ نطقِ الٰہی نے برسرِ منبر
شفیعِ روزِ جزا حاملِ لواء ہوں میں

کہاں ہے مدعیٔ ہمسری اخوالشیطاں
حبیبِ حق کا ہوں، سلطانِ انبیاء ہوں میں

کلیمِ حق سے یہ کہتی تھی دعوتِ معراج
نہ سن مجھے کہ بہت دور کی صدا ہوں میں

یہ صلبِ سام ہے آتی تھی نوح کو آواز
ہراس کیا تری کشتی کا ناخدا ہوں میں

خلیل سنتے تھے آتش کدہ میں نغمۂ نعت
نسیمِ گلشنِ فردوس جاں فزا ہوں میں

خطابِ رفعتِ عیسٰی کو چرخ پر پہنچا
شبِ عروس میں لو عازمِ دنیٰ ہوں میں

یہ خاک بھی مری خاکی ہو کوئی چیز اگر
نشانِ پائے سگِ کوئے مصطفٰے ہوں میں

عشقِ نبی نے کافر مومن بنا دیئے ہیں
ایمان نے سقر کے شعلے بجھا دیئے ہیں

نورِ محمدی ﷺ نے جگ جگمگا دیئے ہیں
توحید حق کے جلوے سب کو دکھا دیئے ہیں

اللہ رے تجلّی رخسارِ احمدی ﷺ کی
شمس و قمر ستارے سب جگمگا دیئے ہیں

مشک و گلاب و عنبر کافور و عطر و صندل
خوشبوئے مصطفیٰ نے اک اک بسا دیئے ہیں

ان کی نگاہِ رحمت نے اک نظر میں عاصی
ہنستے رولا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

اللہ رے غلامی سردارِ دو جہاں کی
محشر میں انبیاء سے کاندھے ملا دیئے ہیں

ان کے گدا کے قدموں کے نیچے قدسیوں نے
دونوں جہاں کے رستوں میں پر بچھا دیئے ہیں

انکے کرم کا ادنیٰ سا اک کرشمہ یہ ہے
منگتے فقیر دم میں سلطان بنا دیئے ہیں

مردوں کا زندہ کرنا کیا شے ہے ان کے آگے
جس نے شجر حجر سے کلمے پڑھا دیئے ہیں

الفت کا داغ دے کر سینے میں عاشقوں کے
فردوس کے بغیچے لاکھوں کھلا دیئے ہیں

حمدِ خدا کا جھنڈا لے کر بروزِ محشر
توحید والے مجرم سب بخشوا دیئے ہیں

معمور کیا کیا ہے عرشِ مقامِ محمود ﷺ
محبوبِ خدا کے بنہر دکھا دیئے ہیں

اللہ رے تحمل مظلومِ کربلا کا
جنّت کے راستے سے، کانٹے ہٹا دیئے ہیں

کشتی بنا کے آلِ اطہر کی تو نے مولا
سب ڈوبتے اچھلتے عاصی ترا دیئے ہیں

نورِ محمدی ﷺ نے اصحاب میں چمک کر
سب گمراہانِ امّت رہ پر لگا دیئے ہیں

خاکی کو مرحمت ہو جامِ شرابِ وحدت
رحمت نے تیری ساقی دریا بہا دیئے ہیں

سماجائے جمالِ احمدِ مختار آنکھوں میں　　الٰہی دے وہ ذوقِ لذّتِ دیدار آنکھوں میں

نہ ہو کیوں کیف عالم گیر پُرانوار آنکھوں میں　　کہ ہے حسنِ ازل بے کیف کا دیدار آنکھوں میں

فاوحیٰ کان میں ہے جلوۂ غفار آنکھوں میں　　فترضیٰ نے کھلایا گلشنِ اسرار آنکھوں میں

گنہ گاروں پہ یہ شفقت کہ ان کی پاک ابرو پر　　گرہ پڑنے سے پہلے آرہا ہے پیار آنکھوں میں

رفعنا تاج سر، سینے میں مصباحِ الم نشرح　　فتحنا کی حکومت اشکِ استغفار آنکھوں میں

زلیخا دیکھ یوسف کو مقابل لا کے احمد ﷺ کے　　ادا کن دو میں یکتائی کی ہے ان چار آنکھوں میں

عجب کیا ساقیٔ کوثر کی شاہانہ نگاہوں سے　　وہ میرے دل میں ہوں میں انکی ان سرشار آنکھوں میں

نہ ہو کیوں موت کی شمشیر سے دن عید کا مجھ کو　　چمکتا ہے ہلالِ ابروئے مختار آنکھوں میں

ہزاروں بار صدقہ جاؤں تیرے پائے نازک کے　　جمالِ نورِ جاں افروز آ اک بار آنکھوں میں

مریضِ ہجر کو دیجئے لبِ جاں بخش سے قوّت　　نہیں ہے طاقتِ دیدار بھی بیمار آنکھوں میں

سلائی سرمۂ مازاغ کی اللہ سے پائی　　رکھا طیبہ سے جس نے چُن کے کوئی خار آنکھوں میں

شفاعت پر بھروسہ مغفرت پر ناز ہے یارب　　نہ ہو افسوس و حسرت حشر کا بازار آنکھوں میں

الٰہی عمر بھر کی نیند کا اک شب ہو کفّارہ　　کہ آئے خواب میں وہ دولتِ بیدار آنکھوں میں

نہیں آغوشِ رحمت کیلئے خاکی یہ کچھ مشکل
کہ بن کر دستگیر آئے مری خونباز آنکھوں میں
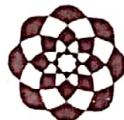
دین و دنیا دونوں ہیں دستِ شہِ لولاک میں
طالبوں آؤ حضورِ بارگاہِ پاک میں

ہے زمیں ان کے قدومِ پاک سے خُلدِ بریں
اور جلوے ہیں درخشاں ان کے ہفت افلاک میں

ان کی فیّاضی سے ہے مسرور ہر اہلِ دول
ہے بشارت ان کی ہر اک خانۂ غم ناک میں

ان کی خوشبو سے معطر ہیں محبّوں کے دماغ
غنچۂ دل کِھل رہا ہے سینۂ صدچاک میں

دے دیا ہے جس کو اطمینان اس کے لطف نے
ہے چمن فردوس کا اسکے دِلِ بیباک میں

جس کو خالق نے بنایا مظہر اپنی ذات کا
کیسے آئے کہنہ اس کی عقل کے ادراک میں

پہنچی نسیمِ احمدی ﷺ گلشنِ کائنات میں
پھونک دی روحِ نو بہار لطف کی شش جہات میں

جس کا نہیں کوئی شریک مرتبۂ صفات میں
طائرِ عقل کو عروج کیسے ہو اس کی ذات میں

آٹھ ہزار سال تک لاکھ نبی نہ کر سکے
کر کے دکھا دیا وہ کام آپ نے ایک رات میں

موت میں دیدیا وہ ذوق ساغرِ چشمِ لطف سے
جو نہ ملا تھا خضر کے میکدۂ حیات میں

طور پہ لن ترانیاں سنتے ہو اے کلیمِ حق
دیکھو مدینہ غرق ہے حق کی تجلّیات میں

جن کے لبوں پہ ہے رواں چشمۂ آبِ زندگی
ان کی ادا پہ مرتے ہیں جیتے ہیں انکی بات میں

چشمِ یقیں سے دیکھ لو جلوۂ واجبِ قدیم
صبح سراجِ والضحٰی پھیلی ہے ممکنات میں

پیشِ نظر جمال ہو کیف سے بے نیاز کا
بخشے ُساقیٔ طہور کیف وہ کیفیات میں

خاکی پہ لطفِ عام کی ایک نظر ہو خاصِ حق
عمرِ عزیز کی تمام اس نے تو لغویات میں

غلامِ نرگسِ مسکیں نواز ہم بھی ہیں
گدائے حضرتِ شاہِ حجاز ہم بھی ہیں

ہمارے ہاتھ میں ہے محوِ ناز کا دامن
قبولِ خاطرِ اہلِ نیاز ہم بھی ہیں

اگرچہ بیکس و بے بس ہیں غم نہیں رکھتے
کہ شانِ جلوۂ بیکس نواز ہم بھی ہیں

اگر نصیب ہو دیدارِ صاحبِ معراج
تو جانیں ہم بھی کہ ہاں بانماز ہم بھی ہیں

عطا ہو اپنی محبت کا جام صدقۂ آل
اسیرِ حلقۂ زلفِ دراز ہم بھی ہیں

کروڑوں بگڑے ہوئے آپ نے بنائے ہیں
فقیر آپ کے اے کار ساز ہم بھی ہیں

ملے جو نقشِ قدم ان کا سر جھکانے کو
تو جب کہیں گے کہ اب سرفراز ہم بھی ہیں

بحقِ نسبت خالق نظر ہو ہم پر بھی
کہ نقشِ قدرتِ صورت طراز ہم بھی ہیں

درود پڑھتے میں خاکی کے دل نے کی یہ دعا
کہ آؤ جلوۂ آئینہ ساز ہم بھی ہیں

دکھا دو جلوۂ حق خواستگار ہم بھی ہیں
سنا دو مژدۂ ربّ بیقرار ہم بھی ہیں

جو آستانۂ مولا پہ موت آجائے
تو کس مزے سے کہیں جاں نثار ہم بھی ہیں

سنگھادو زلفِ معنبر کی جانفزا خوشبو
قتیلِ تیغِ غمِ روزگار ہم بھی ہیں

ہے مغفرت کا شفاعت پہ حشر میں وہ پیار
کہ نیک کہتے ہیں تقصیر وار ہم بھی ہیں

کرم تمہارا ہے گھیرے ہوئے دو عالم کو
جہاں میں رحمتِ پروردگار ہم بھی ہیں

ادھر بھی ڈالدو حسنینِ پاک کا صدقہ
سگانِ آل کے پس خوردہ خوار ہم بھی ہیں

ہمیں بھی وقتِ شفاعت کے یاد فرمانا
تمہارے ذکر میں لیل و نہار ہم بھی ہیں

جو پل صراط پہ ہم عاجزوں کو دیکھ لو تم
تو اک اشارے میں دوزخ کے پار ہم بھی ہیں

گناہ گاروں کو دوزخ سے پھیر کر یہ کہا
شفیعِ حشر نے بااختیار ہم بھی ہیں

جلادو پردۂ غفلت، دکھا کے برقِ جمال
کلیم عرش تغافل شعار ہم بھی ہیں

ترے غلاموں کی توبہ پہ کہتا ہے غفّار
جو تم ہو عاصی تو آمرزگار ہم بھی ہیں

نہیں نصاب میں فردوسیوں کے عفو میں لو
شمار میں نہ سہی بے شمار ہم بھی ہیں

خدا کے واسطے پردہ اٹھا دو محمل سے
تمہاری راہ میں ناقہ سوار ہم بھی ہیں

چھپا لو دامنِ رحمت میں گُل بنا کے ہمیں
کہ چشمِ دشمنِ ایماں میں خار ہم بھی ہیں

ہماری قبر کی وحشت کو حکم دیدیجئے
کہ آفتابِ درونِ مزار ہم بھی ہیں

عطا ہو خاکِ کفِ نعلِ پاک کا سرمہ
کسی کی دید کے امیدوار ہم بھی ہیں

جنہوں نے آنکھ سے دیکھا ہے تجھ کو جانِ جہاں
وہی نہیں ہیں ترے انتظار ہم بھی ہیں

کسی کو زہد و عبادت پہ ناز ہو لیکن
فقیر، آپ کے، امیدوار ہم بھی ہیں

چمک تو ذرّۂ خاکی میں بھی سراجِ منیر
کہ تیرے سایہ میں اک خاکسار ہم بھی ہیں

مزین ان کی جھلک سے فلک نہیں کہ نہیں
منور ان کی جھمک سے سمک نہیں کہ نہیں

انہیں کے دامنِ رحمت کا ہے صبا جھونکا
معطر ان کے عرق سے مہک نہیں کہ نہیں

یہاں کسی کو نہو ان کی جستجو لیکن
وہاں تو ان کی طرف اک پلک نہیں کہ نہیں

انہیں کے لب سے ہے آبِ حیات شیرینی
لذیز ان سے کوئی بھی نمک نہیں کہ نہیں

امام ہیں وہ تمام انبیائے عالم کے
مقدّس ان کی نظر سے ملک نہیں کہ نہیں

کوئی ادا نہیں ان کی نہ ہو جو حق کو پسند
مدد میں ان کی خدائی کمک نہیں کہ نہیں

وہ ہر حسیں میں درخشاں ہیں جیسے ہالہ میں ماہ
انہیں کے ابرو کا خاکہ دھنک نہیں کہ نہیں

نکال دیجئے پھانس اپنے ہجر کی دل سے
کہ جیسے سینے میں کوئی کھٹک نہیں کہ نہیں

بس ایک آپ کا رستہ ہے حق سے ملنے کا
وگر نہ راہِ جہنّم سڑک نہیں کہ نہیں

فراق سوزِ جگر ، دید آنکھ کی ٹھنڈک
تمہارے ہاتھ میں گرم وخنک نہیں کہ نہیں

حجابِ ہجر میں خاکی وجود ہے تیرا
ملیں حضور ﷺ تو پھر کچھ بھی شک نہیں کہ نہیں

کیسی بیہوشی ہے جس سے میں سراپا ہوش ہوں
عقلِ کل ساقی کی چشمِ مست سے مے نوش ہوں

بولا موسیٰ سے تجلّی تاب ہو تو دیکھ لے
ہے کہیں آغوش میں تو زینتِ آغوش ہوں

اللہ اللہ اُن کا اعجازِ تصور دیکھنا
ذرّہ ذرّہ ہے ثناء خواں اور میں خاموش ہوں

اے شرابِ بیخودی بھر جا خودی کے جام میں
تو تو میرا ہوش بن جا تجھ سے میں مدہوش ہوں

قلزمِ عرفاں سے وہ قطرہ پلا بحرِ وجود
دل کہے موجِ فنا سے میں بقا کا جوش ہوں

کہتی ہے مشتاق سے برقِ تجلّی کی جھلک
دیکھ چل کر کیا ہے پردہ کس سے میں روپوش ہوں

حق نے فرمایا نہ غم کر صاحبِ خلقِ عظیم
میں تیری اُمّت کے سب عیبوں کا پردہ پوش ہوں

کیوں نہ شفقت سے سنیں گے وہ مری عرضی تمام
جب میں ارشادات پر ان کے ہمہ تن گوش ہوں

بن کے خاکی خاک چھانوں جستجو میں آپ کی
میزباں تم ہو نبی میں خانما بردوش ہوں
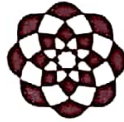
چمکتا ہے جو اختر سبز گنبد کے نظاروں میں
جھلکتا ہے وہی خورشید بن کر چاند تاروں میں

کھِلا جو ہاشمی گلزار کی رنگیں بہاروں میں
مہکتا ہے وہی خلدِ بریں کے لالہ زاروں میں

ملا خلقِ عظیم الشان جس کو تیس پاروں میں
اسی کا حسنِ عالمتاب ہے سب گل عذاروں میں

نہ ہوں کیوں مشکلیں دارین کی حل انکے صدقہ میں
مہ و خورشید بھی چلتے ہیں جب انکے اشاروں میں

یہ حکمت ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم نام رکھنے میں
کہ وہ سب سے پیارے ہیں خدا کے سب پیاروں میں

اگر چہ بزمِ عالم ہے رُخِ پُر نور سے روشن
مگر طالب کو وہ ملتے ہیں حق کے جاں نثاروں میں

نگاہِ لطف دیکھی جب سے انکی دل شکستوں میں
تمنّا ہے کہ خاکی بھی ہو انکے دل فگاروں میں

مظہرِ ذات سب آثارِ قدم تیرے ہیں
انبیاء حشر میں سب زیرِ علم تیرے ہیں

چشمِ ایماں میں ہے عرفان کا دفتر ہر شے
جس کے ہر صفحہ پر اوصاف رقم تیرے ہیں

نجم و شمس و قمر، افلاک و عناصر ارواح
ہفت اقلیم، عرب اور عجم تیرے ہیں

تیرے ہی بغض و عداوت سے ہے جنت دوزخ
یعنی اعراف و سقر باغِ ارم تیرے ہیں

ابنِ مریم کے لبوں نے جو جلائے مردے
اس مبارک لبِ اعجاز پہ دم تیرے ہیں

شرق اور غرب منوّر ہیں تیرے جلوے سے
ناز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم تیرے ہیں

بزمِ آفاق میں فطرت کا ترنم ہے یہی
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

رب تیرا رب کے چہیتے ترے لیکن آقا
عاصی کس منہ سے کریں عرض کہ ہم تیرے ہیں

جب نہ حامی ہوا خاکی کا کوئی محشر میں
ہنس کے فرمایا نہ رنجیدہ ہو ہم تیرے ہیں

دشتِ طیبہ میں ہوں یا گلشنِ فردوس میں ہوں
قاب قوسین کی آغوش سے اک قوس میں ہوں

مرحبا آتشِ نمرود میں توحیدِ خلیل
ہنس کے کہتا ہے ہر اک شعلہ کہ فردوس میں ہوں

سجدے میں وقتِ تجلّی کے یہ تھا ذوقِ کلیم
عید کے چاند سے اک قبلہ نما قوس میں ہوں

چشمِ مستِ شہِ کوثر کا ترانہ سنئے
جامِ لبریز ہوں میخانۂ فردوس میں ہوں

جلوۂ صاحبِ معراج کی رفعت پاکر
ہر نمازی نے کہا گلشنِ فردوس میں ہوں

قبرِ مومن سے صدا آتی ہے سُن لے کوئی
قسم اللہ کی باغیچۂ فردوس میں ہوں

عین مقتل میں یہ کہتا ہے شہیدِ مژگان
جسکے ناوک کا تھا مشتاق اسی قوس میں ہوں

رشتۂ عشقِ حقیقی ہے فقط اک تقویٰ
بس مسلمان ہوں میں اوس میں کیا دوس میں ہوں

تیرِ اسلام ہوں دشمن کی نظر میں خاکی
جو ہے اللہ کے ہاتھوں میں اسی قوس میں ہوں

سر کو طیبہ کے لئے پاؤں بنالوں تو چلوں
اشک سے بارشِ رحمت میں نہالوں تو چلوں

داغِ فرقت دلِ غمگیں سے مٹالوں تو چلوں
چشم کو شربتِ دیدار، پلالوں تو چلوں

دل کو عرفان کی تنویر سے مصباحِ ہدیٰ
راہبر جذبۂ صادق کو بنا لوں تو چلوں

باادب روضۂ اقدس پہ سلامی دے کر
اپنی فریاد شہِ دیں کو سنالوں تو چلوں

اشکِ توبہ سے گناہوں کی سیاہی دھوکر
اپنے روٹھے ہوئے آقا کو منالوں تو چلوں

آتشِ ہجرِ پیمبر کے بھڑکتے شعلے
کرمِ رحمتِ عالم سے بُجھالوں تو چلوں

چمنِ دیں میں نسیمِ کرمِ یٰسیں سے
پھول کی طرح کلی دل کی کھلالوں تو چلوں

مدنی شاہ کی تسخیر سے بتخانۂ دل
کعبۂ ملّتِ توحید بنالوں تو چلوں

نفسِ امّارہ نے جس طرح ستایا ہے مجھے
ایسے ہی اس کو ملامت سے ستالوں تو چلوں

شرم ساریٔ قیامت سے بچا کرخود کو
دامنِ شافعِ محشر میں چھپالوں تو چلوں

نورِ خورشیدِ دوعالم کی نظر سے خاکی
ماہِ کامل دلِ غافل کو بنالوں تو چلوں
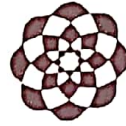
یا نبی تشریف لاکر دیکھ لو
مضطرب پر رحم کھاکر دیکھ لو

کملی والے دو جہاں کے بادشاہ
اپنے محتاجوں کو آکر دیکھ لو

غیر کا طالب ہوں یا تم پر فدا
اپنا دیوانہ بنا کر دیکھ لو

کس سے روشن قلب کا کاشانہ ہے
سینہ سے سینہ ملاکر دیکھ لو

میری نظروں میں سماتا کون ہے
آنکھ کی پتلی میں آکر دیکھ لو

کس طرح ہوتا ہوں میں تم پر نثار
دل میں اپنی لو لگاکر دیکھ لو

جینا مرنا میرا کچھ مشکل نہیں
رُخ دکھاکر پھر چھپاکر دیکھ لو

قبر میں کچھ بھی نہ ہو خوف و خطر
تم جو تنہائی میں آکر دیکھ لو

آپ کے قدموں میں ہے میری حیات
قبر میں ٹھوکر لگا کر دیکھ لو

قبر میری گلشنِ فردوس ہو
تم رُخِ اظہر دکھاکر دیکھ لو

دردِ مندِ ہجر اچھا ہو ابھی
وصل کا شربت پلاکر دیکھ لو

ہے تمہاری حشر میں ہر سو پکار
اے شفیع حشر آکر دیکھ لو

کس مصیبت کو وہ کھو سکتے نہیں
غمزدوں تم آزما کر دیکھ لو

طالبِ رحمت یہ کہہ سکتا نہیں
مجھ کو پیارے آزماکر دیکھ لو

گوہرِ دیدارِ احمد ﷺ کے لئے
عاشقوں آنسو بہا کر دیکھ لو

جلوۂ رخسارِ حق کے طالبو! دل کو آئینہ بنا کر دیکھ لو
جانے آنے کی کہیں حاجت نہیں غافلوں پردہ اٹھا کر دیکھ لو
چونکتا ہوں خوابِ غفلت سے ابھی بختِ خوابیدہ جگا کر دیکھ لو

کچھ پتہ خاکی کا ملتا ہے کہیں
برق اپنی جگمگا کر دیکھ لو

حبیبِ خدا وندِ عالم تمہیں ہو نبوت کے دفتر کے خاتم تمہیں ہو
شفیع الوریٰ فخرِ آدم تمہیں ہو رسولوں میں افضل مسلّم تمہیں ہو
فروکشِ سرِ عرشِ اعظم تمہیں ہو جمالِ الٰہی کے محرم تمہیں ہو
بہارِ گلستانِ عالم تمہیں ہو سلاطیں میں سلطانِ اعظم تمہیں ہو
نہیں پوچھتا حشر میں بات کوئی دل افگارِ عصیاں کے مرہم تمہیں ہو
نبی اپنی اُمت کا ہر اک نبی ہے رسولوں کے مرسل مسلّم تمہیں ہو
ہوئے دین منسوخ سب آسانی مگر صاحبِ دینِ محکم تمہیں ہو
کہاں تھا جہاں روشنی اسمیں کب تھی وجودِ جہاں نورِ عالم تمہیں ہو
تمہیں سے ہیں اہلِ بصیرت منور بصارت میں نورِ مجسّم تمہیں ہو
سلاطینِ عالم ہیں مرعوب تم سے عروسِ خلافت کے محرم تمہیں ہو
تمہارا ہی جلوہ ہے شمس و قمر میں جمالِ حسینانِ عالم تمہیں ہو

شفیع الامم، مالکِ حوضِ کوثر جلیسِ مقامِ مکرّم تمہیں ہو
بشیرؐ، نذیرؐ، سراجؐ، منیرؐ خدا کے تقرب کے سُلّم تمہیں ہو
نہ ہو قبر کیوں امتی کی منوّر کہ مسلم کے مرقد میں ہمدم تمہیں ہو
رؤفؐ، رحیمؐ، غفورؐ، کریمؐ امیراللواء المعظم تمہیں ہو
بشارت سے جنّت کی عاصی ہیں خرّم نسیمِ دلِ خستہ پُر غم تمہیں ہو
زلیخا کا دلبر ہے کشتہ تمہارا کہ سر چشمۂ حسنِ عالم تمہیں ہو
کلیمؑ و خلیلؑ و حبیبؐ الٰہی دمِ عیسٰی ابنِ مریم تمہیں ہو

چھپا لیجئے، خاکی کو دامن میں اپنے
کہ ظلِّ خداوند عالم تمہیں ہو

ہے جان جس سے جان وہ جاناں تمہیں تو ہو دل جس سے عرشِ حق ہے وہ ایماں تمہیں تو ہو
پُر نور جس کے نور سے دونوں جہان ہیں رب کی قسم وہ مہرِ درخشاں تمہیں تو ہو
ہیں جس کی بارگاہ کے خادم ملائکہ کونین میں وہ رشکِ سلیماں تمہیں تو ہو
جس کی مہک سے گلشنِ ہستی ہے جانفزا باغِ جہاں میں وہ گُلِ خنداں تمہیں تو ہو
ہے جس کے لب سے حُسنِ عقیدت مسیح کو دارین میں وہ غیرتِ لقماں تمہیں تو ہو
ہر مہ جبیں ہے جس کی تجلّی سے نازنیں وہ دلربائے یوسفِ کنعاں تمہیں تو ہو
تشنہ دہن ہیں خضر بھی آبِ حیات پر وہ جام بخش کوثرِ ایماں تمہیں تو ہو

کہتے ہیں روزِ حشر مریضانِ معصیت — شافع ہمارے درد کے درماں تمہیں تو ہو
مسجودِ خلق قالب آدم میں کون تھا — لاریب ظلِّ جلوۂ رحمٰں تمہیں تو ہو
عرشِ بریں پہ کون ہوا حق سے ہم کلام — جانِ کلیم مہبطِ قرآں تمہیں تو ہو

خاکی سے روسیاہ کا ہمدرد کون ہے
کوئی نہیں ہے شافعِ عصیاں تمہیں تو ہو

تمہیں ناسوت ظاہر میں نہاں ہو — تمہیں لاہوتِ باطن میں عیاں ہو
تمہیں جلوہ گرِ کون و مکاں ہو — تمہیں نورِ زمین و آسماں ہو
نہ کیوں گلبن پہ بلبل مدح خواں ہو — کہ تم جانِ بہارِ بو ستاں ہو
مرا سر اور تمہارا آستاں ہو — نثارِ خاک پا، روحِ رواں ہو
تمہیں ہے اختیارِ جاں ستانی — کہ مالک ہو ملک ہو جانِ جاں ہو
یہی ہے واصلوں کا قولِ اسلم — نشانِ پا ترا جو بے نشاں ہو

مئے عرفاں سے پُر ہو جامِ خاکی
اگر خاکِ درِ پیرِ مغاں ہو

سینہ میں جس کے دولتِ عشقِ شہِ حجاز ہو — کیوں نہ تمام خلق سے خلق میں بے نیاز ہو
آپ کے پائے ناز پر میرا سرِ نیاز ہو — اہلِ نیاز کی طرح کاش مری نماز ہو

دل میں ہو ان کا دردو غم اشک رواں ہوں دمبدم
سینہ پہ ان کا دستِ پاک بس مرا چارہ ساز ہو

زنگ ہو معصیت کا دور دل میں سمائے حق کا نور
عشقِ نبی کے سوز سے قلب میں وہ گداز ہو

لایا ہے بارِ معصیت آیا ہے بہرِ مغفرت
کاش یہ روسیاہ بھی لطف سے سرفراز ہو

مہرِ عرب ہے خواب میں خلق ہے اضطراب میں
نرگسِ نیم مست جاگ دن ہو ظہورِ راز ہو

شمعِ حقیقت وجود تجھ پہ کروڑہا درود
گرم کبھی تو بہرِ حق انجمنِ مجاز ہو

دور ہے منزل وصال ہجر ہے جان کا وبال
گیسوؤں والے مختصر سلسلۂ دراز ہو

دور ہو قلب سے غلاف آئے نظر جمال صاف
آنکھ سے دیکھوں جس طرف سامنے روئے ناز ہو

زخموں سے دل ہے داغ داغ کیجئے اسکو باغ باغ
خُلقِ عظیم پاک پر رحمتِ کا ساز ہو

خاکی تو کر خدا کا ذکر نورِ محمدی میں فکر
تارِ نفس میں ہو، کا راگ نغمۂ جاں نواز ہو
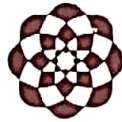
خدا کی آنکھ سے اس کی نشانی دیکھتے جاؤ
نبی کے رُخ میں حسنِ لامکانی دیکھتے جاؤ

جمالِ مصطفےٰ آئینہ رُخسارِ وحدت ہے
نہ مانو تو حدیثِ من رآنی دیکھتے جاؤ

جگاتا ہے انہیں دیدارِ خالق خوابِ راحت سے
کہیں چلّہ کشی پرُ لن ترانی دیکھتے جاؤ

شبِ معراج دستِ مصطفےٰ ہے دستِ قدرت میں
نرالے کی نرالی میزبانی دیکھتے جاؤ

سرا رحمتہ اللعالمیں رب نے کیا اس کو
مکّرم پر مکمل مہربانی دیکھتے جاؤ

معطر ہیں چمن میں پھول خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
نظر بازو! گلوں کی شادمانی دیکھتے جاؤ

گناہ گاروں پہ وہ روئے تو دوزخ رب نے جنت کی
دُر افشانی کسی کی گل فشانی دیکھتے جاؤ

کہو اُن سے کہ جنکو ناز ہے جادو بیانی پر
رسول اللہ کی معجز بیانی دیکھتے جاؤ

قتیلِ عشق، احمد ﷺ کے جنازہ پر قضا بولی
یہ ہے لطفِ حیاتِ جاودانی دیکھتے جاؤ

اٹھایا جس نے بارِ دو جہاں اس حلم کے صدقہ
ہماری بھی لحد میں ناتوانی دیکھتے جاؤ

شہادت صدقہ ہو ہو کر علی اکبر پہ کہتی تھی
شہیدِ نازکی رنگیں جوانی دیکھتے جاؤ

بجائے دودھ کے خونِ جگر پینے کو ملتا ہے
علی اصغر کا جامِ ارغوانی دیکھتے جاؤ

کہاں ہو عاشقانِ حُسنِ وحدت کربلا آؤ
کیا کرتے ہیں یوں خونوں کا پانی دیکھتے جاؤ

ہمیں خاکی بنا کر مصطفائی کردیا اس نے
یہ ذرّوں پر فیوضِ آسمانی دیکھتے جاؤ

ہوکر بشر جو طالبِ خیرالبشر نہ ہو
اک آنکھ ہے عطا جسے نورِ نظر نہ ہو

وہ دل ہی کیا جو الفتِ احمد کا گھر نہ ہو
وہ چشم کیا جو نور کی حسرت میں تر نہ ہو

بارش نہ ہو جو لطفِ رسولِ کریم کی
سرسبز باغِ دہر میں کوئی شجر نہ ہو

ہے آفتابِ چرخِ نبوت کی آج سیر
اسریٰ کی شب میں گردشِ شمس و قمر نہ ہو

کہتی ہے چشمِ محوِ نظارہ شبِ وصال
تا حشر اپنی رات کی یارب سحر نہ ہو

اللہ رے لطافتِ جسمِ حبیبِ حق
پٹکا کمر سے نکلے کمر کو خبر نہ ہو

خود کو جو اس کا سایہ نہ دیکھے اس آنکھ سے
کہدو کہ ان کے سایہ کی مطلق خبر نہ ہو

الفت میں جس کی داغ جگر سے نہال ہے
کیوں اس کے اک اشارے میں ٹکڑے قمر نہ ہو

سر پر نہ ڈالے خاک تو بیچارہ کیا کرے
جس کی حیات ان کی گلی میں بسر نہ ہو

مرقد میں روشنی کا ذریعہ ہے اور کیا
روشن جو ان کے لطف سے داغِ جگر نہ ہو

جو پاؤں لگ گیا ہے رؤف الرحیم کے
کیا غم اسے جو ساتھ میں زادِ سفر نہ ہو

ایسے جہان میں انہیں سجدہ ہو عاشقو !
جو مفتیوں کے حکم کے زیرِ اثر نہ ہو

پرواز ہے صیام تو معراج ہے نماز
اے مرغِ نفس دیکھ تو بے بال و پر نہ ہو

سینہ میں ذرّہ بھر ہے اگر ان کی آرزو
عاصی اگرچہ ہو بھی تو کافر مگر نہ ہو

خاکی جو چاہے کر مگر اتنا خیال رکھ
حسنِ عمل سے بارِ گنہ بیشتر نہ ہو

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفٰے دولہا بنے جبریل سے کہدو
بلاوہ عرش پر ان کا ہے میکائیل سے کہدو

سجے کرسی مزین ہوں فلک آراستہ قدسی
منظّم خلد میں حوریں ہوں اسرافیل سے کہدو

براتِ مصطفائی ہے نہ ہو اس رات میں غمگیں
کوئی دونوں جہاں میں صاف عزرائیل سے کہدو

سجا کر حضرتِ یوسفؑ کو لائیں بزمِ اسریٰ میں
زلیخا حضرتِ یعقوبؑ اسرائیلؑ سے کہدو

کریں قربانیاں جنت کی قرباں آج کی شب میں
خلیلؑ حضرت حق حضرت اسماعیلؑ سے کہدو

ظہورِ دینِ احمد کا کریں اعلان عالم میں
جنابِ ابنِ مریمؑ مہبطِ انجیل سے کہدو

یدِ بیضاء عصا کے ساتھ اس محفل میں شامل ہو
کلیمؑ حضرتِ حق سبطِ اسرائل سے کہدو

نہیں ہے نورِ احمد ﷺ کو ضرورت چاند سورج کی
فروغِ شمعِ وحدت عرش کی قندیل سے کہدو

نبی سب طالبِ دیدار بن کر آئیں اقصیٰ میں
خضرؑ الیاسؑ لقمانؑ آدمؑ و حزقیلؑ سے کہدو

کمالِ عبدیت قربت محمد ﷺ کی ہے خالق سے
فاوحیٰ کا تفصّل پایۂ تکمیل سے کہدو

عصائے موسوی سے اب نہ ڈرنا عہدِ رحمت ہے
کہا فرمانِ فاروق نبی نے نیل سے کہدو

ہمیشہ دینِ احمد ﷺ ہی رہے گا اب زمانہ میں
نویدِ جاں فزا کعبہ میں عام الفیل سے کہدو

گنہگاروں کی قسمت کھل گئی کر شکرائے خاکی
نبی کو امر ہے لاتقنطو ترتیل سے کہدو

ساغر چھلک رہے ہیں مدینے چلو چلو
گلشن مہک رہے ہیں مدینے چلو چلو

بادِ صبا جہان کو دیتی ہے یہ پیام
غنچے چٹک رہے ہیں مدینے چلو چلو

دنیا کی کائنات سے عشاقِ مصطفیٰ
دامن جھٹک رہے ہیں مدینے چلو چلو

دنیا کا باغ بادِ خزاں سے ہے پائمال
کانٹے کھٹک رہے ہیں مدینے چلو چلو

غافل گنہگاروں کو قرآں کے پاک لفظ
حق سے تھپک رہے ہیں مدینے چلو چلو

کہتے ہیں تارے چرخ پہ یوں جھوم جھوم کر
جلوے چمک رہے ہیں مدینے چلو چلو

خوشبوئے احمدی سے عنادل بشوق ذوق
گل پر چہک رہے ہیں مدینے چلو چلو

خواہش نہیں ہے نفس کی دوزخ کی آگ ہے
شعلے بھڑک رہے ہیں مدینے چلو چلو

چھوڑو انہیں جو ہیں غمِ دنیا میں مبتلا ظالم بھٹک رہے ہیں مدینے چلو چلو

منزل پہ پہنچتی ہے جرس رکنے والوں پر بسملِ سسک رہے ہیں مدینے چلو چلو

ناآشنائے راہ یہ کہتے ہیں خضر سے ہم راہ تک رہے ہیں مدینے چلو چلو

حسرت ہے مدتوں سے کہ روضہ کو دیکھتے ارمان پک رہے ہیں مدینے چلو چلو

ساقی نظر کوئی نہیں آتا ہے خواب میں پیاسے بلک رہے ہیں مدینے چلو چلو

دے کون کس کے پاس ہیں دولت کی کنجیاں منگتا للک رہے ہیں مدینے چلوچلو

رکنے سے نیند آتی ہے اے پیشوائے راہ دیدے جھپک رہے ہیں مدینے چلو چلو

باقی ہے رات تھوڑی سی منزل ابھی ہے دور تارے جھمک رہے ہیں مدینے چلو چلو

منزل سمجھ کے خاکی نہ رک جاؤ راہ میں

پردے جھلک رہے ہیں مدینے چلو چلو
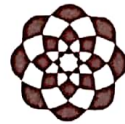
یا سلامُ صلیّ علیٰ محمدؐ رسول اللہ وعلیٰ بخومِ ہُدیٰ محمدؐ رسول اللہ

مظہرِ جمالِ خدا محمدؐ رسول اللہ آفتابِ عرشِ علیٰ محمدؐ رسول اللہ

ہادئ صراطِ سویٰ ساقی شرابِ صفا داعئ نعیمِ بقا محمدؐ رسول اللہ

صدرِ بزمِ جمعِ رُسل بدرِ چرخ عالم کل مصطفےٰ حبیبِ خدا محمدؐ رسول اللہ

دور کس طرح ہو حجاب قلب کیسے ہو مہتاب
جلوہ شمسِ نور خدا، محمدؐ رسول اللہ

غنچہ سِرّ وحدت کا تھا وجود خلقت کا
کِھل گیا جب حق نے کہا محمدؐ رسول اللہ

لا الٰہ الا اللہ، لا غفور الا اللہ
ماحی الخطایا یا محمدؐ رسول اللہ

دامن کرم پھیلاؤ، عاصیوں کو پھر بخشواؤ
لیکے حمد کا جھنڈا، محمدؐ رسول اللہ

ساقئ شرابِ طہور، بخشےؐ وہ کیف وسرور
نور ہوں طبق چودہ محمدؐ رسول اللہ

میری کشتئ ہستی پر ہو عشق کی مستی
موج پر ہو بحرِ بقا محمدؐ رسول اللہ

آکے ہوش میں خاکی رب سے کر طلب پاکی
لاکے واسطہ اپنا، محمدؐ رسول اللہ

پھر شمعِ تجلّی بن برق رُخِ جانانہ
پھر بزمِ کو بیخود کر اور طور کو پروانہ

پھر شام کے صحرا میں ڈھونڈ انجمن خلوت
شمعِ یدِ بیضا لے اے ہمتِ مردانہ

پھر بادِ صبا بوئے پیراہن یوسف لا
پھر دیدۂ روشن دے اے جلوۂ جانانہ

کیوں دردِ معاصی سے مجرم لبِ جاں ہے تو
کھولا ہے مدینہ میں رحمت نے شفاخانہ

لن طور پر جاکر بھی سنتے ہیں کلیم اللہ
خود طور تجلی ہے محبوب کا کاشانہ

ہو ساقئ کوثر کے دیدار سے وہ عالم
وحدت کے سوا باقی میکش ہو نہ پیمانہ

اے بت شکنِ اعظم گلزار خلیل اللہ
کعبہ میں بنایا ہے پھر نفس نے بت خانہ

آزاد ہو ہر غم سے قیدی ہو تمام عالم
پھر کھول تو دے گیسو اے نرگسِ مستانہ

ہر ذرّہ ہستی کے آئینہ میں رُخ تیرا
کہتا ہے میں تم میں ہوں اور سب سے جداگانہ

اے بے سروسامانی اللہ تجھے رکھے
بخشا ہے فقیروں کو کیا مرتبہ شاہانہ

کھل جائے گی ہمدردی اے رحمتِ حق تیری
جب آپ ہی ہوجائے گا آپ سے بیگانہ

اے لطفِ نبی کردے سینہ کو مرے گلشن
آباد ہو دولت سے پھر قلب کا کاشانہ

ساغر کی طرح پُر ہو ذوقِ مئے وحدت سے
خاکی اگر ہو جائے خاک درِ میخانہ
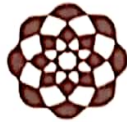
کیا شان ہے شانِ مصطفوی سبحان اللہ سبحان اللہ
اللہ غنی، اللہ غنی سبحان اللہ سبحان اللہ

نورِ اوّل پھر ختمِ رسل اوّل بھی وہی آخر بھی وہی
ظاہر بھی وہی باطن بھی وہی، سبحان اللہ سبحان اللہ

کعبہ مولد طیبہ مسکن معراج سفر مقصود صمد
مرکب ہے براقِ لم یزلی سبحان اللہ سبحان اللہ

دولہا ہیں شہنشاہِ عربی حاضر ہیں جلو میں سارے نبی
کیا باجہ بجاتے ہیں قدسی سبحان اللہ سبحان اللہ

اقصیٰ میں امامت فرمائی پھر چرخ کو رحلت فرمائی
کی سیر بہشت و دوزخ کی سبحان اللہ سبحان اللہ

رکھا عرش و کرسی پر کفِ پالیا قاب قوسین او ادنیٰ
نتدالٰی کی خلعت پہنی سبحان اللہ سبحان اللہ
دیدار احد آنکھوں سے کیا اور تاجِ شفاعت سر پہ رکھا
محشر میں کہیں گے سب خاکی سبحان اللہ سبحان اللہ

کیوں رشکِ ارم ہو نہ گلستانِ مدینہ
پُر ہے گُلِ مقصود سے دامانِ مدینہ

ہے گلشنِ فردوس کی بلبل کا ترانہ
اللہ دکھا دے چمنستانِ مدینہ

منسوخ ہوئے فرش پہ احکامِ سماوی!
جب عرش سے نازل ہوا قرآنِ مدینہ

نعلین کے تاجوں سے ہے ہر ذرّہ سرافراز
پھر شمس و قمر کیوں نہ ہوں قربانِ مدینہ

پھر بخش دے ذوقِ ارنی مردہ دلوں کو
پھر وادیٔ ایمن ہو بیابانِ مدینہ

بھر دے کہ چھلکنے لگے اس دل کی صراحی
اے ساقیٔ جامِ مئے عرفانِ مدینہ

اللہ دے اس دردِ محبت میں ترقی
ہے جس کی دوا جلوۂ درمانِ مدینہ

کس شاہِ زماں جانِ جہاں کا یہ حرم ہے
ہیں حضرت جبریل بھی دربانِ مدینہ

اک راستہ ہے ایک ہے محبوب کی منزل
وہ عرش کا رتبہ ہے یہ ہے شانِ مدینہ

ہر خوف سے اُمت کے لئے حصنِ حصیں ہے
ہے لطف خدا حافظِ سکّانِ مدینہ

دل عرش کی قندیل ہوئے تیری چمک سے
قرباں ترے اے شمعِ شبستانِ مدینہ

جیسے دلِ موسیٰ کو دیا طور کا ارماں ایسے ہی مجھے بخش دے ارمانِ مدینہ

واللہ گدائی ہے تری رشک کے قابل
خاکی ترا داتا ہے جو سلطانِ مدینہ
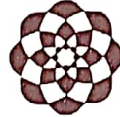
وہ ایمانِ کامل ہے الفت نبی کی کہ ہے جس پہ مہرِ نبوت نبی کی
برستی ہے دن رات دونوں جہاں پر کلامِ الٰہی سے رحمت نبی کی
چمکتی ہے تاروں میں چرخِ بریں پر ہمیشہ سے شانِ ہدایت نبی کی
چٹکتی ہیں کلیاں مہکتے ہیں گلشن جہاں مسکراتی ہے نکہت نبی کی
زمیں آسماں، دین و دنیا خدا نے بنائے ہیں واللہ دولت نبی کی
اگر دیکھے ذوقِ نظر سے زلیخا تو یوسف میں پائے ملاحت نبی کی
زمیں پر نشاں، عرش پر آستاں ہے مکیں لامکاں میں ہے صورت نبی کی
سرِ حوضِ کوثر یہ کہتی ہے کثرت سماں پیاسی آنکھوں میں وحدت نبی کی
جہنم کا ٹھنڈا ہے دل خلدِ گلشن عجب جاں فزا ہے شفاعت نبی کی
نبی ان کے جھنڈے کے نیچے کہیں گے قیامت کو ہم بھی ہیں اُمت نبی کی

شہود اپنا خاکی کو یارب عطا کر
قبول اس سے کرلے شہادت نبی کی

آواز ہو بلند درود و سلام کی
یہ انجمن ہے حضرتِ خیرالانام کی

اللہ کا وظیفہ ہے اور قدسیوں کا بھی
کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی

یارب پیاس دے ہمیں دونوں جہاں میں
لیکن جنابِ ساقئ کوثر کے جام کی

تسبیح کرکے کہتے تھے حق سے کل انبیاء
خاتم کو بھیجدے کہ کمی ہے امام کی

کہتے تھے رب سے کعبہ بناتے میں یہ خلیل
رونق رہے حبیب سے بیت الحرام کی

خورشید کی ضیاء توحیا سے رہی بحال
ان کا اشارہ جان ہے ماہِ تمام کی

اسلام کا وہ جذب عطا کر دے اے سلام
آئے ہوا مدینہ سے دارالسلام کی

جو ان کی اک جھلک سے بھی ممتاز ہو گیا
پرواہ ہو کس لئے اسے پھر ننگ و نام کی

کیا جانے کوئی ماہیتِ صاحب مقام
قرآن حمد کرتا ہے جس کے مقام کی

کہتا ہے ان کا لطف و کرم کائنات سے
تخصیص کچھ نہیں ہے یہاں خاص و عام کی

خاکی تجھے نہ پوچھے کوئی دو جہان میں
لیکن نہیں یہ شان شفیع الانام کی

عین ایمان کیوں نہ ہو طٰہٰ محبت آپ کی
مایۂ محبوبیت آقا ہے طاعت آپ کی

حمد سے مشتق کیا نامِ مبارک آپ کا
کس قدر منظور ہے خالق کو مدحت آپ کی

اے سراجِ بزمِ ہستی نورِ کُن" داعی منیر
کوئی کیا جانے بجز حق کے حقیقت آپ کی

مظہرِ حق، ذاتِ قرآں، آپ کے کامل صفات
لیل گیسو، شمس رخ، اخلاص سیرت آپ کی

کس کی وسعت ہے الم نشرح میں رفعت کس کی ہے
احسنِ تقویم کیا ہے، شاہ خلعت آپ کی

سن کے رب سے محفلِ میثاق میں نعتِ شریف
ہوگئے کل انبیاء واللہ امّت آپ کی

ہے کرشمہ آپ کے خلقِ عظیم الشان کا
سایہ گستر ہوگئی عالم پہ رحمت آپ کی

تھے تمامی انبیاء چرخِ نبوت کے نجوم
دیکھتے ہی چھپ گئے اے مہر طلعت آپ کی

ہر نبی کے صدق کی برہاں بھی ہے مدلول بھی
یا نبی الانبیاء ختمِ بنوت آپ کی

ہوگیا انّا فتحنا میں ید اللہ دستِ پاک
کیوں نہ ہو حق کی مدد مولا عنایت آپکی

بخششِ امت کا یعطیک میں مژدہ مل گیا
تاکہ راضی ہو فترضیٰ میں طبیعت آپ کی

طالبانِ مغفرت کیوں کر نہ ہو دل سے نثار
دین و دنیا آپ کی، خلد و شفاعت آپ کی

دولتِ رضوانِ رب العالمیں کا راستہ
خاکی نادان و مفلس ہے شریعت آپ کی
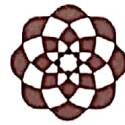
خالق حُسن کی محبوب ہے صورت تیری
کیوں مسلم نہ ہو مخلوق کو وحدت تیری

وحدہٗ بعدِ خدا لیس کمثلک تو ہے
شاہدِ عدل ہے خود ختمِ بنوت تیری

سجدہ آدم کو کیا جن و ملک نے باہم
پاس تھی ان کی امانت میں خلافت تیری

آفریں جود و کرم پر ترے فخرِ عالم
عام ہے کافر و مسلم کو سخاوت تیری

عارف و واصل و اکسیر ہدایت کردے
خاکساروں پہ جو ہو جائے عنایت تیری

کملی والے ذرا کملی سے جھلک دکھلادے
عاصیوں کو بھی تو ہو جائے زیارت تیری

ہجرِ یوسف سے تھے بیتاب جنابِ یعقوب
کیوں گوارہ ہو مسلمانوں کو فرقت تیری

محرمِ راز ہے تو حضرتِ موسیٰ سے کلیم
مان لی نبیوں نے اسریٰ میں سیادت تیری

پاس خاکی کے نہیں کچھ بھی تو سامانِ نجات
ہاں مگر رحمتِ حق عام شفاعت تیری

چمکتی ہے قرآں میں صورت کسی کی
خدا کی تجلی ہے طلعت کسی کی

خدا کی محبت ہے الفت کسی کی
کہ ہے خود خدا کو محبت کسی کی

چمکتی ہے چمکاتی ہے دو جہاں کو
سراجاً منیرا ہے صورت کسی کی

ہے جودِ الٰہی وجودِ محمد ﷺ
زمانہ کے سر پر ہے رحمت کسی کی

محمد ﷺ کا مطلع ہے احمد ﷺ کا مصدر
ہے آئینہ حمدِ مدحت کسی کی

عطا رب کی دلہن کی صورت میں آئی
بہل جائے نازک طبیعت کسی کی

یہ کہتی ہے ختمِ بنوت کی آیت
کہ یکتا ہے کثرت میں وحدت کسی کی

نہ مانے جو کوئی جہنم کو جائے
حقیقت میں حق ہے حقیقت کسی کی

گناہ گار بھی سرخ رو ہو رہے ہیں
قیامت میں پاکر شفاعت کسی کی

حبیبِ خدا کے غلاموں سے پہلے
نہ جائے گی جنت میں امت کسی کی

تجلی ہوئی وحدتِ لم یلد کی
خدا کے حرم میں ولادت کسی کی

مسلّم ہے ہر اک نبی کی بنوت
مگر جب ہو مہرِ بنوت کسی کی

حسینانِ عالم کی محفل میں دیکھو مزہ دے رہی ہے ملاحت کسی کی
قدم بوس ہے عرش معراج کی شب عیاں دیکھ کر شان و عزّت کسی کی
نہ وہم و زمان و مکاں پاس پھٹکے کہ ہے سخن و اقرب سے قربت کسی کی
رہی میم توسین احمد کے نیچے احد سے ہوئی ایسی خلوت کسی کی
فقیروں سنا تم نے من زارِ قبری مدینہ میں لٹتی ہے دولت کسی کی
بشارت ہو دیدارِ خالق کی اس کو ستاتی ہے جس دل کو فرقت کسی کی

زمیں پر ہو قندیل عرشِ بریں کا
ہو خاکی کے دل میں جو حسرت کسی کی

تم آؤ دل میں یہ راحت ہے دل کی تمہارا گھر ہو یہ شوکت ہے دل کی
خیال پاک سے عزت ہے دل کی تمہارے ذکر سے رفعت ہے دل کی
تغافل آپ سے ظلمت ہے دل کی تصور آپ کا زینت ہے دل کی
جدائی آپ کی غفلت ہے دل کی حضوری آپ کی الفت ہے دل کی
تمہاری یاد ویرانے میں دل کے یہی واللہ اک دولت ہے دل کی
تمہارا ہجر ہے دل کا جہنم تمہارے وصل میں جنت ہے دل کی
کھلیں گلشن ہزاروں اک نظر میں نظر پھیرو تو بس آفت ہے دل کی
بنا لیجئے یہ دل آئینہ اپنا تو صورت آپ کی صورت ہے دل کی
نہ لحظ بھر کو ہو تم سے جدائی یہ ارماں ہے یہی حسرت ہے دل کی

نہ ہو سینے میں جب دل تم پہ مائل وہ سینہ کیا ہے اک تربت ہے دل کی

ترحّم کی نظر خاکی کے دل پر
نہاں تم سے نہیں حالت ہے دل کی

کہتی ہیں نیرنگیاں یہ گلشنِ ایجاد کی کی ہے موجد نے خوشی محبوب کے میلاد کی

گدگدی ہوتی ہے جب دل میں کسی کی یاد کی حد سے بڑھ جاتی ہے لذّت نالہ وفریاد کی

دل میں آکر چٹکیاں لیتا ہے جب ان کا خیال عرش سے آواز آتی ہے مبارکباد کی

رشک تجھ پر ہے جہانِ عشق کو جذبِ اویس ہے مہک اب تک یمن میں مصطفےٰ آباد کی

غم لیا جلوہ دیا اے نازواعجاز آفریں ہاتھ سے تربت بنائی پاؤں سے برباد کی

جلوۂ کن دیکھ کر فرمان میں اس شاہ کے بے قدم اشجار نے تعمیل کی ارشاد کی

کیا عدالت ہے کہ حیوانات بھی حسب المراد داد پاتے ہیں شہِ لولاک سے فریاد کی

غافلوں ہوشیار ہو دامانِ رحمت تھام لو کیا نہیں تصدیق تم کو کچھ لبالمرصاد کی

فاذکرونی مجمعِ البحرین عدل وفضل ہے میں نے اس کی یاد کی رحمت نے میری یاد کی

ہے ہوائے نفس کی طاعت ہلاکت کا سبب اس ہوا نے خاک بھی چھوڑی نہ قومِ عاد کی

تو تو اے خاکی بنا دے آپ کو ان کا غلام
فکرِ آقا کو ہوا کرتی ہے سب کے زاد کی

آرزو تم ہو یا نبی دل کی | غم تمہارا ہے دل لگی دل کی
تم جو لے لو خبر نبی دل کی | آرزو پوری ہوا بھی دل کی
آگ دل میں بھڑک گئی دل کی | ابرِ رحمت بجھا لگی دل کی
بڑھ گئی حد سے بے کلی دل کی | دل میں روتی ہے بیکسی دل کی
ہجر میں جاں نکل گئی دل کی | رشکِ عیسیٰ خبر نہ لی دل کی
لبِ جاں بخش خضرِ اہلِ فنا | دے دے تم کہہ کے زندگی دل کی
تیرے ہی باغ کا صنوبر ہے | بادِ طیبہ کھلا کلی دل کی
تم ہو دل میں خبر نہیں دل کی | اللہ اللہ بے خودی دل کی
ایسا جلوہ دکھاؤ آنکھوں کو | طورِ سینا ہو جھونپڑی دل کی
نزع کے وقت تم جو آجاؤ | جان بخشی ہو جاں کنی دل کی
بے ادب ہوں میں تم رؤف الرحیم | بخشد یجئے کہی سنی دل کی
اپنا قندیل دل کو کر لیجئے | شمعِ ایماں ہو روشنی دل کی

ابرِ رحمت کرم ہو خاکی پر
کردے کھیتی ہری بھری دل کی

❁
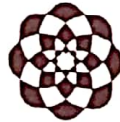
محشر میں نمایاں جب شانِ بنوی ہوگی | ہر ایک زباں ان کی مدحت میں لگی ہوگی
پھر جائے گی آنکھوں میں ضو وادیٔ ایمن کی | محشر میں محمد کی یوں جلوہ گری ہوگی
ہر ایک نبی نفسی نفسی کی صدا دے گا | اللہ کی رحمت کو امت کی پڑی ہوگی

جب ہاتھ نبی کوئی مجرم پہ نہ رکھے گا　　قدموں پہ محمد کے مخلوق پڑی ہوگی
جو عدل کے پلّہ سے دوزخ میں گری امت　　میزانِ شفاعت پر لحظ میں بری ہوگی
اے گرمیٔ خورشیدِ محشر نہ ستا ہم کو　　رحمت کی نگاہوں میں تذلیل تری ہوگی
ہر ایک گنہ نیکی بن جائے گا رحمت سے　　یوں امّتِ عاصی کی فریادرسی ہوگی
چھپ جائیں گے رحمت میں کملی میں خدا چاہے　　ہر عیب ہنر ہوگا ہر بات بھلی ہوگی
کیوں وہم ہو حرماں کا ساقی ترے تشنوں کو　　فیضان کی کوثر پہ کیا کوئی کمی ہوگی
بن جائے گا ہر اک دل ساغر مئے کوثر کا　　مئے جلوۂ ساقی کی آنکھوں میں بھری ہوگی
وہ سجدے میں جائیں گے فرمائے گا رب اٹھو　　بولو ہے تمنا کیا پوری وہ ابھی ہوگی
القصہ جو خلقت بھی توحید کی قائل ہے　　مجرم ہے شفاعت سے دوزخ سے بری ہوگی

صدموں کے سوا خاکی دنیا میں رکھا کیا ہے
عقبیٰ میں شفاعت ہو جب اپنی خوشی ہوگی
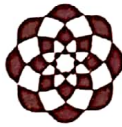
ستاتی ہے مجھی کو رات دن مولیٰ جفا میری　　سراپا قابل رحمت ہے حالت برملا میری
پھنسا ہوں دو جہاں کی مشکلوں میں سخت مضطر ہوں　　ذرا مشکل کشائی کیجئے مشکل کشا میری
میری عصیاں شعاری بھی نشان ہے تیری بخشش کا　　عطا تیری ہمیشہ عفو کرتی ہے خطا میری
بلا مانگیں ہزاروں نعمتیں جب مجھ کو ملتی ہیں　　اجابت سے بھلا مایوس کیوں کر ہو دعا میری
بھنوری میں بحرِ غم کے پھنس گئی کشتی میری آقا　　خبر لے لیجئے اے دو جہاں کے ناخدا میری
جدائی آپ کی دنیا کا غم بارِ گنہ سر پر　　مدد اس حشر میں فرمایئے خیرالورائی میری

ہزاروں دشمنوں نے کردیا ہے دفعتاً حملہ
سن اے نصرٌ من اللہ اس قلق میں التجا میری

اندھیرا چھا رہا ہے چار سو غم کی گھٹاؤں سے
تسلّی اک تجلّی سے ہو اے بدرالدجیٰ میری

زمیں سے حشر سے میزان سے پل سے جہنم سے
مچا ہے غل مدد اچھے حبیبِ کبریا میری

کہیں رو رو کے جنت کہتی ہے خالی پڑی ہوں میں
تمہیں سیری کروگے شافعِ روزِ جزا میری

نہ کیوں امیدِ رحمت خوف پر غائب ہوا ے خاکی
مدد ہر وقت کرتے ہیں محمد مصطفےٰ میری

جب قادرِ مطلق نے خلقت کی بنا ڈالی
شمعِ رخِ وحدت کی ظلمت پہ ضیا ڈالی

وحدت کی تجلّی سے ہر منظرِ قدرت میں
شاہنشہِ کوثر کی اک شان دکھا ڈالی

ہر دل کی کلی جس میں ایمان کی خوشبو تھی
محبوب کی الفت کے گلشن میں کھلا ڈالی

محبوب کی اُمّت کی خاطر کے لئے بیشک
دوزخ کو کیا ٹھنڈا فردوس سجا ڈالی

جبریل کو ملتا ہے یہ عرش سے پروانہ
قرآن کے پھولوں کی پہلے تو بنا ڈالی

پھر حضرت اقدس کے آداب بجالا کر
مع صلّی وسلم کے جا جاکے چڑھا ڈالی

فہرست گناہوں کی اعمال کے دفتر سے
ہر عاصیٔ تائب سے یک لخت مٹا ڈالی

اسلام سلامت ہے اس بندۂ مومن کا
جاں جس نے محمد کی الفت میں گنوا ڈالی

فردوس کے گلشن کی خاکی جسے چاہت ہو
کہہ دو کہ درودوں سے ہر وقت سجا ڈالی

الحمد مقالِ مصطفائی، اخلاص ہے حالِ مصطفائی

النور جمالِ مصطفائی، الطّور نوالِ مصطفائی

والیل ہے زلف القمر رُخ الحشر جلالِ مصطفائی

الفتح لواء رایت النصر، یٰسین کمالِ مصطفائی

قرآنِ حمید کے مطابق ، بالکل ہے خصالِ مصطفائی

للّٰہ بچالے ڈوبتوں کو، اے کشتیٔ آلِ مصطفائی

اصحاب میں نجم بنکے چمکی، تنویر جمالِ مصطفائی

فردوسِ بریں کی زیب و زینت ہے بزم وصالِ مصطفائی

افلاک پہ مہر وماہ و اختر ہیں عکسِ جمالِ مصطفائی

ہونٹوں پہ ہے جان تشنگی سے اے ابرِ نوالِ مصطفائی

فرقت نے تباہ کردیا ہے اے لطفِ وصالِ مصطفائی

تاریکیٔ قبر دور کردے، مصباح جمالِ مصطفائی

خاکی کو ہے اشتیاق تیرا، اے بزمِ وصالِ مصطفائی

اندھیر ہے چار سو نظر میں، اک جلوہ جمالِ مصطفائی

مٹتی نہیں قلب کی سیاہی کر لطف جمالِ مصطفائی

اغیار سے پُر ہے خانۂ دل، آ کیفِ خیالِ مصطفائی

نالوں کو ہے اشتیاق تیرا، اے بزمِ وصالِ مصطفائی

پھر پھونک دے صور غافلوں میں، اے بانگِ بلالِ مصطفائی

پھر بردوسلام چشم و دل ہو، اے سوزِ بلالِ مصطفائی

آسوئے ہوؤں کو پھر جگا دے اے صبحِ جمالِ مصطفائی

غفلت کی گھٹا میں پھر چمک جا، اے برقِ جمالِ مصطفائی

شب دیکھ کے رہزنوں نے گھیرا خورشیدِ جمالِ مصطفائی

پھر مردہ دلوں میں پھونک دے، روح اے شہرتِ حالِ مصطفائی

خاکیؔ ہو قبول حضرتِ حق، بنجائے جو مالِ مصطفائی

تمہیں ہم اگر مناتے تو کچھ اور بات ہوتی
ہمیں تم اگر لبھاتے تو کچھ اور بات ہوتی

گئے کعبۂ مکرم ہوئے حج سے شاد و خرم
جو تمہارے در پہ جاتے تو کچھ اور بات ہوتی

دمِ عیسوی سے مردہ جسموں میں جان آئی
جو تم اپنے لب ہلاتے تو کچھ اور بات ہوتی

سورج کا عکس لے کر ہوئے لعل سنگریزے
کہیں تم سے لو لگاتے تو کچھ اور بات ہوتی

عالم میں چہچہے ہیں پھولوں کے قہقہوں سے
ذرا تم جو مسکراتے تو کچھ اور بات ہوتی

تاروں کی جگمگاہٹ میں جہان سو رہا تھا
جو تم اپنا رخ دکھاتے تو کچھ اور بات ہوتی

بنے موسوی عصا سے دریا میں خشک رستے
تم گھائیاں ہلاتے تو کچھ اور بات ہوتی

پہنائی چشم کی لی یوسف کے پیراہن سے
تری کملی اوڑھ پاتے تو کچھ اور بات ہوتی

گئے سب کے پاس خاکی نہ سنی کسی نے بپتا
جو تمہارے پاس آتے تو کچھ اور بات ہوتی

ایماں کیا ہے الفت تمہاری — عرفان کیا ہے رویت تمہاری
احسان کیا ہے طاعت تمہاری — فیضان کیا ہے عادت تمہاری
انسان کیا ہے صورت تمہاری — قرآن کیا ہے سیرت تمہاری
نیران کیا ہے لعنت تمہاری — رضوان کیا ہے رحمت تمہاری
بدالدجیٰ کیا صورت تمہاری — شمس الضحیٰ کیا سیرت تمہاری
فرشِ زمیں پہ طاعت تمہاری — عرشِ بریں پہ رفعت تمہاری
نجم سحر میں، شمس و قمر میں — نور و ضیا، تاب عزت تمہارا
ساقیِ کوثر، شافعِ محشر — کھل جائے گی پھر شوکت تمہاری

خاکی کو اپنا جلوہ دکھا دو
کلپا رہی ہے فرقت تمہاری

پایا رب سے وہ حسن و جمال تم نے دی بتوں کی محبت نکال تم نے

پایا حق سے وہ جاہ وجلال تم نے کیا شاہوں کو اپنا بلال تم نے

کرلیا آسماں پر قمر کو شکار لے کے ابرو کی تیغِ ہلال تم نے

بانکی چتون کے اک اک اشارے میں مارے لاکھوں دلوں کے غزال تم نے

لاکھوں دل مارے باندھے جلائے فوراً کھولے گیسوئے مشکیں کے بال تم نے

دیکے مہرِ فترضیٰ میں اشکوں کے دُر کیں غلاموں کو حوریں حلال تم نے

شکرِ محبوبیت میں ہر اک امتی کردیا لطف سے مالامال تم نے

موجِ عصیاں سے اے قبلۂ اہلِ بیت دی غلاموں کی کشتی نکال تم نے

حق کا جھنڈا کیا جب جہاں میں نصب دیا باطل کو اک دم زوال تم نے

لا کے قرآن و ختمِ نبوت گواہ کردیا ثابت اپنا کمال تم نے

کر کے چودہ طبق طے کیا آن میں لامکاں پر خدا سے وصال تم نے

ہوگئے ہر ادا میں عدیم المثال کی وہ عالم میں قائم مثال تم نے

سیفِ شیطاں سے بچنے کولاحول کی دیدی ہے اپنی امت کو ڈھال تم نے

دیجئے خاکی کو محشر میں غم سے نجات
بارِ عالم لیا ہے سنبھال تم نے

میری آنکھ تیری نظر ڈھونڈتی ہے
بصارت میں نورِ نظر ڈھونڈتی ہے

ذرا ہوش میں آؤ موسیٰ کہاں ہو
تجلی تمہیں طور پر ڈھونڈتی ہے

ہنسی کے طلب گار ہیں اہلِ دنیا
مگر مغفرت چشمِ تر ڈھونڈتی ہے

کہاں رنجِ فرقت کہاں گنجِ خلوت
میری حسرت ان کی نظر ڈھونڈتی ہے

جہاں میم قرآں کے سر ہے ناداں
وہ احمد ﷺ کی نازک کمر ڈھونڈتی ہے

تجلی کو سمعِ کلیمی سے نسبت
یہ احمد ﷺ کی نوری بصر ڈھونڈتی ہے

نبوت کی منزل رسولوں نے پوچھی
کہا رب نے طٰہٰ کا در ڈھونڈتی ہے

سخاوت ، شجاعت، ہدایت شفاعت
جہاں ہیں محمد ﷺ کا گھر ڈھونڈتی ہے

شب وصل والے ہیں ظلمت کے خواہاں
شبِ ہجر نورِ سحر ڈھونڈتی ہے

بہشتوں میں حوروں کی آنکھوں کی ٹھنڈک
ہر انساں میں سوزِ جگر ڈھونڈتی ہے

شفا دستِ جاناں کی عالم میں خاکی
ہمہ وقت دردِ جگر، ڈھونڈتی ہے

کاش دربارِ رسالت میں ہم آتے جاتے
گٹھریاں سر سے گناہوں کی گراتے جاتے

ہر قدم پر رہ طیبہ میں یہ حالت ہوتی
جان اک لیتے تو اک جان گنواتے جاتے

دیر ہوتی دُرِ مقصود کے ملنے میں اگر
ندیاں اشکوں کی آنکھوں سے بہاتے جاتے

اپنی زاری میں اثر ہائے وہ پیدا ہوتا
ابرِ رحمت کو بھی ہمراہ رلاتے جاتے

آتشِ ہجر میں جب دل سے نکلتیں آہیں
جھونپڑی ہستیِ فانی کی جلاتے جاتے

جسم کو جذبۂ جاناں سے بنا لیتے جاناں
ہاتھ کو پر تو قدم سر کو بناتے جاتے

پوچھتا راہ میں جب کوئی پتہ منزل کا
آیتِ نُور اسے پڑھ کے سناتے جاتے

قلب کو روضۂ اقدس کی زیارت کر کے
مژدۂ وصل سے تسکیں دلاتے جاتے

سجدہ شکر میں توفیق احد سے خاکی
جان اپنی درِ احمد ﷺ پہ گنواتے جاتے

خدا وہ درد دے جو شربت دیدار ہوجائے
بصر میری شعاعِ جلوۂ رخسار ہوجائے

تمنا ہے کہ دل نذرانۂ دلدار ہوجائے
نثارِ جلوۂ جاناں یہ جانِ زار ہوجائے

اگر تیرِ نگاہِ ناز دل کے پار ہوجائے
تو سینہ بھی مرا فردوس کا گلزار ہوجائے

اگر لگ جائے کانٹا پاؤں میں صحرائے طیبہ کا
گلے میں خلد کے پھولوں کا وہ اک ہار ہوجائے

یقیناً سجدہ گاہِ قدسیاں ہوجائے سر میرا
اگر یہ خاک کوئے سیدِ ابرار ہوجائے

سرورِ بادۂ عشقِ نبی دے ساقیِ وحدت
کہ یہ غافل بھی جس سے محرمِ اسرار ہوجائے

سلاطینِ جہاں خدام اس بندے کے ہوتے ہیں
کہ جو سچا غلامِ احمدِ مختار ہوجائے

اٹھا سکتا ہے کب بارِ تجلی وہ دلِ بسمل
جو موتو سن کے محوِ وعدۂ دیدار ہوجائے

جو دیکھے مارمیت اذرمیت میں ترا جلوہ
اسے انکار کی صورت میں اقرار ہوجائے
تری آنکھوں سے جب میں دیکھ لوں تیرا رخِ روشن
مجھے حق الیقیں لایدرک الابصار ہوجائے
چھپالے روسیاہ خاکی کو اے دامانِ مزمل
کہ اس پر بھی نگاہِ رحمتِ غفار ہوجائے

بیانِ مولدِ خیرالبشر ہے
نزولِ رحمتِ حق سربسر ہے
یہاں آتے ہیں رحمت کے فرشتے
کہ ذکرِ رحمتِ ربّ البشر ہے
خوشی میلادِ انور کی مناؤ
کہ قربِ ذاتِ حق اس کا ثمر ہے
خدا کا ذکر ہے ذکرِ پیمبر
نبی آئینۂ حق سر بسر ہے
وہ دل قندیل ہے عرشِ خدا کا
نبی کی یاد کا جس میں ثمر ہے
جو ذاکر ہے محمد ﷺ مصطفٰے کا
وہی خالق کا منظورِ نظر ہے
نہ ہو کیوں فرش پر اس ذکر کی دھوم
کہ چرچا اس کا عرشِ پاک پر ہے
یہی ہے آفتابِ قلبِ مومن
یہی مرقد میں رشکِ صد قمر ہے
یہی ہے ماحیٔ کفر و ضلالت
یہی جو پائے حق کا راہبر ہے
بحکمِ مغفرت ہر اہلِ محفل
جہنم کے ضرر سے بے خطر ہے
نہیں آتے شیاطین پاس اس کے
کہ یہ خاکی رجومِ بدگہر ہے

رخِ محبوبِ حق شمس الضحیٰ معلوم ہوتا ہے
انہیں قرآنِ حق جلّ عُلا معلوم ہوتا ہے

خیالِ مصطفٰے بدالدجیٰ معلوم ہوتا ہے
جمال ان کا کمالِ کبریا معلوم ہوتا ہے

ذرا پڑھئے تو مزمل کی صورت نظمِ قرآں میں
اجالا طور، کی بجلی کا سا معلوم ہوتا ہے

ملی کوثر کی شاہی رحمۃ اللعالمیں تم کو
درِ اقدس کا ہر سلطاں گدا معلوم ہوتا ہے

سراجِ بزمِ عالم آپ کے کوچہ کا ہر ذرّہ
چمک میں غیرتِ شمس الضحیٰ معلوم ہوتا ہے

وہی راہِ بقا کا مرشدِ کامل ہے عالم میں
جو مرآۃ شہید کربلا معلوم ہوتا ہے

نبی کا ہر صحابی مومنِ کامل کو اے خاکی
علی مرتضیٰ اک دوسرا معلوم ہوتا ہے

یا رسولِ عربی ختمِ رسولاں مددے
رحمتِ حق مددے، جلوۂ رحمٰں مددے

مظہرِ اوّل خلّاقِ دوعالم تو ہے
نورِ انوار سراجِ رہِ عرفاں مددے

تیرے صدقہ میں ہوئی توبۂ آدم مقبول
داعیِ خلد بریں شافعِ عصیاں مددے

حامیِ بیکس و مسکین و یتیم و مفلس
صاحبِ خلقِ عظیم شہِ پاکاں مددے

تجھ پہ پھولا ہے چمن شاد ہے تجھ سے گلشن
زینتِ ہفت فلک مہر درخشاں مددے

ہاتھ پھیلائے ہوئے در پہ فقیر حاضر ہیں
قاسمِ نعمتِ کونین بقرآں مددے

کور چشموں کو کیا نام نے تیرے بینا
نورِ ایماں مددے، شمعِ شبستاں مددے

کہتا ہے کنجِ لحد میں یہ تیرا طالبِ دید
مونسِ خستہ دلاں شاہدِ دوراں مددے

زنگِ عصیاں نے کیا آئینۂ دل کالا
ماحئ ظلمتِ دل مشعلِ ایماں مددے

گرمئ حشر سے نالاں ہیں گنہگار غلام
آیۂ رحمتِ حق سایۂ داماں مددے

جاں بلب تشنہ دہن کہتے ہیں با آہ وفغاں
ساقئ کوثر و سر چشمۂ احساں مددے

ایک عالم ہے گناہوں سے پریشاں لرزاں
اب اعجازِ نبی زلفِ پریشاں مددے

سخت غفلت میں ہے خاکی پہ کرم بہرِ خدا
رہبرِ اہلِ تقا ساقئ مستاں مددے

مریضِ معصیت کی شافعِ محشر خبر لیجئے
یہ بحتانِ امت کی مہِ انور خبر لیجئے

نکالے آپ نے واللہ بت اللہ کے گھر سے
ہمارے کعبۂ دل کی بھی پیغمبر خبر لیجئے

ہمومِ دینوی نے ہر طرف سے مجھ کو گھیرا ہے
دہائی آپ کی اے دین کے سرور خبر لیجئے

لئے جاتا ہے ٹیڑھے راستہ پر رہزنِ ایماں
مدد کا وقت ہے اسلام کے رہبر خبر لیجئے

کھڑا ہے جھولیاں خالی لئے درگاہ میں عالم
صدا دیتا ہوا شاہِ جہاں پرور خبر لیجئے

درندے دشمنانِ دینِ حق کے حملہ آور ہیں
ضعیف اُمت کی زورِ پنجۂ حیدر خبر لیجئے

تڑپتا ہے مریضِ ہجر خاکی دردِ فرقت میں
طبیبِ روح تسکینِ دلِ مضطر خبر لیجئے

ترے رخ پر تجلی خدا معلوم ہوتی ہے
مگر منکر سے بینائی خفا معلوم ہوتا ہے

زمیں پر آفتابِ نور وحدت کے چمکنے سے
زمیں رشکِ سماواتِ علیٰ معلوم ہوتی ہے

خدا نے کس محبت سے پکارا تجھ کو مزمل
تری کملی بھی رحمت کی گھٹا معلوم ہوتی ہے

حیاتِ جاودانی بخشدی اک خشک لکڑی کو
لبوں پر آپ کے روحِ خدا معلوم ہوتی ہے

سراجِ نورِ وحدت جو ترا پروانہ ہوجائے
فنا ہوکر اسے راہِ بقا معلوم ہوتی ہے

شفا ہر درد سے قرآں عموماً ہے مگر مجھ کو
خصوصاً تیری فرقت کی دوا معلوم ہوتی ہے

گناہوں میں ملوث رہ کے بھی جو تجھ پہ مائل ہے
اسے تیرے فقیروں کی دعا معلوم ہوتی ہے

ترے عاشق نے جنت کی ہوا کھا کر یہ فرمایا
یہاں گلزارِ طیبہ کی ہوا معلوم ہوتی ہے

جلائے تم باذن اللہ سے مردے بہت بیشک
لبِ عیسیٰ پہ بھی تری صدا معلوم ہوتی ہے

امان ایمان نے پائی ترے تشریف لانے سے
تو بولا کفر اب میری قضا معلوم ہوتی ہے

یہ ہے مضمون قرآں تیرا مجرم حق کا مجرم ہے
اطاعت میں تری حق کی رضا معلوم ہوتی ہے

ترا سینہ عجب گنجینۂ بحرِ حقیقت ہے
کہ قرآں جس پہ شرحِ کبریا معلوم ہوتی ہے

تری محراب ابرو پر جو سجدہ کرکے مرتا ہے
تو سب اس کی قضا ہم کو ادا معلوم ہوتی ہے

گنہگاروں کی بخشش کی طرف مائل ترے رُخ پر
شفیع المذنبین زلفِ دوتا معلوم ہوتی ہے

توقع ہے کہ خاکی پر ترحم کی نظر ہوگی
کہ اس میں خاکساری کی ادا معلوم ہوتی ہے

کیا ختمِ رسل رب کا بندہ نظر آتا ہے
اللہ کے بندوں کا مولا نظر آتا ہے

کیا شانِ تواضع ہے اس جاہ و جلالت پر
محبوبِ خدا ہوکر بندہ نظر آتا ہے

ایمان کی آنکھوں سے قرآں کو دیکھو تو
اوصافِ محمد ﷺ کا خطبہ نظر آتا ہے

اک ذات ہے گنجینہ مجموعہ محاسن کا
توحید کا کثرت میں جلوہ نظر آتا ہے

دنیا بھی ہے عقبیٰ بھی دعوت بھی شفاعت بھی
دربارِ رسالت میں کیا کیا نظر آتا ہے

دن رات کو گردوں پر خورشید و قمر بن کر
ہر دو رُخِ احمد ﷺ کا سایہ نظر آتا ہے

گو خاک پہ ہے روضہ اس سرورِ عالم کا
افلاک سے رتبہ میں اونچا نظر آتا ہے

کیا سینہ ہے جو ان کی الفت کا سفینہ ہو
گویا کہ مدینے میں کعبہ نظر آتا ہے

وہ سر نہیں اک بر ہے انمول حقیقت کا
جس میں کہ محمد ﷺ کا سودا نظر آتا ہے

وہ قلب کی زینت ہے ایماں کی جلا ہو کر
اور آنکھوں میں آنکھوں کا تارا نظر آتا ہے

داماں کی ہوا دے کر خاکی کو معطر کر
یہ ابرِ کرم تیرا قطرہ نظر

کیوں نہ چاہیں تجھے اللہ کی الفت والے
مظہرِ حق ہے تو اللہ کی صورت والے

یاد کرتے ہیں تجھے درد و مصیبت والے
آ خبر جلد لے اللہ کی رحمت والے

مضطرب قبر میں ہیں ہجر کی ظلمت والے
اک نظر دیکھ لے او چاندی صورت والے

جاں بلب تشنۂ دیدار کو ہو جام عطا
نرگسِ مست سے او ساغرِ وحدت والے

مانگتا ہے کوئی جنت کوئی دوزخ سے اماں
دونوں عالم سے ہیں فارغ ترے سب متوالے

جادۂ حق پہ نہیں حال کے صد با مفتی
پیچ و خم میں ہے جہاں کس سے کوئی فتویٰ لے

دور میں کیوں نہ ہو ہر وقت ترا جامِ طہور
ہر گھڑی طالب مستی ہیں ترے متوالے

لوحِ محفوظ کو دیکھا تجھے جس نے دیکھا
اللہ اللہ مرے قرآں کی صورت والے

نورِ حق پر نہ ہو روشن کوئی شے کیا معنی
کہتے ہیں تجھ کو جو ناداں وہ ہیں کج متوالے

چار سو حشر میں ہے عام دہائی تیری
ہم کو دوزخ سے بچا عام شفاعت والے

کرنے دیتی نہیں فریاد بھی اب خشک لبی
رحم کر ابرِ کرم بارشِ رحمت والے

کس طرح زخمِ جگر لذت و راحت پائے
تری چٹکی میں نہ ہو جب وہ ملاحت والے

ذلتِ حشر سے خاکی کو بچا حق کے امین
تیرے صدقے کے طلبگار ہیں عزت والے

نبی سا کوئی حق کا بندہ نہیں ہے
خدا کو کوئی ایسا پیارا نہیں ہے

کہا حق نے آ مجھ سے مل میرے پیارے
تری راہ میں کوئی روڑا نہیں ہے

تو رحمت ہے آغوشِ رحمت میں آجا
کہ رحمت کا رحمت سے پردہ نہیں ہے

ادا روکتی تھی، قضا کھینچتی تھی
کہ پیارے کا پیارے سے پردہ نہیں ہے

ادب سے رکے شہ تو آواز آئی
تو محرم ہے محرم سے پردہ نہیں ہے

جو تیرا سو میرا جو میرا سو تیرا
کہ توحید میں تیرا میرا نہیں ہے

فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ
کسی پر یہ دولت ہویدا نہیں ہے

جو تو نے نہ دیکھا، اسے کون دیکھے
جو کوئی نہ دیکھے وہ جلوہ نہیں ہے

جو امت کی خاطر تو چاہے وہ لے لے
کوئی چیز تجھ سے زیادہ نہیں ہے

مقامِ دنیٰ سے کہا والضحیٰ نے
کہ محبوب کا تو احاطہ نہیں ہے

برابر تری قاسمِ فضلِ کوثر
کوئی خلق میں دینے والا نہیں ہے

چھپا لیجئے مجھ کو دامن میں اپنے
کہیں اور میرا ٹھکانہ نہیں ہے

بلاشک ہوں میں ایک ناپاک قطرہ
تو کیا شاہِ لولاک دریا نہیں ہے

جو بندہ ہے ان کا وہ خاکی ہے آقا
جو ان کا نہیں رب کا بندہ نہیں ہے

جسے عشقِ احمد کا چسکا نہیں ہے
وہ ایمانِ کامل میں سچا نہیں ہے

رخِ مصطفٰے پر جو شیدا نہیں ہے
قسم رب کی وہ رب کا پیارا نہیں ہے

ازل میں ابد میں مکاں لامکاں پر
کہاں آپ کا نام اونچا نہیں ہے

زمیں و فلک کون سے ہیں جہاں پر
نصب دینِ احمد ﷺ کا جھنڈا نہیں ہے

بقائے ابد ہے لبِ جاں فزا میں
دمِ مصطفٰے نفخ عیسیٰ نہیں ہے

کہاں لن ترانی کہاں ادن منی  کلیمی مقام! فتر ضی نہیں ہے
نہیں عشقِ یوسف میں مجرم زلیخا  کہ حسنِ نبی اس نے دیکھا نہیں ہے
نہیں مہرومہ شمعِ بیضاء لحد میں  تو کیا نورِ چشم ان کا تکوا نہیں ہے
محمد ﷺ وہ ہے بحرِ وحدت کا قطرہ  برابر کوئی جس کے دریا نہیں ہے
وہ دریائے رحمت حقیقت ہے اس کی  کہ جس کا کہیں پر کنارہ نہیں ہے

نہ رکھ ان کے دشمن سے خاکی علاقہ
جو ان کا نہیں وہ کسی کا نہیں ہے

حسنِ یوسف اور ہے احسانِ طٰہٰ اور ہے  ماہِ کنعاں اور ہے محشر کا دولہا اور ہے
کہتے ہیں محشر میں ابرہیم بھی لست د لبا  اوجِ خُلعت اور ہے شانِ فترضیٰ اور ہے
طور بزمِ شمع ہے عرشِ بریں دیدار گاہ  لن ترانی اور ہے معراجِ ادنیٰ اور ہے
مار ہوجانا عصا کا بھی بڑا اعجاز تھا  عشقِ صادق میں نبی کا اسطوانہ اور ہے
انفلاقِ بحر بُر بانِ عظیم الشان تھا  انشقاقِ بدر کا لیکن نتیجہ اور ہے
من وسلویٰ سے مقید تھا کلیمی مائدہ  دستِ پاکِ مصطفےٰ کا خوانِ یغما اور ہے
آسمانوں پر گئے ادریس وعیسیٰ شک نہیں  دم میں سیر لامکاں معراجِ اسریٰ اور ہے
بادشاہوں سے بھی افضل ہے سگِ اصحابِ کہف  لیکن اس محبوبِ حق کے در کا کتا اور ہے
ان کے کشتوں کو سوا ان کے جلا سکتا ہے کون  اے مسیحا موت کا مردہ جلانا اور ہے
حق کا جلوہ کب دکھا سکتا ہے خورشیدِ فلک  ضوءِ شمسی اور تنویرِ منیرا اور ہے

دینے والے دیتے ہیں جتنا ہے ان کو اختیار
قاسمِ ہر جز و کل مفتاحِ والا اور ہے

عابدوں کو ہو مبارک قصرِ جنت کی خرید
عاشقانِ جلوۂ احمد ﷺ کا سودا اور ہے

بادشاہت پر نظر کرتا ہے کب ان کا گدا
تختِ خسرو اور ہے، خاکِ مدینہ اور ہے

ذکرِ عشقِ عاشقانِ مصطفےٰ ہے جذبِ عشق
قصۂ فرہاد و شیریں قیس و لیلیٰ اور ہے

نوح کی کشتی میں تھی خاکی اک عالم کی نجات
اہلِ بیتِ پاک کا لیکن سفینہ اور ہے

عقلِ کل حیرت میں ہے وہم وگماں چکر میں ہے
جستجو میں کس کی یہ سارا جہاں چکر میں ہے

جلوۂ نورِ خدا وندی ہے عالم کو محیط
طور کی مانند سب کون و مکاں چکر میں ہے

کیجئے تعریف جس کی ہے محمد کی ثناء
فہمِ واصف دنگ ہے نطق و بیاں چکر میں ہے

یہ لطافت سایۂ اقدس کی اللہ الصمد
چشمِ بینا منفعل نام و نشان چکر میں ہے

اک امی کی فصاحت سے ہیں عاجز کل بلیغ
میں ہی کیا چکر میں ہوں سارا جہاں چکر میں ہے

جس نے دیکھا یا سنا اعجاز انشق القمر
مشتری بن کر مثالِ عاشقاں چکر میں ہے

اللہ اللہ مرکزِ افلاک اے طیبہ کی خاک
تیرے رفعت سے محیطِ آسماں چکر میں ہے

ہے خمارِ بادۂ عشقِ نبی کا وہ سرور
ذکرِ میکش کیا کہ جامِ آسماں چکر میں ہے

کس قدر شیریں ہے تلخی ان کے دردِ عشق کی
بندلب دل مستقر آہ و فغاں چکر میں ہے

جس نے چھوڑا آستاں اس سرورِ لولاک کا
دربدر مقہور ہے بے خانماں چکر میں ہے

نوحِ طوفانِ قیامت ناخدائی کیجئے
قہرِ عادل سے جہازِ عاصیاں چکر میں ہے
کشتیٔ آلِ مطہر میں انہیں کیجئے سوار
شافعِ مطلق جہازِ عاصیاں چکر میں ہے
آتشِ عشقِ نبی خاکی ہے جنت کی بہار
جس سے دوزخ کانپ کر مع منکراں چکر میں ہے

شعاعِ خورشیدِ نورِ مطلق رخِ رسالت مآب میں ہے
جو آنکھ والا ہے دیکھتا ہے جو بے بصر ہے حجاب میں ہے
اسی سے بجلی چمک رہی ہے اسی سے کلیاں چٹک رہی ہیں
اسی کی کا جلوہ حجاب میں ہے مہک اسی کی گلاب میں ہے
وہ دن میں شمس الضحیٰ ہے جگ کا تو شب میں بدرالدجیٰ ہے بیشک
وہی جھلک ماہتاب میں ہے وہی چمک آفتاب میں ہے
نظر میں وہ نور بوالعجب ہے تو گوش میں کیفِ پُر طرب ہے
کسی کے سینہ میں عشقِ رب ہے یہ کیسا دریا حُباب میں ہے
شجر میں برگ و ثمر کی رونق شگوفہ و گل میں ذکر ہُو حق
نجوم میں زیب چرخ ارزق کرم کی بارش سحاب میں ہے

محب کا دل کوہ طور اس کا ہے جلوہ گر جس میں نور اس کا
پھر اس کے اندر ظہور اس کا سرور جس کی جناب میں ہے
نبی رحمت شفیع امت ولی نعمت و سیع قدرت
صراط کثرت سراج وحدت حبیب حق انتخاب میں ہے
عرب پہ شوکت عجم پہ ہیبت زمیں پہ طاعت فلک پہ رحمت
یہاں ہدایت و ہاں شفاعت رسل کو سکتہ خطاب میں ہے
کریم خلق عظیم والا، رحیم جود عمیم والا
موافق اس کا نعیم والا مخالف اس کا عذاب میں ہے
زمیں پہ پڑتا نہیں ہے سایہ نکل رہا ہے کمر سے پٹکا
بشر سے اس شان کو علاقہ یہ کس کا چہرہ نقاب میں ہے
بشر بظاہر ہے اس کی صورت تو اس کی دنیا پہ ہے حکومت
جو پالے باطن سے عکس سیرت تو ملکِ عقبیٰ رکاب میں ہے
خدا نہیں ہے وہ عبد اکمل مگر ہے عالم میں سب سے افضل
دلیل و اعجاز سے مدلل خدا کی محکم کتاب میں ہے
جگر کو اس واسطے سکوں ہے کہ تیر مژگاں خطا نہ جائے
تلاش میں دامِ زلفِ مشکیں کی صید دل اضطراب میں ہے

خدا ہی جانے کہ چشم بیدار اس کو کیا دیکھتی تھی خاکی
نظارہ جس کا تجلی حق خدا کے نزدیک خواب میں ہے
امید حق سے یہی ہے خاکی حساب سے پائیں گے خلاصی
شفاعتِ مصطفٰے سے عاصی جو عین روزِ حساب میں ہے
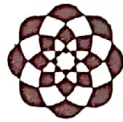
دکھا یارب فضائے گلشن اسرار کیسی ہے
بہارِ بوستان احمدِ مختار کیسی ہے
سنگھا خوشبوئے زلفِ احمد مختار کیسی ہے
نسیم عطر بیز کوچہ دلدار کیسی ہے
چکھا دے چاشنئ شربتِ دیدار کیسی ہے
تجلی جمالِ احمد مختار کیسی ہے
خلیل اللہ جملہ انبیاء ہیں ان کے سایہ میں
تعالٰی اللہ شانِ سید ابرار کیسی ہے
کلیم اللہ کو ہے فخر جن کی ہم کلامی پر
سنا دے اس لب جاں بخش کی گفتار کیسی ہے
فلک پر آج تک زندہ ہیں عیسٰی جن کے سایہ میں
لگا دے ان کے داماں کی ہوا اک بار کیسی ہے
نظر جب عالم رویا میں بھی صورت نہیں آتی
تو پھر دل میں الٰہی حسرتِ دیدار کیسی ہے
یہ سچ ہے میرے عصیاں کی اندھیری قبر میں ہوگی
مگر شمع جمالِ رحمتِ غفّار کیسی ہے
قیامت ہے اگرچہ عاشقوں کا ہجر میں مرنا
حیاتِ اشتیاق لذت دیدار کیسی ہے

بڑھا کر آپ کو خاکی سے مرتد ہوگیا شیطاں
نہ سمجھا یہ کہ خاکِ کوچۂ دلدار کیسی ہے

میرے مولا کی سب دنیا و دیں پر بادشاہت ہے
خدا خود اس کا شاہد اور قرآں اس کی حجت ہے

محیط الکل ہے ظلّ اللہ ہے، ختمِ نبوت ہے
ہو الاوّل ہو الآخر نشانِ شانِ وحدت ہے

کیا توحید کو ایسی الوالعزمی سے مستحکم
کہ پشتِ نازنیں پر تمغۂ مہرِ نبوت ہے

صفات و ذات میں بے مثل ہے وہ نورِ ربانی
کہ جس کی معرفت کی ماعرفناہ نہایت ہے

سلام شوق کے ہمراہ قدسی اک گزارش بھی
جنابِ پاک ختم المرسلین میں پیشِ خدمت ہے

جہاں پر آپ کا ابرِ کرم ہر وقت باراں ہے
ہری جس سے زمیں و آسماں کی سب زراعت ہے

کوئی مانگے نہ مانگے ہاتھ پھیلائے نہ پھیلائے
مگر کشکول بھر دے وہ تمہارا خوانِ نعمت ہے

بھرا جس نے بھی چاہا گوہرِ مقصود سے دامن
ترا دستِ کرم و اللہ دریائے سخاوت ہے

گنہگاروں کی کیا ہستی چھپالے عرشِ اعظم کو
وسیع المغفرت ایسا ترا دامانِ رحمت ہے

گنہگاران امت کی خبر لے جلد اے آقا
کہ شب ان کی عذاب النار دن ہولِ قیامت ہے

ہمومِ دنیوی ہولِ قیامت قبر کی دہشت
گرفتارِ معاصی پر مصیبت پر مصیبت ہے

حضوری ہو تو کیسے ہو ترے دربارِ عالی میں
کہ سر پر بارِ عصیاں پاؤں پر قیدِ خجالت ہے

خطا کی ہتھکڑی سے پاؤں بھی پھیلا نہیں سکتا
کرم کی دستگیری کی شفاعت کی ضرورت ہے

دلِ مشتاق اُڑتا ہے تھکا کر عقل کے بازو
کہ اس کو وصل میں حیرت اسے شوقِ زیارت ہے

نہ ہوں کیوں غرق مجھ سے روسیاہ بحرِ ندامت میں
تری اس کی نشانِ ساحلِ دریائے رحمت ہے

سہارا کچھ نہیں محشر کا میرے پاس اے آقا
مگر الطافِ رحمانی سے امیدِ شفاعت ہے

خدا ہی دیکھتا ہے حسن اس بے مثل صورت کا
کہ حق کی دید جس آئینۂ وحدت کی رویت ہے

سروں میں تیرا سودا ہے دلوں میں تیری الفت ہے
لطافت تیری جانوں میں گلوں میں تیری نکہت ہے

قمر میں ہے ضیا تیری منور شمس ہے تجھ سے
ستاروں میں چمک کیا ہے ترا عکسِ ہدایت ہے

شفیع عاصیاں ہے نام تیرا رحمتِ عالم
لواء حمد محشر میں ترا تاجِ سیادت ہے

تڑپنا لوٹنا عشق رسول اللہ میں خاکی
یہی اہلِ محبت کے لئے دنیا مین راحت ہے
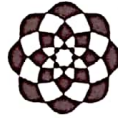
نامِ رسول پر فدا اس لئے کل جہاں ہے
جان ہے تو جہان ہے اور وہ جہاں کی جان ہے

عقل تو فیل ہو چکی عشق کا امتحان ہے
جسکی طلب ہے دل تجھے بس وہی مستعان ہے

صبر و قرار الوداع ضبط و سکون الفراق
سینۂ بیقرار میں جلوۂ کن فکان ہے

دل کی کلی میں آکے بس بوئے قمیصِ احمدی
تیرے ہی دم سے تازہ دم باغ ہے باغبان ہے

قبر میں کون ہے جلیس حشر میں کون ہے انیس
خُلقِ عظیم نے کہا ایک ہی مہربان ہے

زلفِ دراز پر فدا دامن شاہ پر نثار
طول و طویل گو مری کتنی ہی داستان ہے

طورِ کلیم ایک ہے روئے نبی کے عاشقو!
یاد ہو ان کی جس جگہ طور وہی مکان ہے

جلوۂ گہِ کلیم حق، وادئ ملک شام تھا
خانۂ خلوتِ حبیب عرش ہے لامکان ہے

مالک دو جہان ہے ان کا گدائے آستاں
جس کی کہیں زمیں ہے خاکی نہ آسمان ہے

طالب میں جسکی آدم خلد کے مسکن سے نکلے تھے
اسی گل رُو کے جلوے ہاشمی گلشن سے نکلے تھے

تپش سے جسکی موسیٰ ذوق میں مدین سے نکلے تھے
اسی آتش کے شعلے وادیٔ ایمن سے نکلے تھے

خلیلِ حق پہ آتش میں سلام و برد کے جھونکے
شہ لولاک کے رحمت بھرے دامن سے نکلے تھے

جمال حق دکھانے کو شرارے حسن احمد کے
جناب یوسفؑ صدیق کے چلمن سے نکلے تھے

سلام عشاق کو کرکر فرشتے خلد میں بولے
یہی صلی علیٰ کہتے ہوئے مدفن سے نکلے تھے

فدا حسنِ محمد ﷺ کی جھلک پر ہوگئے اک دم
حسینان دو عالم جو بڑے جوبن سے نکلے تھے

فروغِ ملتِ بیضا نہ ہوتا کیوں صحابہ سے
ہدایت کے ستارے نور کے دامن سے نکلے تھے

شبابِ اہلِ جنت کے بنے حسنین یوں دولہا
اسی کشتی میں عاصی حشر کی الجھن سے نکلے تھے

غریب امت کی جانب سے بنے فردوس کی قیمت
جو گوہر مصطفیٰ کے دیدۂ روشن سے نکلے تھے

نجومِ نیّرِ اسلام کی زینت پہ قرباں ہیں
ید بیضا کے جو جلوے بڑے جوبن سے نکلے تھے

گلستانِ مدینہ کے عنادل بن گئے خاکی
جو شاعر لے کے ایماں خلد کے گلشن سے نکلے تھے

حبیب کبریا جب حشر میں مدفن سے نکلیں گے
سلامی کو فرشتے قدس کے گلشن سے نکلیں گے

نجات اولاد کی دیکھیں گے آدم خواب برزخ میں
ثنائے مصطفیٰ کرتے ہوئے مدفن سے نکلیں گے

نسیم شافعٔ مطلق سے مسجود ملائک بھی
ثنائے مصطفیٰ کرتے ہوئے مدفن سے نکلیں گے

سفینہ دیکھ کر میدانِ محشر میں محمد ﷺ کا
جنابِ نوح کہہ کر مرحبا مسکن سے نکلیں گے

لوائے حمد کے سایہ کی جانب جدّ امجد بھی
قبا خلت کی لے کر خلد کے گلشن سے نکلیں گے

مقامِ مصطفیٰ کی دیکھ کر وہ شانِ یکتائی
بصد تحسین موسیٰ وادیٔ ایمن سے نکلیں گے

دکھانے کے لئے جنت کا زینہ اہل محشر کو
وہ روح اللہ شہِ لولاک کے دامن سے نکلیں گے

زمیں پُر نور ہو جائے گی دم میں نورِ وحدت سے
محمد مصطفیٰ جب نور کے چلمن سے نکلیں گے

کھلیں گے جب شفاعت کیلئے گیسو محمد ﷺ کے
تمام عاصی اسی دم حشر کی الجھن سے نکلیں گے

یمینِ عرشِ رحمٰن دیکھ کر محبوب کی کرسی
قدم بوسی کے جذبے دیدۂ روشن سے نکلیں گے

کھلیں گی عاصیوں کی مژدۂ فردوس سے آنکھیں
جب انفاسِ شفاعت ان کے پیراہن سے نکلیں گے

حسینانِ جہاں جھک جائیں گے حسن عقیدت سے
وہ جلوے حسن کے شمسِ رخِ احسن سے نکلیں گے

پڑھے گا گلشن فردوس میں ہر ایک گل تسبیح
وصلی اللہ کے نغمے ہر اک گلشن سے نکلیں گے

کھلے گا حمد رب سے جب لب اعجاز کا غنچہ
تو گل بن کر مسلمان دوزخی گلخن سے نکلیں گے

نثار تاج پاک ہونے کو اس محشر کے دولہا کے
جواہر مغفرت کے غیب کے مخزن سے نکلیں گے

کمال عبدیت سے جائیں گے خاکی وہ سجدے میں
ربوبیت کے جلوے لطف کے چلمن سے نکلیں گے

جمالِ احمدِ مرسل وہ شمع بزم ہستی ہے
کہ روشن جسکے جلوے سے بلندی اور پستی ہے

حجاب حسن وحدت اٹھ گیا مستوں کی آنکھوں سے
شرابِ عشقِ احمد کی عجب پُر کیف مستی ہے

تجلی جمالِ کبریا مشتاق ہے اس کی — کہ جس کی آنکھ دیدار محمد ﷺ کو ترستی ہے
نہ ہو کیوں عرشِ اعظم سے سوا رتبہ مدینہ کا — کہ یہ محبوب رب العرش کی محبوب بستی ہے
چلو اے تشنگانِ ساقئ کوثر مدینے کو — کہ اس کی خاک پر افلاک سے رحمت برستی ہے
دکھا دے روضۂ خضرا مجھے اے جذبۂ ایماں — کہ تیرے نور سے کافور عذرِ تنگدستی ہے
جمالِ مصطفٰے کی اک جھلک صدیقؓ سے پوچھو — حیاتِ خضر کی قیمت میں ملجائے تو سستی ہے
کرے قرباں نہ کیوں کثرت کو حق ختمِ رسالت پر — اسی دم سے جہاں میں جذبۂ وحدت پرستی ہے

اگر دنیا کی تاریکی سے خاکی تجھ کو نفرت ہے
تو چل طیبہ میں ہر دم نور کی بارش برستی ہے

اٹھی رحمت کی بدلی نور برساتی مدینے سے — کھلا گلزار جنت عاشق احمد کے سینے سے
زہے قسمت کہ دم نکلے گلستان مدینے میں — کہیں بہتر ہے یہ افلاک پر دوری میں جینے سے
معطر خاکداں سب ہوگیا خوشبوئے جنت سے — شمیم جانفزا آتی ہے کس گل کے پسینے سے
مری کشتی ہے میرا بول بالا نا خدا ہوں میں — یہ گوشِ جاں نے مژدہ سن لیا نوحی سفینے سے

تجلی خدا معراج ہے ہر ایک بندے کی
مگر خاکی یہ رفعت ملتی ہے احمد کے زینے سے

جو مر گیا ہے عشقِ پیمبر لئے ہوئے
وہ جی رہا ہے عزتِ محشر لئے ہوئے

گھبرانہ جائے ظلمتِ مرقد سے امتی
لطفِ نبی جلیس ہے نیر لئے ہوئے

تشنہ لبان ساقی کوثر کے واسطے
رضواں کھڑا ہے ہاتھ میں ساغر لئے ہوئے

مستانِ چشم شافعِ محشر کا منتظر
فضلِ احمد ہے ساغرِ کوثر لئے ہوئے

امیدوار فضل غفور الرحیم ہے
خاکی حضور میں عمل شر لئے ہوئے

والشمس تابشِ رخ ذرہ نواز ہے
واللیل صاف نقشۂ زلفِ دراز ہے

صورت نبی کی مظہر صورت طراز ہے
اس آئینہ میں جلوۂ آئینہ ساز ہے

ملتا ہے میم وح سے محمد ﷺ کی یہ نشاں
وہ آپ راز آپ ہی مفتاحِ راز ہے

محبوب بے نیاز ہے سلطانِ انبیاء
عالم کو ان کی طوقِ غلامی پہ ناز ہے

نسبت ہے گل کو ان کے رخِ نازنین سے
بلبل کے عشق کا یہی پوشیدہ راز ہے

کونین کو محیط ہے نورِ محمدی ﷺ
نورِ خدا کو غیر سے یہ امتیاز ہے

شق ہے قمر تو پیچھے کو پلٹا ہے آفتاب
اللہ کیا ہی سطوتِ شاہِ حجاز ہے

محبوب کی ادا ہے طریقہ ہے، خلق ہے
حج کیا ہے، کیا صیام ہے کیا شہ نماز ہے

خاکی اگر تو حشر میں بیکس ہے غم نہ کر
محبوبِ ربِ کریم ہے بیکس نواز ہے

سرِ محشر رئیس حشر کیا کیا بن کے نکلیں گے
دلوں کی آرزو آنکھوں کا تارا بن کے نکلیں گے

مسلمانوں میں فضل حق کا جلوہ بنکے نکلیں گے
خدا کے عدل کا کافر پہ منشا بن کے نکلیں گے

گنہگاروں کی بخشش کا سہارا بنکے نکلیں گے
طلب گاروں کی روحانی تمنا بنکے نکلیں گے

فرشتوں کے لئے مخدوم و آقا بنکے نکلیں گے
وہ حوروں کے لئے محشر کے دولہا بنکے نکلیں گے

صفی اللہ کی مقبول توبہ بنکے نکلیں گے
نجات نوح کا صالح سفینہ بن کے نکلیں گے

ذبیح اللہ میں جوہر رضائے حق کے دکھلا کر
خلیل اللہ کی صبح تمنا بنکے نکلیں گے

رخ یوسف میں اپنے حسن کی اک آن دکھلا کر
کسی پردے سے محبوب زلیخا بن کے نکلیں گے

دکھانے کیلئے حسنِ عقیدت چشم مجنوں کو
حسینوں میں جمال حسن لیلیٰ بنکے نکلیں گے

ید بیضا کو برق طور کا آئینہ فرما کر
کلیم اللہ میں رویت کا جذبہ بنکے نکلیں گے

جگا کر صورِ اسرافیل سے عالم کے مردوں کو
دمِ معجز نما سے رشک عیسیٰ بنکے نکلیں گے

خدا کی حمدِ یکتا سجدۂ محمود میں پڑھ کر
محمد ﷺ اسمِ احمد کا مسمیٰ بنکے نکلیں گے

لوائے حمد لے کر دستِ قدرت میں جلالت سے
قیامت میں قیامت کا خلاصہ بنکے نکلیں گے

شفاعت چار ہی سجدوں میں کر کے ہر مواحد کی
وہی کثرت میں وحدت کا کرشمہ بنکے نکلیں گے

مئے وحدت پلانے کیلئے کوثر کے چشمہ سے
جناب مصطفیٰ رحمت کا دریا بنکے نکلیں گے

درِ جنت کی کنجی دے کر اپنے چار یاروں کو
غلاموں کے لئے مولیٰ کے مولیٰ بنکے نکلیں گے

جھکا کر نیکیاں امت کی، پل سے پار فرما کر
وہ رب کا فضل برقِ طور سینا بن کے نکلیں گے

منور جن کے سینے عشقِ احمد سے ہیں اے خاکی
وہ قبروں سے نجوم عرش اعلیٰ بن کے نکلیں گے

احد کے بندوں کو احمد کا نام کافی ہے
نبی کے نام پہ حق کا سلام کافی ہے

خوشی سے کہتے ہیں جنت کے آٹھوں دروازے
ہمیں عتیق سا عالی مقام کافی ہے

علی کے شیروں کو شیطاں کی فوج سے کیا غم
کہ ان کے جھنڈے پہ فاروق نام کافی ہے

کہا بشارتِ ختم الرسل نے عثمان کو
مری رضا میں شہادت کا جام کافی ہے

علیم خلق کی مشکل کشائی کرنے کو
کمالِ بازوئے خیر الانام کافی ہے

حسن حسین کو حُسنِ نبی نے فرمایا
تمہیں سیادتِ دارالسلام کافی ہے

جسے مصائب دارین میں قرار نہیں
اسے عنایت غوث الانام کافی ہے

جو شکرِ وصل الٰہی سے چاہے گنجِ شکر
تو اس کو صابری در پہ قیام کافی ہے

کمال سارے ہیں اک کلمۂ محمد میں
نشان دو پارۂ ماہِ تمام کافی ہے

اٹھالے امت احمد سے ہاتھ اے ابلیس
تری شکست کو ان کا غلام کافی ہے

کسی کو خضرؑ کا آبِ حیات ہے درکار
ہمیں تو ساقئ کوثر کا جام کافی ہے

اگرِ تجلّی معبود چاہیئے خاکی
تصور نبوی صبح وشام کافی ہے

عجب پُر کیف ہیں چشمِ پیمبر دیکھنے والے
بلیٰ کے مست ہیں کوثر کا ساغر دیکھنے والے

محیط العالمیں آغوش رحمت سے مبشر کی
سمجھ لے آیۂ رحمت کو پڑھ کر دیکھنے والے

خدا نے کردیا ہے ان کو مالک دونوں عالم کا
یہی کہتے ہیں مومن حشر وکوثر دیکھنے والے

نبی معراج میں کہتے ہیں دکھلا دے جمال اپنا
مکان سے لامکاں پر رب کو جا کر دیکھنے والے

نہ دیکھیں حسن وحدت کس طرح نورِ فراست سے
رخ بدرالدجیٰ کو حق کا منظر دیکھنے والے

عذاب قبر سے ہم کو بچانا اپنی رحمت سے
ہر اک کو قبر میں تشریف لا کر دیکھنے والے

محیط و کعبہ افضل جانتے ہیں چار یاروں کو
چراغِ مسجد و محراب و ممبر دیکھنے والے

رسول و حیدر و اصحاب میں شان یداللّٰہی
عیاناً دیکھتے ہیں بدر و خیبر دیکھنے والے

مبارکباد میں زوّار کو رضواں یہ کہتا ہے
عجب خوش بخت ہیں طیبہ کا منظر دیکھنے والے

تجسس میں گنہگاروں کی غفرانِ الٰہی ہے
تری خاطر سیہ کاروں کو اکثر دیکھنے والے

جہنم کافروں کے ساتھ پائے گا برابر کی
حبیبِ حق کو اے اپنی برابر دیکھنے والے

دہائی دے رہے ہیں صاحب تاج شفاعت کی
قیامت میں تمام اہوالِ محشر دیکھنے والے

نہ ہو خاکی سے کوئی کجروی شرع وطریقت میں
مسلط کردیئے قدرت نے رہبر دیکھنے والے

مہکی ہے وحدت کی نکہت ہاشمی گلزار سے
کھل گیا دیں کا چمن آفاق میں ابرار سے

چاہئے مسلم کے دل میں خوفِ یزداں کی کھٹک
یہ صدا آتی ہے طیبہ کے ہر اک خار سے

دور کر کوہِ خودی کو آڑ دل سے دور کر
ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے نور کی گفتار سے

ذوق سے اسلام کے احکام کی تعمیل کر
عشق پیدا کر جنابِ احمدِ مختار سے

لائے گا توحید میری پائے گا خلدِ بریں
ہے یہ اعلانِ رسالت حشر کے بازار سے

کیوں نہ ہوں روشن مہ و خورشید انجم روز و شب
خاص نسبت ہے انہیں اس نور کے انوار سے

ہے یمن انفاسِ رحمت سے معطر کیوں نہ ہو
ہے اویسی ربط، صدرِ احمد مختار سے

رب سے جو پایا کسی نے ہاتھ سے ان کے ملا
ہیں وہی مختار و قاسم رب کے ہر دربار سے

ہے رجائے مغفرت کا بس شفاعت پر مدار
گر خطا ظاہر ہے خاکی کے ہر اک کردار سے

میم کے دائرہ میں دیکھ کون مہِ تمام ہے
فرش پہ تھا ابھی ابھی عرش پہ خوش خرام ہے

کون و مکاں کو زلف کی ایک گرہ میں باندھ کر
آن میں لامکان پر ذات سے ہم کلام ہے

حدِ دنیٰ وصال ہے حدِ وصال اتحاد
دائرہ وجود میں قوس برائے نام ہے

حشر میں دیکھ لیں گے سب ان کا مقامِ منتخب ہاتھ میں ہے لوائے حمد، حمدِ احد مقام ہے

علم و عمل کے عاشقو! دشمنِ دیں سے لو سبق دولت و دیں حقیقتاً عشقِ نبی کا نام ہے

سوزِ بلال نے کہا سازِ اویس سے سنا دولت و دیں حقیقتاً عشقِ نبی کا نام ہے

لذتِ روح لے مدام، نفس کو مار صبح و شام حورِ جناں حلال کر دخترِ رز حرام ہے

خلق نثار کیوں نہ ہو اس پہ کہ جس کی ذات پر خالقِ کائنات کا صبح و مسا سلام ہے

خاکی ہے ذوقِ وصل سے کیف عجب نماز میں
سجدہ ہے اور رکوع ہے جلسہ ہے اور قیام ہے

ضیائے خورشید نور وحدت رخِ نبی میں چمک رہی ہے
کہ جسکے جلوے سے عالمِ حق میں چاندنی سی چٹک رہی ہے

یہ فیضِ شمس و قمر نہیں ہے، کہ روز و شب جس سے ہیں منور
نشیلی آنکھوں کے ساغروں سے شرابِ وحدت ٹپک رہی ہے

عرب میں چمکا عجم میں جھمکا کھلا زمیں پر فلک پہ مہکا
جبیں کا اخترِ رُخِ منور، کہ جن کو معراج تک رہی ہے

کنارہ آبِ حیات کا ہے لب حبیبِ جنابِ باری
کہ جس کے جاں بخشِ ایک جلوے کو ساری امت بلک رہی ہے

وہ پھول گلزارِ قدس کا ہے، حبیبِ غفار نام تیرا
زبان ہر کلمہ گو کی جس پر مثالِ بلبل چہک رہی ہے
گلے میں خلدِ بریں کے پھولوں کا اس نے گجرا بنا کے ڈالا
کہ جس کے سینہ میں خار کی طرح ان کی حسرت کھٹک رہی ہے
رضائے خالق بہ شکل حورِ جناں ہیں خدمت میں اس کے حاضر
کہ آتشِ عشقِ مصطفیٰ جس کے پاک دل میں بھڑک رہی ہے
یہ کہہ رہی ہے دمِ شفاعت صراط پر مصطفیٰ سے رحمت
کہ رب سلم کہو پیارے ادھر میں امت لٹک رہی ہے
رؤف ساقی شفیع و منجی دہائی تیری ہے دو جہاں میں
ہر آنکھ مرقد میں حوض و میزان و پل پہ رہ تیری تک رہی ہے
بتا تو اے مرنے والے تجھ پر اگر نہیں ان کا دستِ شفقت
پلک تیر ایسی خوابِ شیریں سے بے سبب کیوں جھپک رہی ہے
بروزِ محشر ہو ان میں خاکی خدا نے بخشی ہے جن کو پاکی
کہ آنکھ اس کی الٰہی حضرت میں تیری رحمت کو تک رہی ہے

مدینہ حرم ہے حبیبِ خدا کا یہ جنت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
تجلی حق رخ ہے بدرالدجیٰ کا حقیقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

خدائی ہے پر تو رسولِ خدا کی رسولِ خدا مظہر کبریا ہیں
ہر اک سمت ہے شور صلی علیٰ کا یہ وحدت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

معاصی کے دریا میں ڈوبے ہوؤں کو سہارے سے لاتقنطو کے نکالا
عبادی سے اظہار لطفِ خدا کا بشارت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

مٹا کر دو عالم سے ظلمت عدم کی ہے دن رات ہر اک پہ بارش نعم کی
کہ پھولے پھلے سب چمن مصطفیٰ کا یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

گناہوں کی کثرت میں عشرت ہماری مصائب کے طوفاں میں غفلت ہماری
نہ دیکھیں قدم راہ میں رہنما کے قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

نبی کی محبت میں دن رات رونا نہ لذت سے کھانا نہ راحت سے سونا
جدائی کی تکلیف سے جان کھونا یہ طاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

وجود وحیات و حواس، عقل و قرآں زمانہ کی ہر آن نیرنگیوں سے
سنو دل سے ارشاد خیر الوریٰ کا، امانت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

عطائے الٰہی میں شیطاں کی مرضی، شب و روز پھر اس پہ امیدِ فرضی
نہیں حیف کچھ خوف روزِ جزا کا خیانت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ادب ہے نہ شفقت حیا ہے نہ غیرت زمانہ سے رخصت ہوئی ہے محبت

نہ چرچا ہے تعلیمِ نور الہدیٰ کا، مصیبت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

نبی کی شفاعت کے منکر سمجھ لے نمازِ جنازہ کا مطلب سمجھ لے

یہ رتبہ ہے جب امتِ مصطفیٰ کا وجاہت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

جو تشریف رکھتے تھے، فرشِ زمیں پر وہ ہیں جلوہ گر دم میں عرشِ بریں پر

کھلا ہے بس ان پر حرم کبریا کا یہ خلوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

کھڑے ہیں سلاطین جس در پہ خاکی جو درگاہ عشاق باری نے تا کی

فقط آستانہ ہے خیر الوریٰ کا یہ عظمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

عکسِ ابروئے محمد میں ہلال اچھا ہے  بدر میں ان کے اشارے کا کمال اچھا ہے

دل میں دلدار کا ہر وقت خیال اچھا ہے  جان کے واسطے جاناں کا وصال اچھا ہے

سر میں سردارِ دو عالم کا اگر ہو سودا  حق کے بازار میں واللہ یہ مال اچھا ہے

سارے عالم کے کریموں کے کرم سے پہلے  حضرت ساقی کوثر میں سوال اچھا ہے

شبِ معراج میں کہتا تھا ہر اک اہلِ جمال  کس قدر فخرِ دو عالم کا جمال اچھا ہے

قیس، سے قبر میں لیلیٰ کی تجلی نے کہا  مجھ سے واللہ محمد کا بلال اچھا ہے

سن لقمان کا پیغام بہ گوشِ فطرت  ان کے بیمار کا اچھوں سے بھی حال اچھا ہے

کھول آنکھوں کو ذرا عیش سے سونے والے
بسمل عشقِ محمد کا ملال اچھا ہے

سیرت احمد مرسل ہے فقط حسنِ کمال
کون کہتا ہے کہ ہر ایک کمال اچھا ہے

رخ والشّمس پہ واللیل کے گیسو لٹکے
طائر عقل رسا کے لئے جال اچھا ہے

ہم گناہ گاروں کو عقبیٰ کی خلاصی کے لئے
دار دنیا میں نگاہوں کا وبال اچھا ہے

دیکھ کر نزع میں بسمل کو کہا رحمت نے
میرے بیمار کا اب پہلے سے حال اچھا ہے

عشقِ صادق میں مصیبت سے نہ گھبرا خاکی
اس مصیبت کا دوعالم میں مآل اچھا ہے

رخِ محمد میں جلوہ گر ہیں ظہور حسنِ قدم کے جلوے
نثار رہتے ہیں جس پہ ہر دم بہار باغِ ارم کے جلوے

کمالِ قرآں جلالِ محشر ، جلال ادنیٰ نوالِ کوثر
نئے نرالے ہیں دوجہاں میں عجب جمیل الشیم کے جلوے

نبی امی معلم الرب کو جس کے قرآں کی اک نظر سے
ہر ایک مومن کے قلب میں ہیں علوم لوح وقلم کے جلوے

سنو عنا دل کے چہچہوں سے سمجھ لو پھولوں کے قہقہوں سے
نسیم رحمت سے ہیں یہ بیشک انہیں کے لطف وکرم کے جلوے

پلا کے نظروں سے جامِ وحدت و بادہ کیف و سرور جس نے
بھلا دیئے عاقلوں سے یکسر جہان میں جام و جم کے جلوے

ظہورِ ختم الرسل پہ بولے صنم یہ اپنے بچاریوں سے
کہ جگمگاتے ہیں بت کدوں میں خدائے دیر و حرم کے جلوے

انہیں کے صدقے میں مل رہے ہیں انہیں کے بالوں سے بندھ رہے ہیں
تمام عالم میں جس قدر ہیں خصوص سوئے نعم کے جلوے

ردائے تطہیر سے چھلکتے ہیں پنجتن پاک ہی سراسر
ضیائے عرشِ علی سے مل کر حبیبِ مطلق کے دم کے جلوے

# درود و سلام بحضور خیر الانام ﷺ

نورِ ظہورِ ذوالجلال تم پہ درود بے شمار
مظہرِ حسنِ لایزال تم پہ درود بے شمار

جلوۂ ذاتِ کبریا خاتمِ جملہ انبیاء
ختم ہیں تم پہ سب کمال تم پہ درود بے شمار

سالکِ راہِ لامکاں لحظ میں پہنچے تم وہاں
پہنچے نہ جس جگہ خیال تم پہ درود بے شمار

ماحیٔ معصیت ہو تم، طالبِ مغفرت ہو تم
دور ہوں میرے سب ملال تم پہ درود بے شمار

سب ہیں فقیر شاہ تم، نجم ہیں اور ماہ تم
حق کے حبیب خوش خصال تم پہ درود بے شمار

وارثِ بیکساں ہو تم، حامیٔ بے بساں ہو تم
مونسِ ہر شکستہ حال تم پہ درود بے شمار

حشر میں بخشواؤ گے حق سے گنہگار تم — جب نہ کسی کی ہو مجال تم پہ درود بے شمار

دور کرو ملالِ دل دیکھ لو آ کے حالِ دل — شاق ہے ہجر کا وبال تم پہ درود بے شمار

خاکیؔ درد ناک سے ساتھ رسول، پاک کے

پاک نبی کی پاک آل تم پہ درود بے شمار

ظہورِ جلوۂ توحیدِ رب سلامُ علیک — سرورِ سینۂ ہر حق طلب سلامُ علیک

خلیل آپ کا حق ہے خدا کے آپ حبیب — فرشتے کرتے ہیں خدمت میں سب سلامُ علیک

نبی رحم و شفیع امم رؤف و رحیم — جنابِ احمد ﷺ امّی لقب سلامُ علیک

جلیس مسندِ عرشی، انیسِ ہر فرشی — محبّ عجم کے حسینِ عرب سلامُ علیک

بشیرِ اہلِ یقیں و نذیرِ ہر بے دیں — غلام کرتے ہیں سب با ادب سلامُ علیک

تمہیں ہو قالبِ آدمؑ میں خلق کے مسجود — مسیحؑ روحِ مقدس کے لب سلامُ علیک

دعائے جّدِ معظم بشارتِ عیسیٰؑ — رسولِ احمدِ والا حسب سلامُ علیک

نعیمِ آمنہ درِ یتیم عبد اللہ — نبی ہاشمی عالی نسب سلامُ علیک

تمہارے صدقہ میں پلتی ہے ہر گھڑی خلقت — کریم قاسمِ انعامِ رب سلامُ علیک

غلام کیوں نہ پڑھیں رات دن درود و سلام — کہ ہے خدا سے تمہیں روز و شب سلامُ علیک

قبول حضرتِ حق ہو گیا تو اے خاکیؔ

قبول کرلیں نبی تیرا جب سلامُ علیک

حبیب خالقِ غفّار السّلام علیک　　شفیعِ خلقِ گناہ گار السّلام علیک
مرادِ آدمؑ و حوا و نورِ چشمِ شیثؑ　　سراجِ مطلعِ انوار السّلام علیک
ادیبِ مکتبِ ادریس و ناخدائے نوحؑ　　طبیبِ جانِ دلِ افگار السّلام علیک
بہارِ گلشنِ بردو سلام ابراہیمؑ　　خلیلِ واحدِ قہار السّلام علیک
قبولِ قربتِ قربانی ذبیح اللہؑ　　بشیرِ زمرۂ ابرار السّلام علیک
کمالِ ملتِ توحید عطرتِ اسحاقؑ　　جلیلِ واحدِ جبّار السّلام علیک
فروغِ دیدۂ یعقوبؑ و محسنِ یوسفؑ　　جلیلِ گوشۂ اخیار السّلام علیک
کہا کلیمِ الٰہی نے با یدِ بیضاء　　منیرِ عالمِ انوار السّلام علیک
درود حضرت داؤدؑ تم پہ اے محمود　　نماز روزے کے اسرار السّلام علیک
تمہیں ملوک میں ہو خاتمِ سلیمانی　　جلالِ حیدرِ کرّار السّلام علیک
کہاں بشارتِ عیسیٰؑ نے مرحبا کے بعد　　جناب احمد ﷺ مختار السّلام علیک
امانِ آمنہ اے نورِ چشمِ عبد اللہ　　محمد احمد ﷺ بشّار السّلام علیک

قبول کیجئے خاکی کا بھی درود و سلام
بحقِّ عترتِ اطہار السّلام علیک

مرحبا حق کے پیارے السّلام | مرحبا جگ کے سہارے السّلام
صبحِ صادق کے ستارے السّلام | ہادی و رہبر ہمارے السّلام
مرحبا اے باعثِ ایجادِ خلق | الصلوٰۃ اے رب کے پیارے السّلام
نورِ حق ختمِ رسُل، مشہودِ کُل | سب دعاگو ہیں تمہارے السّلام
حضرتِ آدمؑ کی پیشانی کے چاند | شیثؑ کی آنکھوں کے تارے السّلام
درسِ ادریسی کا یہ مقصود تھا | تم سوئے اسریٰ سدھارے السّلام
گل ہوئے تم سے خلیل اللہ پر | آتشِ غم کے شرارے السّلام
ہو مقرب عکسِ اسمٰعیل سے | جو تمہیں کہہ کر پکارے السّلام
ماہِ عبد اللہ، خورشیدِ الٰہ | تم پہ قرباں ہیں ستارے السّلام
نورِ چشم پاک بی بی آمنہ | بینواؤں کے سہارے السّلام
مرحبا اے رحمتہ اللعالمیں | سب ہیں سائے میں تمہارے السّلام
کہتے ہیں منکر بھی تو عندالحساب | شافعِ محشر ہمارے السّلام
آپ کے صدقہ میں آقا لگ گئی | نوحؑ کی کشتی کنارے السّلام
کشتئ امت لگادو یارسول | پاک منزل کے کنارے السّلام

کیا عجب خاکیؔ سے فرمادیں حضور
تم ہمارے ہم تمہارے السّلام

مظہرِ نورِ وحدت پہ لاکھوں سلام
یوسفِ بزمِ کثرت پہ لاکھوں سلام

ساقئِ جامِ وحدت پہ لاکھوں سلام
مرشدِ جمعِ کثرت پہ لاکھوں سلام

صبحِ روزِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
قاسمِ باغِ جنت پہ لاکھوں سلام

جلوۂ حسنِ وحدت پہ لاکھوں سلام
ذاتِ ختمِ رسالت پہ لاکھوں سلام

خلدِ معمور ہوکر کہ مشکور ہے
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سے چل کے نبوت اسی پر رکی
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام

حق کا جھنڈا جہاں میں بلند ہوگیا
دو جہاں کی حقیقت پہ لاکھوں سلام

فخرِ آدمؑ کو جس کی ابوت پہ ہے
اس خلف کی خلافت پہ لاکھوں سلام

ناخدائی پہ جس کی فدا نوح ہیں
اس عزیز الوجاہت پہ لاکھوں سلام

جس کے چھینٹوں نے آتش کو گلشن کیا
اس خلیل ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام

جس کے جھونکوں سے چنگاریاں گل ہوئیں
اس نسیم کرامت پہ لاکھوں سلام

نارِ نمرود برداً سلاماً ہوئی
قرۃ عینِ خلعت پہ لاکھوں سلام

وہ دعا تم نے کی اے خدا کے خلیلؑ
جس کی صبحِ اجابت پہ لاکھوں سلام

تیرے لب پر نہ ہو کیوں حیات اے مسیحؑ
رب سے تیری بشارت پہ لاکھوں سلام

خواب پر آمنہ کے کروڑوں درود
ان کی بیدار قسمت پہ لاکھوں سلام

ناز انسانیت کو ہے جس ذات پر
خلقِ ربِ حق کی صورت پہ لاکھوں سلام

مفتخر جس پہ شانِ رسالت ہوئی
اوجِ ختمِ نبوت پہ لاکھوں سلام

نقر و فاقہ پہ ہے فخر جس شاہ کو اس کے صبر و قناعت پہ لاکھوں سلام
فکر امت کی جس کو ہر اک دم رہی اس پہ اس پیاری امت پہ لاکھوں سلام
جس کی زیارت کے سرمہ سے ہو چشم پاک اس کی اس خاکِ تربت پہ لاکھوں سلام

قبر جس کی توجہ سے پُر نور ہے
خاکی اس شمع وحدت پہ لاکھوں سلام

بدیع المناقب سلام علیکم رفیع المناصب سلامٌ علیکم
نبی البرایا جلی العطایا علیِ المراتب سلامٌ علیکم
حبیب خدا ہو شہِ انبیاء ہو طبیب المصائب سلامٌ علیکم
بنا کر تمہیں حق نے رحمت کیا ہے خدائی پہ غالب سلامٌ علیکم
خلافت میں آدمؑ کی بن کر امانت ہوئے رب کے نائب سلامٌ علیکم
رہا سلسلہ آپ کا پاک دائم شہنشاہِ طیب سلامٌ علیکم
صباحِ دو شنبہ ربیع المبارک مراد المطالب سلامٌ علیکم
حیات القلوبِ سراج الصدوری اے اللہ جاذب سلامٌ علیکم
ارم تم سے گلشن، حرم محترم ہے مدینہ کے صاحب سلامٌ علیکم
دکھائی وہ شمع ہدایت جہاں کو کیا کفر غائب سلامٌ علیکم
اقارب کو قربانِ حق کرنے والے محبّ الاجانب سلامٌ علیکم

کفیل یتیماں، اسیراں، فقیراں دلیل المآرب سلام علیکم
قمر شق ہے انگلی سے جاری ہیں چشمے عجیب الغرائب سلام علیکم
وہ آتے ہیں معراج کے تاج والے ہے سب کو مناسب سلام علیکم

معیت میں امت کی خاکی سے سنئے
جو کہتے ہیں طالب سلام علیکم

کر فقیری میں شہنشاہی خدا کا لے کے نام
دیکھ صدیق و عمر عثمان و حیدر کا مقام
کر عمل قرآن پڑھ لے سیرتِ خیر الانام
لطفِ حق شاہوں کو خاکی تیرا کر دیگا غلام

سخت کاموں میں تیز ہمت کر دیکھ ڈرنے سے کچھ نہیں ہوتا
حرص مت کر اصول کو مت توڑ لڑنے مرنے سے کچھ نہیں ہوتا
کر مگر جان لے حقیقت حق اپنے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا

الٰہی میکدہ آباد کر دے غمِ دنیا سے پھر آزاد کردے
نشاطِ محفلِ میلاد کردے شرابِ عشق سے دلشاد کر دے
ہر اک مسلم ہو شیدا مصطفٰے کا ہر اک میکش ثنا خواں مرتضٰی کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# روح مناقب

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تعالیٰ اللہ رتبہ حضرتِ صدیق اکبر کا
نبی پڑھتے ہیں خطبہ مدحتِ صدیق اکبر کا

تصدق راہِ جاناں کر دیا سب جان و مال اپنا
یہ تھا واللہ مصرف دولتِ صدیق اکبر کا

معیت رحمۃ اللعالمین کی جب سے حاصل کی
ہے سایہ مومنوں پر حضرتِ صدیق اکبر کا

ہمیشہ دین و ایماں میں زمانہ میں مکاں میں کیا
رہا رشتہ نبی سے حضرت صدیق اکبر کا

کھلیں ہیں اٹھ آنکھیں خلد کی جن کی زیارت کو
وہ نورانی ہے چہرہ حضرتِ صدیق اکبر کا

نہ تو لاانبیاء کے بعد میزانِ عدالت نے
کوئی ہم وزن ایماں حضرت صدیق اکبر کا

شجاعت داد دیتی ہے سخاوت صدقہ ہوتی ہے
کلامِ حق ہے واصف سیرتِ صدیق اکبر کا

کمالاتِ نبی کا آئینہ ہے ذاتِ پاک ان کی
نہیں واللہ ثانی وحدتِ صدیق اکبر کا

وہی ہے بوترابی خاص الایمان اے خاکی
کہ جسکے دل میں گھر ہے تربتِ صدیق اکبر کا

مبشر حضرتِ صدیق اکبر | مطہر حضرتِ صدیق اکبر
رفیق المصطفیٰ فی الغار فردا | مقرر حضرتِ صدیق اکبر
حبیب العاقب بین الرجال | منور حضرتِ صدیق اکبر
امام المسلمین سوئے الرسول ﷺ | مفسر حضرتِ صدیق اکبر
الانی الحرب اہل الارتداد | مظفر حضرتِ صدیق اکبر
انافی کل ابواب النعیم | مخیّر حضرتِ صدیق اکبر

ہو المعروف خاکی فی الفضائل
مذکر حضرتِ صدیق اکبر

آئینہ خُلقِ محمد ﷺ کا ہے ذاتِ صدیق | ضبط تحریر سے افزوں ہیں صفاتِ صدیق
ہر طرف شہرہ ہے ابوابِ جناں پر کہ ادھر | آیئے آیئے للہ براتِ صدیق
شب کو خوشبوئے کباب آتی تھی انکے دل سے | کیا ہی مقبول تھا اخلاصِ صفاتِ صدیق
زندگی اپنی نثارِ رہِ مولا کردی | بخدا چشمۂ حیواں تھی حیاتِ صدیق
خادمِ سید عالم کو جو آزاد کیا | آئی واللیل میں تبشیر نجاتِ صدیق
بعد محبوب خلافت کا شرف حق نے دیا | آزما کر شبِ ہجرت میں ثباتِ صدیق

بالیقیں بعد وفاتِ نبوی اے خاکی
ولولہ خیز قیامت تھی وفاتِ صدیق

# حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مبارک نام ہے فرقان میں فاروق اعظم کا
عیاں ہے مرتبہ قرآں میں فاروق اعظم کا

ابوبکر و عمر سمع و بصر خیر البشر کے ہیں
عدو ہے کور و کر عرفان میں فاروق اعظم کا

یہ ہے اسلام جو عزت ہے سب اسلام والوں کی
عجب ہے مرتبہ ایمان میں فاروق اعظم کا

شیاطیں کے اکھڑ جاتے ہیں پاؤں انکی ہیبت سے
کوئی ہمسر ہوا اس شان میں فاروق اعظم کا

جہاں پر حکمرانی کی، بٹھا کر عدل کا سکّہ
عدو ثانی دکھا میدان میں فاروق اعظم کا

منّور نیکیوں سے انکی ہیں افلاک کے طبقے
سمندر ہے کرم احسان میں فاروق اعظم کا

لسان الحق کی وحدت روضۂ خضرا میں کہتی ہے
ہوا ہے گھر نبی کی جان میں فاروق اعظم کا

پسِ صدیق تو لا خلق کو وزّانِ قسمت نے
نہ ہم پلّہ ملا میزان میں فاروق اعظم کا

نمایاں جس طرح فاروق میں ہے شانِ صدیقی
ہے جلوہ ایسے ہی عثمان میں فاروق اعظم کا

یہ سب آئینہ روئے نبی جب ہیں نہ ہو پھر کیوں
عیاں جلوہ علی کی شان میں فاروق اعظم کا

ابھی کعبہ کی جانب سجدۂ بیت المقدس ہو
اگر رخ دیکھ لے میدان میں فاروق اعظم کا

اگر باطل سے دوری قربِ حق منظور ہے خاکی
کھلِا گل قلب کے بستان میں فاروق اعظم کا

عجب رتبہ ہے اللہ غنی فاروق اعظم کا
کہ ہے مدحت سرا نطقِ نبی فاروق اعظم کا

اشدّاؤ علی الکفار ہے قرآن میں وارد
ثنا خواں ہے کلام اللہ بھی فاروق اعظم کا

خدا نے کردیا تھا حق زبانِ پاک پر انکی
کہ جس نے کردیا رتبہ جلی فاروق اعظم کا

وہ پایا تھا تقرب عبدیت میں انکی ہستی نے
نہ سدِّ رہ ہوا شیطاں کبھی فاروق اعظم کا

ڈرا کرتے تھے شیطانِ لعین بھی انکی صولت سے
کہ سیف اللہ تھا دینِ قوی فاروق اعظم کا

ستارے آسماں کے کیوں نہ ہوتے نیکیاں انکی
کہ تھا ایمان لو کان نبی فاروق اعظم کا

جہاں سے عدلِ کسریٰ کے فسانے ہوگئے غائب
ہوا ظاہر جو عدلِ احمدی فاروق اعظم کا

بشارت پائی دنیا میں شہادت اور جنت کی
کھلا مخلوق پر عشق نبی فاروق اعظم کا

مٹے دنیا سے فتنہ رفض کا خاکی ابھی یکسر
میسر ہو جو اخلاصِ دلی فاروق اعظم کا

اللہ اللہ کیا ہی عالی شان ہے شانِ عمرؓ
عالمِ اسلام کی عزت ہے ایمانِ عمرؓ

عاشقانِ مصطفیٰ کیوں ہوں نہ قربانِ عمرؓ
ملکِ تسلیم ورضائے حق ہے مژگانِ عمرؓ

مسجد اقصیٰ جھکے جس کی طرفِ اخلاص سے
ہے وہ ضو برقِ سینہ روئے تابانِ عمرؓ

کہہ رہا ہے آج بھی دنیا سے یہ دریائے نیل
عین فرمانِ خدا وندی ہے۔فرمانِ عمرؓ

منزلوں سے ساریہ کو غالب وفاتح کیا
مرحبا چشمِ عمرصد آفرین شانِ عمرؓ

مشرق ومغرب میں نورِ اسلام کا پھیلا دیا
تھی شعاعِ نورِ احمد تیغِ برّانِ عمرؓ

قیصر وکسریٰ کے ملکوں کو نمازی کردیا
اللہ اللہ مرحبا تاثیر آذانِ عمرؓ

رحمتہ اللعالمین کا اس کے سر پر ہاتھ ہے
ہاتھ میں جس کے ہے سچائی سے دامانِ عمرؓ

بعد مردن بھی ہے سرتاحشر پائے ناز پر
جان سکتا ہے کوئی کیا قربتِ جانِ عمرؓ

انبیاء کے بعد ہیں صدیق ہی خیر البشر
بعد اس کے خلق پر بھاری ہے میزانِ عمرؓ

صاحبِ ایواں کا ایواں خاک میں سب مل گیا
ہے فلک سے تا ابد معمور ایوانِ عمرؓ

چشمِ حق بین دیکھ ہر شب آسماں پر کس طرح
انجمن انجم کی کرتی ہے چراغانِ عمرؓ

مظہرِ ذاتِ الٰہی ہیں محمد مصطفٰے ﷺ
پر تو شانِ محمد مصطفٰے شانِ عمرؓ

شانِ فاروقی ہے بالکل ذاتِ عثمان غنیؓ
سیرتِ صدیقؓ سے معمور ہے جانِ عمرؓ

منکروں سے کہتے ہیں خاکی جنابِ بوتراب
میرے ہی گلشن کا گل ہے زیبِ بستانِ عمرؓ

لکھوں منقبت کیا میں حضرت عمر کی
زبان وقلم پر ہے ہیبت عمر کی

عجب خوبصورت ہے صورت عمر کی
کہ خلقِ محمد ہے سیرت عمر کی

محبت نہیں اس کو آلِ نبی کی
نہ ہو جس کے دل میں محبت عمر کی

وہی اہلِ دیں ہے وہی اہلِ ملت
پسند آگئی جسکو ملت عمر کی

زمیں پر بجے کیوں نہ ڈنکا عمر کا
کہ بجتی ہے جنت میں نوبت عمر کی

حسینی سیادت کو جو مانتا ہے
ہے لازم کہ مانے خلافت عمر کی

علی کے مقرب نہ ہوتے عمر کیوں
حبیبِ خدا سے ہے نسبت عمر کی

نبیوں کا قبلہ ہے بیت المقدس
تو بیت المقدس ہے صورت عمر کی

پڑے دینِ اسلام میں لاکھوں رخنے
ہوئی جب کہ دنیا سے رحلت عمر کی

نہاوند کے کوہسار سے جاکے پوچھو
جو مانے ہوئے ہیں کرامت عمر کی

نہ ہو نیل کیوں ان کی مٹھی میں خاکی
ید اللہ میں آئی ہے تربت عمر کی

بشر کی فہم میں کیا آئے عظمتِ فاروق
کہ دینِ پاک کی عزت ہیں حضرتِ فاروق

کہوں میں کیا کہ ہے فرقان مدحتِ فاروق
کہ نطقِ حق ہے کلامِ عدالتِ فاروق

نبی جو ختمِ نبوت کے بعد بھی ہوتا
تو دوجہاں میں چمکتی نبوتِ فاروق

خجل ہیں ہفت فلک پر کواکب دُرّی
وہ عکسِ خلقِ نبوت ہے سیرتِ فاروق

جھکا ہے شام سے قبلہ ادھر رسولوں کا
وہ صبحِ حسنِ جلالت ہے سیرتِ فاروق

یہ کہہ رہی ہے میں صدیقِ حق کا جلوہ ہوں
لبِ رسول پہ ناطق صداقتِ فاروق

کہا یہ حضرتِ عثماں کی حق پرستی نے
کہ فضلِ رب نے مجھے دی خلافتِ فاروق

یہ کہہ رہے ہیں زمانہ کے آگے فارس و روم
کہ زورِ فاتحِ خیبر ہے قوتِ فاروق

رسولِ پاک نے دیکھی ہے اپنی آنکھوں سے
فلک کی سیر میں واللہ جنتِ فاروق

نبی کا عالمِ برزخ میں بھی نہ چھوڑا ساتھ
یہ کہہ رہی ہے زمانہ سے تربتِ فاروق

صدا یہ عرش سے آتی ہے فرش پر خاکی
دلیلِ الفتِ احمد ﷺ ہے الفتِ فاروق
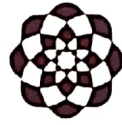
# حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمہارے مرتبہ کا حضرتِ عثمان کیا کہنا
امیر المومنیں برحق تمہاری شان کیا کہنا

فرشتے بھی حیا کرتے ہیں تم سے دونوں عالم میں
تمہاری ہی صفت ہے جامع القرآن کیا کہنا

عطا کی اپنی دولت جیشِ عسرت کو غنی تم نے
خریدا جنت الفردوس کا بستان کیا کہنا

تمہیں دو نور ذوالنورین دے کر نورِ عالم نے
رفیقِ جنت الماویٰ کیا یہ شان کیا کہنا

مسلمانوں کے خونوں کو تمہارے حلم نے روکا
کیا اپنی پیاری جان کو قربان کیا کہنا

حبیبِ حق نے وہ دستِ مبارک تم کو بخشا ہے
کہ جس کو دستِ حق فرماتا ہے قرآن کیا کہنا

ابوبکر و عمر، مشکل کشا حسنین سب مومن فدا کرتے ہیں تم پر اپنی اپنی جان کیا کہنا
بشارت حق سے جنت کی ہمیشہ آتی رہتی تھی تہارے واسطے اے معدن الایمان کیا کہنا
طفیلِ مہبطِ قرآں اگر خاکی کو مل جائے
جنابِ جامع القرآن کا دامانِ کیا کہنا

مظہرِ حلمِ خدا حضرتِ عثمان غنی مصدرِ جود و سخا حضرتِ عثمان غنی
جیشِ عسرت کو دیا مال خریدی جنت عارفِ راہِ بقا، حضرتِ عثمان غنی
بیرِ رومہ کو خریدا تو خریدی فردوس آفریں بحرِ سخا،حضرتِ عثمان غنی
جس کو دو نور دیئے سیدِ عالم نے وہ ہے مہرِ رخ ماہِ لقا، حضرتِ عثمان غنی
جمع قرآں سے ہے امت پہ وہ احسانِ عظیم نہیں ممکن ہو ادا حضرتِ عثمان غنی
ہے روایت کہ فرشتے بھی حیا کرتے ہیں معدنِ شرم و حیا، حضرتِ عثمان غنی
منقبت ان کی کہاں خاکی نااہل کہاں
دستِ محبوبِ خدا، حضرتِ عثمان غنی

# حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو حمدِ حق کا وظیفہ زبان پر دیکھا
ضمیرِ جلوۂ احمد ﷺ سے جلوہ گر دیکھا

جو میں نے باعثِ تحمید پر نظر ڈالی
تو ایک ماہِ جبیں دل میں جلوہ گر دیکھا

علی علی تو ہر اک کی زباں پر دیکھا
مگر علی کا شناسا نہ ہر بشر دیکھا

نبی کے زانوئے اقدس پہ اپنا سر دیکھا
جو کھولی آنکھ تو پہلے خدا کا گھر دیکھا

سلوکِ راہِ حقیقت کے طے کنندوں نے
نبی کو شہرِ معارف علی کو در دیکھا

تھی سب صحابہ میں بے شک اخوتِ ملیّ
اخوالعلی شہِ کونین کو مگر دیکھا

شناؤصیف کے آثار ہوگئے غائب
جو ان کے جسم میں اعجاز کا اثر دیکھا

جو اس کے سایہ میں آیا محاط نور ہوا
نہالِ عشقِ نبی کا عجب ثمر دیکھا

جو خاک بن گیا مولیٰ کے آستانہ کی
اسی کے قدموں پہ روحانیوں کا سر دیکھا

ومارمیت کے جلوہ کا پیش تھا منظر
علی نے جب درِ خیبر اُکھاڑ کر دیکھا

کمالِ آیتِ تطہیر کا کرشمہ ہے
حرم کو ان کی جنابت میں رہ گزر دیکھا

یہ ترمزی میں ہے مروی کہ درمیانِ آل
احبِ نورِ خدا حق کا شیر نر دیکھا

شہیدِ تیغ رضا جاں نثار باتسلیم
علی کو چشمِ رسالت نے باخبر دیکھا

علی کو بادۂ عرفاں کا ساقیٔ اعظم
ہر ایک شاربِ وحدت نے سر بسر دیکھا

اسیرِ نفس ہے خاکی حضور میں حاضر
کہ آپ کا یدِ علیا اسیر پر دیکھا

نامِ خدا ہے غالبِ کل نامِ مرتضیٰ سابق ہے سابقین سے اسلامِ مرتضیٰ
نسبت ہے جس کو علمِ رسالت کے باب سے وہ جانتا ہے حکمتِ اکرام مرتضیٰ
مشتاق ہے زیارتِ مشکل کشا کا خلد معراج اہلِ وصل ہے انجامِ مرتضیٰ
حق کی زباں سے انفسنا کہتے ہیں رسول ﷺ اللہ کے کرم سے بنا کامِ مرتضیٰ
زوجِ بتول قبلۂ آلِ رسول ہیں فضلِ رحیم سے یہ ہے انعامِ مرتضیٰ
وحدت کے میکدہ میں ہیں ہر وقت پر سرور پی کر ہزاروں مست ہوئے جامِ مرتضیٰ

خاکی کی قبر وادیٔ ایمن کا خاکہ ہو
صبح قبول بخش اسے شامِ مرتضیٰ

نامِ خدا ہے شیرِ خدا مرتضیٰ علی ہے افتخار آلِ عبا مرتضیٰ علی
مشکل کشائے خلقِ خدا مرتضیٰ علی خیر الامم کا راہ نما مرتضیٰ علی
مولائے دین قبلۂ حاجات عارفین صاحبدلوں کا قبلہ نما مرتضیٰ علی
نہرِ کبیر قلزمِ عرفانِ احمدی شانِ نزولِ انفسنا مرتضیٰ علی
زوجِ بتولِ پاک مسمیٰ ابو تراب جانِ رسول صلی علیٰ مرتضیٰ علی
خود بھی امام اور اماموں کے قبلہ گاہ سرتاجِ اولیاء خدا مرتضیٰ علی

خاکی خدا کا فضل ہے اس دین دار پر
جس نے ادب سے نام لیا مرتضیٰ علی

# چار یار رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

چرچا ہے ہر چہار طرف چار یار کا
آگے ہے سب سے نام مگر یارِ غار کا

ارکانِ دیں ہیں چار، نبی کے ہیں چار یار
مجموعہ ہشت خلد ہے ان چار چار کا

چاروں طرف سے دین کے حامی ہیں چار یار
ہے سایہ ان پہ رحمتِ پروردگار کا

مژدہ ہو میکشانِ شرابِ الست کو
چاروں طرف ہے دور بلیٰ کے خمار کا

دل کو بچالے نفس کے طوفاں سے نوحِ جاں
لکھ نام تن کی کشتی میں ان چار یار کا

اک سمع، اک بصر ہے تو اک دستِ راست ہے
اک نقشِ پاک سیدِ عالی وقار کا

گلزارِ کائنات میں جانِ بہار ہے
گلدستہ صدق و عدل و سخا ذوالفقار کا

جن کے لئے بشارت فردوس رب نے دی
آگے ہے ان میں نام انہیں چار یار کا

خاکی یہ اوجِ چرخِ ہدایت کے نجم ہیں
کیا جانے ان کو وہم کس خاکسار کا

خدا کہتا ہے صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
عجب رتبہ ہے صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا

پڑھو نعتِ نبی میں خاتمہ انا فتحنا کا | عجب خطبہ ہے صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
حجابِ قدس میں ہے کون روشن نورِ اقدس سے | نہاں جلوہ ہے صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
نگینہ مصطفےٰ کا نور ہے انگشتِ آدم میں | مگر حلقہ ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
مددکل انبیاء کی نوح کی کشتی کو ہے پھر بھی | لگا کاندھا ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
اشداء علی الکفار ہے تعریف میں جن کی | وہ اک سکّہ ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
نظامِ عالمِ اسلام کے یہ چار عنصر ہیں | جو گلدستہ ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
فلک اختر مہ و خورشید، آب و خاک و باد، آتش | جہاں شیدا ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
مسخر مغرب و مشرق کئے اللہ اکبر سے | یہی ڈنکا ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
مسلمانوں نے عزت دو جہاں میں کسطرح پائی | کہوں صدقہ ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
ہوا ہے مست جس کے ساغرِ توحید سے عالم | یہ میخانہ ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا
نبی کے چاہنے والے ہیں بس اللہ والے ہیں | خدا کس کا ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر کا

وہ نعمت ہادیٔ مطلق عطا فرمادے خاکی کو
کہ جو رستہ ہے، صدیق و عمر، عثمان و حیدر ک

# اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

خیال آتے ہی باغِ مصطفےٰ کے نونہالوں کا
بنایا غنچۂ فردوس گنجینہ خیالوں کا

تعالی اللہ، جمالِ اہل بیتِ شاہدِ خالق
کہ اک قرآن ہے اللہ کے صاحب جمالوں کا

نہ ہوتا کربلا میں یہ قیامت خیز ہنگامہ
اگر حد سے نہ بڑھ جاتا کمال ان باکمالوں کا

لٹا کر گھر کٹا کر گردنیں نانا کی امت سے
کیا غم دور قبر وحشر، دوزخ کے ملالوں کا

خدا کی راہ میں بھوکے پیاسے جانیں دے دیکر
بنایا مستحق تشنوں کو کوثر کے پیالوں کا

کیا مشتاق ریحانِ جناں کا جانثاروں کو
سنگھا کر سنبلِ خلدِ بریں گیسو کے بالوں کا

کیا ماتم زمیں و آسماں نے اشکِ خونیں سے
شہیدانِ رضائے امرِ حق زہرا کے لالوں کا

بلائے کربلا کو سر کیا دے کر سرِ اقدس
اٹھایا خطرہ دینِ حق سے باطل کے وبالوں کا

تعالی اللہ اوجِ ہمتِ عالی کا وہ عالم
نہ پہنچا آج تک پرواز بھی نازک خیالوں کا

قیامت روزِ عاشورہ میں آکر کہتی ہے خاکی
کہ دیکھوں کون لاتا ہے جواب ان بے مثالوں کا

اے دل پکڑ لے دانِ اخیارِ اہلِ بیت
حاصل رہے کا خلد میں دیدارِ اہلِ بیت

تاباں ہیں دو جہان میں انوارِ اہلِ بیت
مہکا رہا ہے خلد کا گلزارِ اہلِ بیت

ناپاک بھی ہوں جنکی محبت سے پاک و صاف
قرآن میں وہ پاک ہیں اطہارِ اہلِ بیت

مسکین یتیم اسیر سے ایسا کیا سلوک
قرآن میں دیکھو جلوۂ ایثارِ اہلِ بیت

کرتے رہے ہمیشہ بروں سے بھلائیاں
اللہ رے فضیلتِ ابرارِ اہلِ بیت

کس کے قدم سے وادئ ایمن ہے کربلا
جذبِ احد ہے طالبِ دیدارِ اہلِ بیت

معراج ہو رہی ہے شہادت کی دھوم ہے
حاضر ہیں انبیاء پس سرکارِ اہلِ بیت

غیرت سے آتے آتے قیامت بھی رک گئی
دیکھا جو حشر محشرِ دربارِ اہلِ بیت

جس واقعہ سے چودہ طبق زلزلہ میں ہیں
کیسے اٹھا گئے اسے صبّارِ اہلِ بیت

شکلِ نبی سے جاں علی اکبر نے حق کو دی
صد آفریں ہے رونقِ بازارِ اہلِ بیت

بابا کی گود میں علی اصغر یہ کہتے تھے
حق پر فدا ہوں میں گل گلزارِ اہلِ بیت

سب نے دکھائے جوہرِ ایماں بصدق قلب
جتنے تھے کربلا میں مددگارِ اہلِ بیت

آخر میں سب سے ختمِ نبوت کے چاند نے
چمکائے اوجِ صبر سے انوارِ اہلِ بیت

گردن پہ تیغ پیاسے لبوں پر ہے ذکرِ حق
سجدے میں جان دیتے ہیں سردارِ اہلِ بیت

گھر بار، جان و مال تصدق ہیں دین پر
اللہ رے سخاوتِ اخیارِ اہلِ بیت

جس واقعہ کے سننے کی طاقت نہیں ہمیں
سجاد دیکھتے ہیں وہ بیمارِ اہلِ بیت

خاکی درود ان پہ نمازوں میں بھیجنا
امرِ نبی ہے وعدۂ ستارِ اہلِ بیت

# حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ

تمہاری شان کے قربان یا غوث
عجب ہے شانِ عالی شان یا غوث

نبی کے لاڈلے زہرا کے پیارے
علی مرتضٰی کی جان یا غوث

حسینی برج کے روشن ستارے
حسن کے حسن کی برہان یا غوث

درخشاں آفتابِ قادریہ
ولایت میں ہو تم سلطان یا غوث

چراغِ اہل بیتِ مصطفائی
میری کشتی کے کشتی بان یا غوث

اسے کیا آفتابِ حشر کا غم
ہو جس پر آپ کا دامان یا غوث

نظر ہے آپ کے صدقہ پہ اپنی
نہیں کچھ حشر کا سامان یا غوث

نظر آجائے اک جلوہ تمہارا
دلِ غمگین کا ہے ارمان یا غوث

قدم ہے آپ کا جب اولیاء پر
نہ ہو عاصی پہ کیوں احسان یا غوث

بشکل بحرِ رحمتِ دو جہاں میں
رواں ہے آپ کا فیضان یا غوث

رہے خاکی تمہارے دامنوں میں
ہمیشہ حافظ القرآن یا غوث

الٰہی بخش دے مجھ کو محبت غوثِ آعظم کی
کہ دیکھوں ہر طرف ہر وقت صورت غوثِ آعظم کی

محی الدین جیلانی کے صدقہ میں ہو دل زندہ
اگر کچھ بھی کرم کر دے کرامت غوثِ آعظم کی

مئے عرفاں کا پھر ہو دور تازہ اہلِ غفلت میں
جو بے پردہ کہیں ہوجائے سیرت غوثِ آعظم کی

نہو عالم کو مطلبِ خلق سے اک دینِ وحدت ہو
چمک جائے اگر شانِ ہدایت غوثِ آعظم کی

خدانے کس قدر ہمت بلندی کی ہے طالب کی
محبت غوثِ آعظم کی ہے جنت غوثِ آعظم کی

بشارت طور کے جلوہ کی اس مومن کو ہوتی ہے
نظر میں جس کی بس جاتی ہے صورت غوثِ آعظم کی

کسی سے مجھ کو کیا مطلب مگر یہ ذوق ہے میرا
میں بندہ غوثِ آعظم کا ہوں جنت غوثِ آعظم کی

پشیماں زاہدِ منکر ہوا حرماں نصیبی پر
قیامت میں بٹے جس دم شفاعت غوثِ آعظم کی
ابھی مٹ جائے باطل ایک دم عالم سے اے خاکی
اٹھادے رخ سے پردہ جو حقیقت غوثِ آعظم کی

## حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

رئیسِ دو جہاں سلطانِ اجمیر
ہے ملکِ فقر پر احسانِ اجمیر
نبے ہیں پٹن و دہلی و کلیر
بحارِ رحمت و فیضانِ اجمیر
کسی کے لطف کی ٹھنڈی ہوا نے
کیا باغِ جناں میدانِ اجمیر
بجی ہے چار سو ہندوستان میں
ہمیشہ نوبتِ فرمانِ اجمیر
سلاطینِ جہاں چاروں طرف سے
بھکاری بن کے ہیں قربانِ اجمیر
چلو اے تشنہ گانِ جامِ توحید
کھلا میخانۂ عرفانِ اجمیر
کھلا دو اس مہک سے غنچۂ دل
کھلا جس سے بہارستانِ اجمیر
گدا جھولی لئے حاضر ہیں در پر
عطا ہو دولتِ فیضانِ اجمیر
مئے کوثر سے ہیں سرشار خاکی
جہاں میں سب کے سب مستانِ اجمیر

خورشیدِ ولایت رشکِ قمر سلطان الہند غریب نواز
محبوب رسول جن و بشر سلطان الہند غریب نواز

حسنین کے ہو تم نورِ نظر خاتونِ جناں کے لختِ جگر
دروازۂ علمِ نبی کے پسر سلطان الہند غریب نواز

بستانِ حبیبِ حق کے شجر گلزارِ خلیلی کے گلِ تر
مسجودِ ملک کے رشکِ گہر سلطان الہند غریب نواز

وحدت کے جام کے ساقی ہو تم فانی ہوکر باقی ہو
گمراہوں کے ہادی اور رہبر، سلطان الہند غریب نواز

مستوں کا در پر میلہ ہے سرشار ترا ہر چیلا ہے
ہے دور میں ساغر آٹھ پہر، سلطان الہند غریب نواز

جو مانگنے تجھ سے آتا ہے وہ اپنی مرادیں پاتا ہے
اللہ کا ید ہے ترے ید پر، سلطان الہند غریب نواز

فیضان کے جاری ہیں دریا دہلی پٹن کلیر میں پیا
سب ہند ہے تیرے زیرِ اثر، سلطان الہند غریب نواز

ہو چشت کے جیٹھے جو بن تم عثمان پیا کے تن من تم
سلطان شریف کے جان پدر سلطان الہند غریب نواز

پیروں کے پیر مسلم ہو مخدوم کے جدِّ اعظم ہو
اسلام کے نخل کے تازہ ثمر، سلطان الہند غریب نواز

اجمیر کیا فردوس بریں اللہ نے خواجہ معین الدین
ترے ذکرِ الٰہی سے اکثر سلطان الہند غریب نواز

خاکی ہے بھکاری ترے در کا بخشش سے اس کو مت سرکا
کر رحم کی اس پر ایک نظر، سلطان الہند غریب نواز

## حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ

شکر ستاں ہے یہ درِ گنجِ شکر
کیوں نہ دیں گنجِ شکر گنجِ شکر

میری ہستی تلخی دردِ فراق
وصل کا شیر و شکر گنجِ شکر

ہے مقابل نفس امارہ کی فوج
لائیے فتح وظفر گنجِ شکر

تیرے دروازے نے اے چشمِ خلیل
سرد کی نارِ سقر گنجِ شکر

ہے نظامی سلسلہ تیرا چمن صابری ہے تیرا گھر گنجِ شکر
دامنِ صابر ہے جس کے ہاتھ میں اس پہ ہے تیری نظر گنجِ شکر
مثلِ نے روتا ہوں میں بے مغز و پوست کر دے مجھ کو نے شکر گنجِ شکر
صبر کی تلخی ہے مفتاحِ ظفر تخم ہے صبر اور ثمر گنجِ شکر

خاک خاکی کی چڑھے افلاک پر
ہو نظر تیری اگر گنجِ شکر

## حضرت علاؤالدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ

میرے مولا علاؤالدین صابر جگت خواجہ علاؤالدین صابر
نبی کے لاڈلے رب کے پیارے مہ زہرا علاؤالدین صابر
نہالِ بوستانِ مرتضیٰ کے گلِ زیبا علاؤالدین صابر
شہیدِ کربلا کے صبر کے ہو نمونہ یا علاؤالدین صابر
معین الدین کے ہو نیک اختر سراپا یا علاؤالدین صابر
ہو قطب الدین کے تم بختِ بیدار ہمیشہ یا علاؤالدین صابر
فرید الدیں کے بحرِ معرفت کے دُرِ یکتا علاؤالدین صابر

کلیموں کے لئے ہو طورِ سینا ترا قبہ علاؤالدین صابر
جہانِ عشق کے نقدرواں پر چھپا ہے یا علاؤالدین صابر
زمیں سے چل کے پہنچا لامکاں تک تیرا شجرہ علاؤالدین صابر
حبیب حق کا منظورِ نظر ہے ترا بندہ علاؤالدین صابر
سوا تیرے کہوں کس سے جہاں میں میں ہوں اسکا علاؤالدین صابر

کہاں جائے ترے کوچہ سے خاکی
ترا ذرّہ علاؤالدین صابر

دکھا شمعِ جمالِ حق رخِ جانانۂ کلیر کہ عالم موسوی نسبت سے ہے پروانۂ کلیر
نہ دیکھے حسنِ یوسف کو نظر بھر کر قیامت تک جو مخدومی جھلک سے ہوگیا دیوانۂ کلیر
اٹھا ہے صابری ابرِ کرم رحمت برستی ہے چلے جاتے ہیں کلیر جھومتے مستانۂ کلیر
شرابِ معرفت کے میکشو ! جلدی اِدھر آؤ کہ ہے جوشِ کرم پر ساقیٔ میخانۂ کلیر
غنی بھی مثلِ درویشوں کے اس در کے بھکاری ہیں کہ لنگر خانۂ رزّاق ہے کاشانۂ کلیر
نظر بازوں کو آتا ہے نظر حق بیں نگاہوں سے خزانہ دولتِ مخفی کا ہے ویرانۂ کلیر

توقع ہے کہ بھر جائے لبالب صابری مے سے
بنا دے خاک کو خاکی کی رب پیمانۂ کلیر

مخدوم علاؤ الدین وہ مرشدِ کامل ہے
طے جس کے اشاروں میں عرفان کی منزل ہے

اللہ رے مستغرق اطلاق کے جلوے میں
وحدت تری خلوت ہے وحدت تری محفل ہے

مشتاقِ الٰہی کا دربار میں میلہ ہے
گویا کہ ترا روضہ فردوس کی منزل ہے

مستوں کو ترے صابر کیا چاہیۓ ہستی میں
میخانہ ترا در ہے پیمانہ مرا دل ہے

کیا آپ کے رتبہ کو وہ حق کی قسم جانے
جو صبر کی وسعت سے ناواقف و جاہل ہے

اے منتخبِ دوراں ساقئ مۓ عرفاں
افرادِ الٰہی میں عزت تجھے حاصل ہے

وہ دُرِّ فریدی ہو جو شمس کو چمکاۓ
داتا وہ تجھے جانے جو نور کا سائل ہے

وہ فیض کا دریا ہے تربت سے تری جاری
جس کی نہ کہیں حد ہے ظاہر ہے نہ ساحل ہے

جو تیرا نشاں، پاۓ اللہ سے مل جاۓ
تو عارفِ کامل ہے اللہ سے واصل ہے

رحمت کی نظر اس پر خاکی ہے ترے در پر
یہ ترے سلاسل میں اک عرصہ سے شامل ہے

رب کے پیارے کلیر والے
نورِ نبی کے صاف اجالے

شاہِ نجف کے لاڈلے بالے
خواجہ جی کے لال نرالے

اپنے قطب نگر میں بلالے　　بابا فرید کی گود کے پالے

کانٹوں میں میں پھنسا ہوا ہوں　　بارِ گنہ سے لدا ہوا ہوں

قیدِ دوئی میں بندھا ہوا ہوں　　بے رحموں میں گھرا ہوا ہوں

صبر کی چادر مجھے اڑھالے　　بابا فرید کی گود کے پالے

چاروں طرف سے غم نے گھیرا　　کوئی نہیں اپنوں میں میرا

چھایا ہے ہر سمت اندھیرا　　صبر کی مشعل ادھر بھی پھیرا

پڑے ہیں میری جان کے لالے　　بابا فرید کی گود کے پالے

اپنی سیدھی ڈگر بتا دے　　پیچ اور خم سے دور ہٹادے

پھر اک ایسا جام پلادے　　جس کی مستی خودی مٹادے

فنا بقا میں حق کو پالے　　بابا فرید کی گود کے پالے

ساقئ جامِ بادۂ عرفاں　　مرشدِ راہِ اہلِ رضواں

کیا ہی عجب ہے صبر کا داماں　　جس میں ہے تاباں جلوۂ رحمٰں

خاکی کو بھی اس میں ملالے　　بابا فرید کی گود کے پالے

# حضرت ابو المعالی رحمتہ اللہ علیہ

مالی پیر سخی سرکارِ مجھ منگتا کو بھیک ملے
قدوسی گھر کے مختار مجھ منگتا کو بھیک ملے

داؤدی مخزن کے لال صادق جی کے حسن و جمال
عبدالحق کے گلِ گلزار مجھ منگتا کو بھیک ملے

ڈھونڈت ڈھونڈت تھک گئیں ٹانگیں پیاسی نینن درشن مانگیں
کرپا کرکے دو دیدار مجھ منگتا کو بھیک ملے

من موہن کی ریت بتادو، بیڑا میرا پار لگادو
ڈوبتی نیّا کے کھیون ہار مجھ منگتا کو بھیک ملے

سیّاں نگر کے کوس ہیں کالے دوڑت پیوں پڑ گئے چھالے
گرتے پڑتے کو لو چمکار، مجھ منگتا کو بھیک ملے

بھیک پوری سے آیا ہوں، سیکڑوں حسرتیں لایا ہوں
تم ہو البیلی سرکار، مجھ منگتا کو بھیک ملے

صابری خم کے پیر مغاں، گنجِ شکر کے فیض ستاں
کیا ہی اونچا ہے دربار، مجھ منگتا کو بھیک ملے

خواجہ جی کے نین کے سکھ، دور کرو سب میرے دُکھ
گرم رہے قطبی بازار، مجھ منگتا کو بھیک ملے
علی کی شان معالی ہو نبی کی شان جمالی ہو
داتا چمکا دو انوار مجھ منگتا کو بھیک ملے
ہدیۂ شکر میں اے سردار مجھ منگتا کو بھیک ملے
بھیک کے صدقہ میں اِک بار، مجھ منگتا کو بھیک ملے
راحتِ جانِ بتول ِ پاک نورِ چشم شہِ لولاک
ہدیۂ شکر میں اے سرکار، مجھ منگتا کو بھیک ملے
تم ہو مولا چشمۂ پاکی میں ہوں گناہوں کا پتلہ خاکی
بھیک کے صدقے میں اک بار، مجھ منگتا کو بھیک ملے

## حضرت میراں بھیک رحمۃ اللہ علیہ

بھیک داتا پہ حاضر ہیں بھکاری بھیک دو
لاج رکھ لو اپنے منگتوں میں ہماری بھیک دو

چوم کر چوکھٹ جنابِ بوالمعالی کی فقیر
مانگتے ہیں خیر اے داتا تمہاری بھیک دو

صابری دولہا تمہارے پاس ہے گنج شکر
ہم ہیں اجمیری براتی بختیاری بھیک دو

فاقہ مارے راہ چلتوں کے نہیں اٹھتے قدم
روک کر اے شہسوار اپنی سواری بھیک دو

موسوی فیض امانت حیدری مختار پر
صدقہ فرما کر ہمیں مقبول باری بھیک دو

وارثِ گنجینۂ الفقر فخری دیکھ کو
کہتے ہیں شاہ و گدا لکھی ہزاری بھیک دو

رب کے پیارے کے پیارے، پیارے سے
اپنے پیارے مانگنے والوں کو پیاری بھیک دو

کیوں نہ مانگیں بھیک منگتا جب کہ تم سے کہدیا
بوالمعالی نے کمائی دیکھے ساری بھیک دو

اپنے ہلکے سائلوں کو شاہ قدوسی صفات
بہرِ میزانِ قیامت خوب بھاری بھیک دو

شکرِ میراثِ نبی، سجادگی مرتضٰی
سالم وآعظم کی ہے خیرات جاری بھیک دو

خاکی ناکارہ منگتا کو کریم باکمال
دولت بیحد کے شکرانے میں کاری بھیک دو

# حضرت مولانا شاہ امانت علی صاحب رحمت اللہ علیہ

تصدق کردے اے دل جان مولانا امانت پر
کہ اہل قلب ہیں قربان مولانا امانت پر

امانت رب کی دستِ مصطفائی سے علی نے لی
بنا جس سے چمن قرآن مولانا امانت پر

حسن بصری سے لیکر حضرتِ حسنین کا احسان
لٹایا حسن کا فیضان مولانا امانت پر

بنا کر تاج رکھا حضرتِ سلطان ادہم نے
فضیلی فضل کا فیضان مولانا پر

کھلایا خواجۂ عالم نے لطفِ بختیاری سے
نسیمِ چشت سے بستان مولانا امانت پر

نکل کر صابری دنیا پہ شمسِ روئے شمس الدین
چمکتا ہے بصد سامان مولانا امانت پر

طلب میں بھیک کی یا بھیک کہتے آتے ہیں سائل
برستی ہے عطا ہر آن مولانا امانت پر

تجلی طور کی بجلی کی جو سینے میں لیتے ہیں
وہ دیکھیں موسوی فیضان مولانا امانت پر

چمکتی ہے شعاعِ قادری چشتی ستارے میں
نہ ہو پھر کیوں نظر قربان مولانا امانت پر

نسیمِ چشت نے مہکا دیا ہے قادری گلشن
کہ ہے قدوس کا داماں مولانا امانت پر

ہے فیض ہر سلسلہ کا آپ سے خاکی رواں گویا
عیاں ہے سورت الرحمٰن مولانا امانت پر

## حضرت سید غلام حیدر صاحب رحمتہ اللہ علیہ

جلوۂ حیدرِ کرّار غلام حیدر
پر تو احمدِ مختار غلامِ حیدر

زاہد و متقی وذاکر و شاغل عارف
کامل و واصلِ غفّار غلامِ حیدر

ساقئِ بادۂ توحید بجامِ صابر
قادری فیض کے گلزار غلامِ حیدر

مسند پاک امانت کے ہیں سجادہ نشیں
صاحبِ قلب پُر انوار غلامِ حیدر

ترک شاہی میں ہوئے حضرت ادہم ثانی
آفریں محرمِ اسرار غلامِ حیدر

سانس میں آپ کی آواز تھی اللہ ہو کی
عاشقِ سیدِ ابرار غلامِ حیدر

ہوگئے مہبطِ انوارِ خدا ان کے غلام
مظہرِ جلوۂ مختار غلامِ حیدر

آج ہو اک نظرِ لطف ادھر بھی حضرت
کہتے ہیں طالبِ دیدار غلامِ حیدر

خاکی ذرّۂ ناچیز کو بھی دے جلوہ
مظہرِ حیدر کردار غلامِ حیدر

# حضرت مولانا سید مختار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عجب دلکش ہے نسبت حضرت مختار احمد کی
کھلی وحدت ہے الفت حضرت مختار احمد کی

جھلک ہے احمد ﷺ مختار کی مختار احمد میں
خدا جانے حقیقت حضرت مختار احمد کی

سلوکِ جذب وسُکر وصحو، محکومِ شریعت تھے
تعالیٰ اللہ ہمت حضرت مختار احمد کی

سلوکِ قادری وصابری کے چاہنے والوں
تمہیں کافی ہے بیعت حضرت مختار احمد کی

جسے مختار فرماکر بصیرت بخشدیں احمد ﷺ
وہ جانے شان وعزت حضرت مختار احمد کی

نہالِ گلشنِ کاظم، گل گلزار حیدر ہے
سرشتِ پاک طینتِ حضرت مختار احمد کی

علومِ ظاہری و باطنی کا اک خزانہ ہے
نہاں سینوں میں دولت حضرت مختار احمد کی

عطا کی شاہ حیدر کو وہ مولانا امانت نے
جودی حق نے امانت حضرت مختار احمد کی

جو قسمت کے سکندر تھے، خدا نے بخشدی ان کو
گدائی اور خدمت حضرت مختار احمد کی

بشیر احمد کو دیکھو جس کی صورت اور سیرت سے
عیاں ہے کیا بشارت حضرت مختار احمد کی

ہزاروں بار دیکھی ہے بلاشک چشمِ بینا سے
صفائی و کرامت حضرت مختار احمد کی

کہاں ہم تیرہ دل، وہ جلوۂ عرفاں کہاں یارب
دکھادیا میں صورت حضرت مختار احمد کی

عقیدہ ہے کہ خاکی بھی منور نورِ حق سے ہو
خدا بخشے جو الفت حضرت مختار احمد کی

# جدّ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ سید ضیف اللہ قدس سرہٗ

## خلیفۂ مجاز حضرت مرزا مظہر جانجاناں نور اللہ مرقدہٗ

حمد سبحانی ہے صورت شاہ ضیف اللہ کی
نعتِ نورانی ہے سیرت شاہ ضیف اللہ کی

جسم پاک شاہ ضیف اللہ جزو مرتضےٰ
سیدہ کی جان حضرت شاہ ضیف اللہ کی

حضرت حسنین کی آنکھوں کا تارہ بن گئی
آل میں فطری ولایت شاہ ضیف اللہ کی

ہر امام باصفا کی ہوگئی روشن مثال
صغر میں شاہد امامت شاہ ضیف اللہ کی

عالم معقول و منقول و ولی باقبول
جس پہ ناطق ہے کرامت شاہ ضیف اللہ کی

صابر و شاکر سخی و عارفِ سند نشیں
عین عرفاں تھی ہدایت شاہ ضیف اللہ کی

عین سجدے میں ہوئے مدعوئے فردوس بریں
اللہ اللہ یہ ضیافت شاہ ضیف اللہ کی

صاحبِ کشف و کرامت مستجابِ ذوالمنن
خلق پہ روشن تھی عظمت شاہ ضیف اللہ کی

چشم نورِ ایزدی سے دیکھ لے حق میں نگاہ
مہبطِ رحمت ہے تربت شاہ ضیف اللہ کی

اے خداوندِ جہاں صدقہ ترے محبوب کا
مرحمت کرہم کو سیرت شاہ ضیف اللہ کی

دونوں عالم کی مرادیں اس کی پوری کیجو
صدق سے ہے جس کو الفت شاہ ضیف اللہ کی

تیری رزّاقی سے یارب یہ نہیں ہرگز بعید
طالبوں کو ہو زیارت شاہ ضیف اللہ کی

خاکیؔ نا اہل پر جب ہو ترا لطف و کرم
کیوں نہ ہو اس پر عنایت شاہ ضیف اللہ کی

# قطعہ تاریخ طباعت اوّل نور ورحمت

## از نتیجہ فکر: سید مرغوب امین کاظمی، ایم۔اے

شعر وادب کی دنیا پر مہرِ ہدایت چمکا ہے
قلزمِ فکرِ خاکی سے اس کی تپش سے اٹھتا ہے
ایک سحابِ گوہر زا چاروں طرف چھا جاتا ہے
حُبِ نبی کی ٹھنڈک سے آبِ صفا بنجاتا ہے
منظر دلکش ہے کاظم قلب و نظر کو راحت ہے
حمد و نعت کے گلشن میں ''بارش نور و رحمت'' ہے

۱۴۱۳ھ

عرفانِ خاکی
از
حسان العصر حضرت علامہ خاکی
امروہوی
چشتی ہال
حسبِ فرمائش: حکیم الحاج سید محمد احمد قادری
بانی و ناظم جامعہ غوثیہ رضویہ سہارنپور
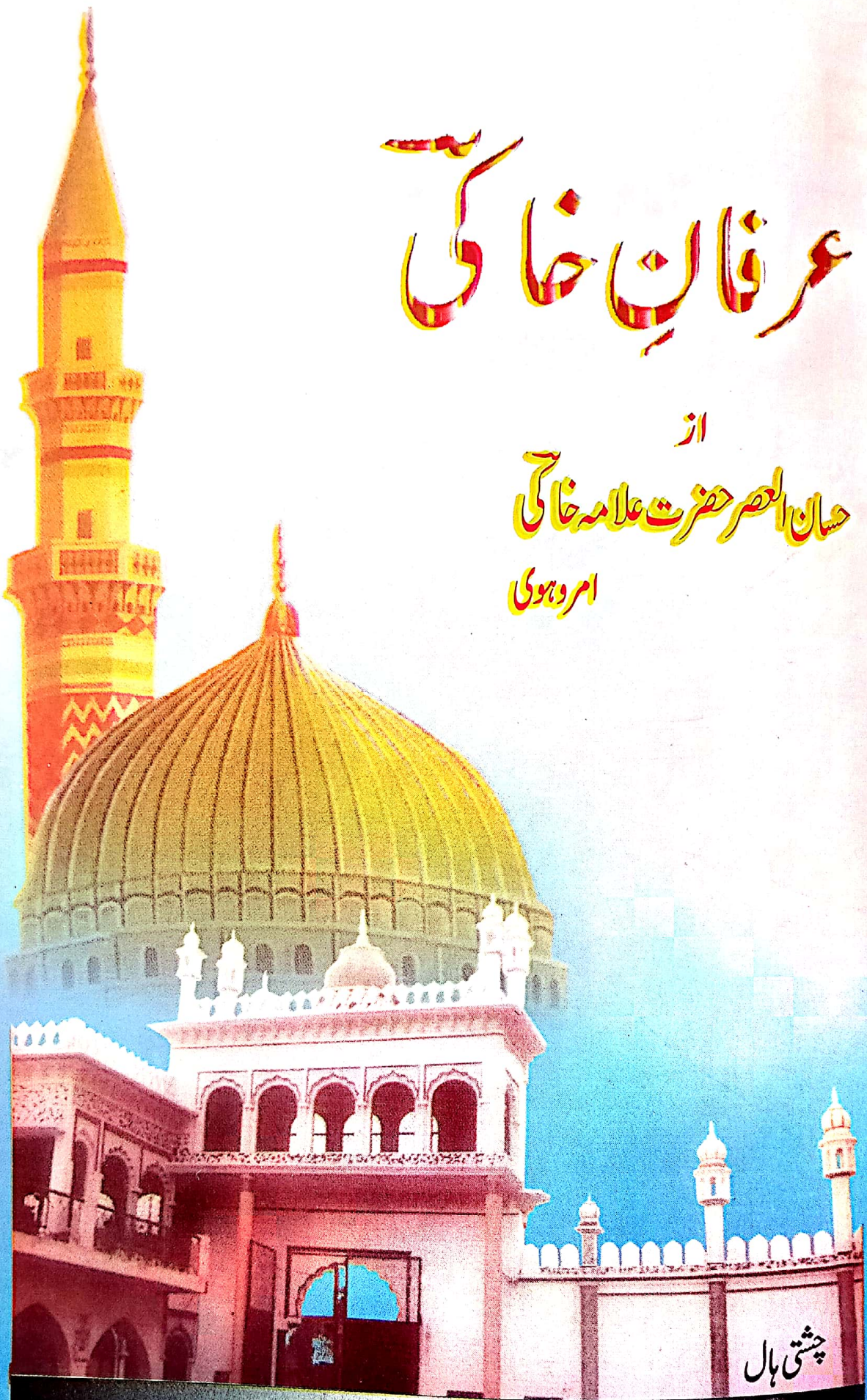
# قطعۂ تاریخ عرفانِ خاکی

از نتیجۂ فکر: سید مرغوب امین کاظمی

الٰہی قوم کو کیا ہوگیا ہے
ہوئی ہے اپنے سرمایہ سے بدظن

سبھی کچھ غیر کے زیر اثر ہے
زباں، تہذیب حد ہے جان تن من

عقائد تک بدل ڈالے ہیں اس نے
شریعت کیا طریقت کیا تمدن

اسی باعث ہے یہ مجبور و مقہور
تمام عالم ہے اس کا سخت دشمن

یہ اپنے علم و فن کو چھوڑ بیٹھی
نتیجہ میں لگا اس قوم کو گھن

سبب ظاہر ہے سب پر اس مرض کا
مجھے کہتے ہوئے ہوتی ہے الجھن

مرض گر دور کرنا ہو تو کاظم
"شفا عرفانِ خاکی" سے ہے ممکن

۱۴۱۳ھ

عیسوی سن کا مادہ پنہاں
"قطعہ تاریخِ طباعت" میں ہے

۱۹۹۲ء

# عرفانِ خاکی

(مجموعہ غزلیات و نظم)

حسان العصر حضرت علامہ خاکی امروہوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# بادۂ عرفاں

## غزلیات

شہرۂ آفاق ہے حسنِ جہاں آرا ترا
جلوہ گر ہر شان میں ہے جلوۂ زیبا ترا

جو بھی ہے یوں ہے کہ وہ شیدا ہوا مولا ترا
جو نہیں یوں ہی نہیں اس کو نہیں سودا ترا

کس کی ہستی اور خودی میں چھپ سکے تیرا جمال
کون ہے تیری جلالت کے سوا پردہ ترا

اس سے زائد عالم ہستی میں تو روپوش ہے
جس قدر ہے شاہِ خوباں خلق میں چرچا ترا

سرِّ وحدت گلشنِ اسرار مخفی ہو گیا
لفظ کن کہنے سے جس دم کھِل گیا غنچہ ترا

نیست سے کیوں ہست ہوتے ہست سے کیوں نیست ہم
کشمکش میں کھینچ لایا شوقِ نظارہ ترا

عالم ایجاد سے اعدام تک ڈھونڈا تجھے
نیستی کے ساتھ ہستی میں نشاں پایا ترا

عکس تھا قدرت کے آئینہ میں حاصل دید تک
جب نظر بدلی رہا تو مٹ گیا نقشہ ترا

دیکھ کر اپنے ہی آئینے میں خود اپنا جمال
خود بخود محو تماشاہ ہوگیا نقشہ ترا

ہر مقیّد جلوۂ اطلاق سے ہے سرفراز
ہے انا شمسؔ سے مالامال ہرذرّہ ترا

خاکیؔ عاصی کو ہے امیدِ رحمت اے رحیم
رحمتِ عالم کی امت میں ہے یہ بندہ ترا

کُن میں سارا کارخانہ ہو گیا مظہر قدرت زمانہ ہو گیا
اصل مسجود ملائک اور تھا قالب آدم بہانہ ہو گیا
چونکہ تھے محبوب رحمٰں مصطفٰے شیفتہ ان پر زمانہ ہو گیا
آپ کی تبلیغ پُر تنویر سے دارِ ظلمت نورخانہ ہو گیا
ہو گیا توحید کا روشن چراغ کفر عالم سے روانہ ہوگیا
فرش سے عرشِ بریں تک مشتہر ان کی رحمت کا فسانہ ہوگیا
ان کی امت دیکھ لے گی روزِ حشر ابرِ رحمت شامیانہ ہوگیا
حکمتِ انزال آدم اور تھی گو سبب گندم کا دانہ ہو گیا
عین ایمان ہوگیا کفرِ صریح سادہ دل تصویر خانہ ہو گیا
نیستی میں پاک تھے عصیاں سے ہم منقلب ہائے زمانہ ہوگیا
دل ہوا گلدستۂ جنت اگر تیرِ الفت کا نشانہ ہوگیا
قدسیوں کا ورد مامور احد نعتِ احمد کا ترانہ ہوگیا
اس دلِ صد چاک کے قربان جو گیسوئے مشکیں کاشانہ ہو گیا
عازمِ جنت ہوا وہ کارواں جو سوئے طیبہ روانہ ہو گیا

طائر روحِ مجرد ہے اسیر
جسم خاکی قید خانہ ہوگیا

کس کا جمال برقِ تجلیٔ طور تھا
اوجِ دنیٰ پہ کس مہٗ تاباں کا نور تھا

عاشق کو اپنی ہستی کا دعویٰ غرور تھا
معشوق کو حجاب تکبّر ضرور تھا

بلبل کو اس کے عشق کی مے کا سرور تھا
گل میں اسی کے حسنِ نہاں کا ظہور تھا

ہوتا نہ طول روزِ قیامت کو اس قدر
ایّام انتظار کا بدلہ ضرور تھا

خاکی یہ شانِ عفو نے عاصی سے کہہ دیا
تقصیر کو قصور سمجھنا قصور تھا

جلوۂ خود پرست نے حُسن پرست کردیا
ذرّہ کو آفتاب نے نیست سے ہست کردیا

انجمن شہود میں زمزمۂ عہود سے
بخش کے خلعتِ وجود مست الست کردیا

سایۂ وصل لے لیا تمغۂ ہجر دیدیا
خرقۂ فقر بخش کر کاسہ بدست کردیا

حسنِ کرشمہ ساز نے ایک نگاہِ ناز سے
ہست کو نیست کردیا نیست کو ہست کردیا

خاک کے انکسار نے آگ کے افتخار نے
پست کو فوق کردیا، فوق کو پست کردیا

جام جہاں نما دیا طور تجلیاتِ جاں
مومنِ حق کے قلب سے عرش کو پست کردیا

ساغرِ بوتراب سے خاکی کو دے شرابِ ناب
جس نے جہانِ عشق کو مست الست کردیا

دفن ہے مدت سے سینہ میں رکازِ دلربا
کُھل نہ جائے تاکہ نا محرم پہ رازِ دلربا

کون کہتا ہے تجلی کو تسلی کا سبب
مشتعل ہوتی ہے نظارہ سے آزِ دلربا

چن کے اس دارالفتن سے نیک بختوں کو تمام
منزلِ مقصود پر پہنچا جہازِ دلربا

دعویٰ ہستی سے ہے مغرور ہر اہلِ نیاز
آفریں صد آفریں اے عکسِ نازِ دلربا

عاصیوں کو کھینچ لے جائے گا جنت کی طرف
روزِ محشر حلقۂ زلفِ درازِ دلربا

شرط ہے بہر نمازِ مخلصاں احضارِ قلب
چاہیئے ہے عشق بازوں کو نمازِ دلربا

عاشقِ صادق کو خاکی چاہیئے ہر حال میں
عجز و تسلیم و رضا سوز و گدازِ دلربا

قابو میں دل نہیں مرے خلّاق کیا ہوا
جاں پر بنی ہے اے مرے رزّاق کیا ہوا

مچلا ہے اس قدر کہ نہیں ایک دم قرار
سچ سچ بتا تجھے دلِ مشتاق کیا ہوا

بسمل بنا کے چھوڑ گیا فرشِ خاک پر
جلوہ دکھا کے شاہدِ آفاق کیا ہوا

کیوں آج کل ہو چیں بہ جبیں دلِ شکستہ سے
اگلا سا مست ناز وہ اخلاق کیا ہوا

کاٹا ہو جس کے گیسوئے مشکیں کے ناگ نے
سو بار دیجئے اسے تریاق کیا ہوا

سینہ میں جس کے عشقِ خدا موجزن نہیں — عالم میں گو وہ فرد ہے اور طاق کیا ہوا

خاکی کو خاک آتشِ فرقت نے کردیا
پیمانِ وصل معدنِ اشفاق کیا ہوا
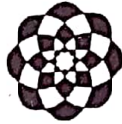
عشوہ گرنے ناز سے محوِ تجلی کردیا — شیشۂ دل کو مئے الفت سے منہ تک بھر دیا

لذّت سوزِ دروں کا ماجرا کس سے کہوں — جان ودل سے اس پہ قرباں جس نے یہ ساغر دیا

دولتِ دردِ محبت نے دیا کیا کیا مجھے — دل کو گل پہلو کو دلبر چشم کو گوہر دیا

نیّرِ اعظم کو کیا قدرت مقابل آپ کے — آپ نے الٹے توؤں کو شمس انور کردیا

شافعِ محشر کی الفت میں رواں ہے جس کی چشم — حق تو یہ ہے اس کو حق نے چشمۂ کوثر دیا

کیوں نہ ہو فائز وصالِ دلربا سے وہ سعید — جس کی قسمت میں خدا نے عشق سا رہبر دیا

بے خطر چل عشق کے کوچہ میں اے خاکی نہ ڈر
موسلوں کا خوف کیا جب اوکھلی میں سر دیا

یہ کیسا عکس ہے سینہ میں ماہِ کامل کا — کسی کے رخ سے ہوا کیا مقابلہ دل کا

ہوا ہے گیسوئے جاناں سے مشغلہ دل کا — جنونِ عشق کو سودا ہوا سلاسل کا

دکھا دیا گلِ نازک نے سینۂ صد چاک سنا جو زمزمہ بیتابیِ عنادل کا

نظر سے ہوگیا سالارِ کارواں غائب الٰہی خیر نہ لٹ جائے قافلہ دل کا

پلادے پیرِ مغاں مجھ کو مے طرب انگیز کہ ریزہ ریزہ ہو مستی میں شیشۂ دل کا

نہ کیوں مجال سے باہر ہو سوزِ پروانہ گداز دیکھ کے محفل میں شمعِ محفل کا

نہ چھوڑ راہ میں اے روح جسمِ خاکی کو

نباہ چاہئے بے شک رفیقِ منزل کا

دلِ بیقرار جو سینہ میں کہیں یک بیک جو پھڑک گیا

بگمان صاعقہ پاش سے مرے دل کا چین سرک گیا

نہ قرار ہے نہ وفاق ہے نہ فرار ہے نہ نفاق ہے

نہ بعید ہے نہ نظر میں ہے میں ادھر میں کیسا لٹک گیا

جو بیان حال زبوں کروں تو سوال یہ ہے کہ کیوں کروں

جو لگایا قفل زبان پر تو جگر کا سوز بھڑک گیا

ارنی کہا تو جواب میں کہیں لن ترانی سنا دیا

کہیں آپ خلوتِ خاص میں وہی بے نقاب چمک گیا

کہیں کہہ کے موتو فنا کیا کہیں قم سے مردہ جلا دیا

کہیں بنکے رونق بوستاں گلِ تر میں بس کے مہک گیا

ہے جلال اسکے جمال میں ہے کمال اس کے خیال میں
ہے فراق اسکے وصال میں یہی کہہ کے ہم سے ملک گیا

نہیں تجھ کو خاکیؔ بے اثر صفتِ حبیب سے کچھ خبر
شہ انبیاء کے سوا وہاں نہ زمیں گئی نہ فلک گیا

اک دم سے آج کیوں دل بسمل مچل گیا
کیا یار دل نواز کا کچھ رخ بدل گیا

اس دم کا لطف آ نہیں سکتا بیان میں
جس دم وہ چٹکیوں سے کلیجہ مسل گیا

اکسیر وصل بن گئی خاکستر حریق
خوش بخت ہے جو آتشِ فرقت میں جل گیا

کس کے خرامِ ناز نے محشر بپا کیا
عالم کا آنکھوں آنکھوں میں نقشہ بدل گیا

سودائے عشق کیوں نہ سبب ہو نجات کا
آتے ہی اس کے سر سے تکبّر نکل گیا

عقبٰی کے خوف سے جو ہے دنیا میں مضطرب
دارین میں وہ فضلِ خدا سے سنبھل گیا

دنیا کے دوست کر گئے مل کے سپردِ خاک
خاکیؔ کے ساتھ قبر میں خالص عمل گیا

میں مست سبوکش ہوں اس بادۂ گلگوں کا
جس مے سے ہو دل تازہ فرہاد کا مجنوں کا

کیا شورِ قیامت ہے ہنگامہ ہے یہ کیسا
مچلا ہے دل شیدا کیا عاشق مفتوں کا

جو راز کی باتیں ہیں خلوت میں سنائیں گے
کیا عرض کریں رہ میں قصہ دلِ محزوں کا

اب رحم کا موقع ہے حالت ہوئی اس حد تک | جو قطرہ ٹپکتا ہے آنکھوں سے ہے وہ خوں کا

خود صاف ہیں خود ہی خود ہے میل طبیعت پر | انداز نرالا ہے اس گوہر مکنوں کا

اتراتے ہو کیوں اتنا جامہ سے نہ باہر ہو | کیا یاد نہیں قصہ فرعون کا قاروں کا

بو آتی ہے الفت کی خاکی ترے شعروں سے
پر لطف نہ ہو فقرہ گرچہ تیرے مضموں کا

نئی سج دھج نیا جو بن نیا ہے بانکپن ان کا | نئی صورت نئی سیرت نرالا ہے چلن ان کا

ہوائے سیرِ گل سر سے ہوا ہو کر ہوئی غائب | رہے سر سبز یارب روزِ محشر تک چمن ان کا

لگائیے لاکھ چکّر رات دن ساری خدائی کے | مگر لایا نہیں کچھ بھی نشاں چرخِ کہن ان کا

قمیصِ ابر میں چھپ جاتا ہے خورشید کا چشمہ | بصارت بخش نابینا ہے لیکن پیراہن ان کا

کہاں گنجائشِ ظلمت ہے جسمِ مصطفائی میں | سراپا نور رب النور ہے نازک بدن ان کا

قیامت عید ہوگی عاشقانِ شاہ بطحا پر | کھڑے دیکھا کریں گے پیش حق روئے حسن انکا

الٰہی وہ صفاء قلبِ خاکی میں عطا فرما
کہ جس میں جگمگائے جلوۂ پر تو فگن ان کا

یوں سامنے سے گیسوؤں والا نکل گیا
جس طرح سینہ سے دلِ شیدا نکل گیا

آنکھوں کا نور بہرِ تماشہ نکل گیا
بجلی کی طرح چاند کا ٹکڑا نکل گیا

بلبل کا ہاتھوں ہاتھ کلیجہ نکل گیا
آکر چمن سے وہ گلِ رعنا نکل گیا

رگ رگ سے آہ بن کے تمنا نکل گئی
سر سے جو ماسوا کا تھا سودا نکل گیا

آنکھیں طلب میں شیش محل تک گئیں مگر
مثلِ نظر وہ شیشہ سے بالا نکل گیا

آنکھوں سے آبِ اشک کا دریا نکل گیا
افسوس کیوں وہ گوہرِ یکتا نکل گیا

خاکی کو دردِ ہجر سے کیوں کر ملے نجات
خلوت سرا سے جانِ مسیحا نکل گیا
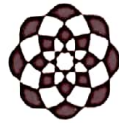
بہت مشکل ہے بر آنا دلِ بسمل کی خواہش کا
دلِ جاناں پہ جب قابو نہیں اپنی گزارش کا

مٹا سکتا نہیں ہرگز مقدر کا لکھا کوئی
مگر دفعِ شماتت ہے نتیجہ اپنی کوشش کا

درختِ عشق کا پھل چاہتا ہے تو اگر طالب
لگا دے تار ہر دو چشم سے رحمت کی بارش کا

صنم ہے شمعِ محفل اور ہم مظلومِ فرقت ہیں
بتائیں اور کیا باعثِ دلِ غمگیں کی سوزش کا

عجب ہے اس شہِ خوباں کی غفلت میری جانب سے
کہ چرچا آسمان تک ہے مری فریاد و نالش کا

ثناء خوانی ہے پیشہ عشق کا اپنے تقاضہ سے
نہیں محتاج حسنِ دلربا اس کی ستائش کا

زمیں بوسِ درِ اقدس ہے خاکی طالبِ رحمت
نہیں پاتا ہے خود کو اہل تیری آزمائش کا

ملا ہے زلفِ مسلسل سے سلسلہ دل کا
غضب کہ ہوگیا پیچیدہ مسئلہ دل کا

خیالِ صورتِ زیبا ہے مشغلہ دل کا
زوالِ ہستی وہی ہے حوصلہ دل کا

بہائے شمعِ شبستاں نے خوں کے آنسو
سنا جو ذوق میں پروانہ سے گلہ دل کا

ہمارے جذبۂ الفت کی قدر ہو تم کو
جو لحظہ بھر کو بھی کرلو تبادلہ دل کا

نعیم خُلد ہے مشتاقِ قاتل و مقتول
نگاہِ ناز مبارک مقابلہ دل کا

یہ کیسے جاری ہیں چشمے شرابِ گلگوں کے
کسی کے سینہ میں ٹوٹا ہے آبلہ دل کا

نہ تابِ دید نہ دیدار کے بغیر قرار
یہ کیسا ہوگیا نازک معاملہ دل کا

جو کشمکش ہے یہی حسن و عشق کی پیہم
تو عنقریب ہی ہونا ہے فیصلہ دل کا

شفاء درد محبت ہے دستِ جاناں میں
نہیں طبیب کے قابو میں ولولہ دل کا

درِ حبیب کو چھوڑے تو پھر کہاں جائے
جہاں میں اور بھی کوئی ہے مرحلہ دل کا

ابھی ہو قالبِ خاکی سراجِ افلا کی
جمالِ رُخ سے اگر ہو مقابلہ دل کا

مریض عشق کبھی طالبِ شفا نہ ہوا
کسی کا دست نگر درد لا دوا نہ ہوا

پھنسا جو قیدِ محبت میں وہ رہا نہ ہوا
کہ حق شاہد مطلق کبھی ادا نہ ہوا

جو مشق لا سے غریقِ یم فنا نہ ہوا
میسر اس کو کبھی گوہر بقا نہ ہوا

گل مراد سے گلچیں کا بھر گیا دامن
نگاہِ نازِ صنم کا جو دل نشا نہ ہوا

گیا ہے طائر جان گلشنِ عدم کی طرف
طلب میں گل کی مگر وقت کا بہا نہ ہوا

ہر ایک سر میں ہے سودائے ساغر و مینا
غضب کہ قبلۂ عالم شراب خانہ ہوا

نگاہِ خلق میں عشاق ہیں اگرچہ ذلیل
مگر عزیز جہاں عشق کا فسا نہ ہوا

مٹا جو عشق کے کوچہ میں نقش پا ہوکر
یہ تجربہ ہے کہ وہ تاجِ خسروا نہ ہوا

وصالِ حق کا نہیں احتمال بھی خاکی
اگر امام ترا عشقِ مصطفٰے نہ ہوا

# غزلیات

بزم میں ان کی بجز ان کے کوئی اصلا نہ تھا
جب مرا عشرت کدہ جاناں کا خلوت خانہ تھا

ایک ہی جلوہ میں مجنوں آپ سے بیگانہ تھا
شوخیٔ توحید تھی یہ غمزۂ لیلیٰ نہ تھا

نالۂ عشاق، تخم نرگسِ مستانہ تھا
گوہرِ مقصود کا آغاز کیا دریا نہ تھا

ذرّہ ذرّہ نیّرِ تخلیق کا پروانہ تھا
کُل شیئٍ حالک محبوب کا نذرانہ تھا

چاک ہوکر بھی نہ چھوٹا دام سے دل کا شکار
کس غضب کی زلف تھی کیا ہی بلا کا شانہ تھا

ٹھوکریں کھائیں عبث دنیا کی اے غفلت شعار کیا تری فطرت میں حسنِ یار کا جلوہ نہ تھا
چشمِ حق بیں کھول کر دیکھا تو یہ آیا نظر اب وہی کعبہ ہے جو پہلے کبھی بتخانہ تھا
عسر آخر یسر ہے انجامِ فرقت موت ہے گنجِ عرفانِ وجودی وہم میں ویرانہ تھا
فرش پر جو آج ہے خاکی کبھی وہ خلد میں
شمعِ روئے وحدت الموجود کا پروانہ تھا

دردِ فراقِ جاناں دارو سے کم نہ ہوگا اِمحاء غم کا آلہ انشاء غم نہ ہوگا
زخموں سے چور ہے دل اللہ رے ملاحت کانِ نمک کے اندر بھی یہ ستم نہ ہوگا
اجڑے ہوئے گھروں کے آباد کرنے والے میرے شکستہ دل پر کب تک کرم نہ ہوگا
محبوب لامکانی ہو جس مکاں کی زینت کیا وہ مکان پھر بھی رشکِ ارم نہ ہوگا
میری شبِ جدائی کردے سحر الٰہی ذرّے کے آگے رتبہ نیّر کا کم نہ ہوگا
ہے فیضِ عام تیرا خیرالانام سب پر کیا عاصیوں پہ ظلِ ابرِ کرم نہ ہوگا
خاکی کی دستگیری تو نے نہ کی جو یارب
لاریب ختم اس کا دیوانِ غم نہ ہوگا

ساقی زمانہ آگیا دورِ شراب کا دے بھر کے مجھ کو جام مئے سرخ ناب کا
ہردم کی بے کلی ہو جدا جس سے دے وہ مئے شمّہ نہ دل میں باقی رہے اضطراب کا

چہرہ ہے زرد پیش جبیں ماہتاب کا ہیبت سے کانپتا ہے بدن آفتاب کا

دنیا میں آپ کر لے جو اپنا محاسبہ پھر خوف کچھ نہیں اسے روزِ حساب کا

بلبل سے سن کے نغمۂ نعتِ محمدی ﷺ دامانِ صبر چاک ہے حسنِ گلاب کا

ہوتا ہے پاک عاصئ صد سالہ ایک دم کیا مرتبہ ہے قطرۂ چشمِ پُر آب کا

یارب تری طلب میں ہو خاکی کا خاتمہ
پکڑے ہوئے ہو ذیل رسالت مآب کا

ساقی نے ایک جام میں سرشار کردیا سویا ہوا تھا میں مجھے بیدار کردیا

قرباں ترے اک آن میں پردے الٹ دیئے مجھ کو کسی کا محرم اسرار کردیا

ہر داغِ دل شگوفہ کے مانند کھل گیا بھٹی کو اپنے فضل سے گلزار کردیا

جس نے بھی ماسوا سے کیا دل کا تذکیہ وحدت نے اس کو مشرقِ انوار کردیا

خاکی وہی ہے عرشِ کرامت کا تاجدار
رحمت نے جس کو خاکِ درِ یار کردیا

کیف و مستی میں ہو استغراق جانا نہ نصیب
لطفِ ساقی سے اگر ہو ایک پیمانہ نصیب

ساتھ اپنی جان کے دونوں جہاں کر دوں نثار
ہو اگر مجھ کو تری الفت میں مرجانا نصیب

شمعِ سوزاں اپنی آتش میں ہے خود اپنی نظیر
مجھ کو عرفاں کے لئے ہو سوزِ پروانہ نصیب

وہ اناالحق سے ڈرے کیوں جس کو شوق دید میں
واصلوں کے ساتھ ہو سولی پہ چڑھ جانا نصیب

زہد و تقویٰ مانگتا ہے حق سے فردوس بریں
عشق کہتا ہے کہ ہو دیدارِ جانانہ نصیب

بوالعجب ہے طالبِ توحید کی یہ التجا
کر صنم کے واسطے یارب صنم خانہ نصیب

اس کی نظروں میں حقیقت جامِ جم کی کیا رہے
چشمِ ساقی سے ہو خاکی جس کو پیمانہ نصیب

دل میں دردِ عشق ہو اور سر میں سودائے حبیب
ہستی موہوم سے فارغ ہو شیدائے حبیب

آنکھ سے آنسو رواں ہوں دل سے آہوں کا دھواں
ہو صدا جاری زباں سے ہر گھڑی ہائے حبیب

زرد ہو چہرہ کی رنگت جس طرح رنگ شفق
موردِ دشنام ہو راہوں میں رسوائے حبیب

چاک ہو جیب و گریباں سر بھرا ہو خاک سے
خاک چھانے دشت و بن کی تا کہ مل جائے حبیب

مضطرب ہو نام سن کر مرغ بسمل کی طرح
رحم کھا کر تا کہ پردے سے نکل آئے حبیب

پاک ہو جاتا ہے دل سے خطرۂ سود و زیاں
جب سماتا ہے محبّ کے سر میں سودائے حبیب

خانۂ ویراں سراسر جلوہ گاہِ ناز ہو
عشق میں خاکی اگر اخلاص دل پائے حبیب

مایۂ حُبِ وطن ہے راہ میں زادِ غریب
اے نگہبانِ دو عالم چاہئے یادِ غریب

دور منزل وقت پر آشوب راہِ پُر خطر
نحن واقرب کہہ کے مرشد سن لے فریادِ غریب

راہ گم گشتہ ہوں بتلا دو صراطِ مستقیم
ہے سبکسارانِ منزل فرض، ارشادِ غریب

اے مسافر نقدِ ہستی راہبر کو سونپ دے
راہزن کرتے ہیں استیصال بنیادِ غریب

رہزنِ امّارہ نے خاکی کو مفلس کردیا
یا الٰہی تجھ سے ہے فریاد دے دادِ غریب

جذبۂ جوشِ محبت ہے مقام حیرت
ماہِ کنعاں کی حکایت ہے مقام حیرت

سن کے عاشق کی زباں سے وہ جفا کا شکوہ
کہتے ہیں تیری شکایت ہے مقام حیرت

ہجر کی تاب نہیں وصل کا امکان نہیں
کشتۂ ناز کی حسرت ہے مقام حیرت

لاکھ ڈھونڈا نہ ملا نورِ نظر کا سایہ
جسمِ جاناں کی لطافت ہے مقام حیرت

مطلعِ جلوۂ اطلاق ہو جس کا رخسار
ایسے معشوق کی صورت ہے مقام حیرت

ایک ساغر میں کیا دونوں جہاں سے غافل
اثرِ بادۂ الفت ہے مقام حیرت

جانِ خاکی کرم پیرِ مغاں کے صدقے
دامن آلودوں پہ رحمت ہے مقام حیرت
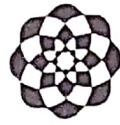
بھلا خورشیدِ تاباں کو رخ جاناں سے کیا نسبت
سراجِ انجمن کو بزم کے سلطاں سے کیا نسبت

جلا سکتی نہیں مومن کے دل کو آتشِ دوزخ
بھلا نارِ سقر کو آتشِ ہجراں سے کیا نسبت

پڑے ہیں قطرۂ شبنم مثالِ اشک پھولوں پر
کہ بلبل نغمہ خواں کو ہے گل خنداں سے کیا نسبت

کھلا دیتی ہے گلشن میں صبا ہر ایک غنچہ کو
مگراس کے اثر کو اس دلِ ناداں سے کیا نسبت

محبت اور ہے زہد و عبادت چیز دیگر ہے
بھلا اجرت کے گھر کو روضۂ رضواں سے کیا نسبت

اگرچہ حسن لیلیٰ بھی ہے شامل حسنِ خوباں میں
مگر لیلیٰ کو میرے یوسفِؑ کنعاں سے کیا نسبت

تعلق عرشیوں کا فرشیوں سے قدرتی حق ہے
وگر نہ قالبِ خاکی کو مرغِ جاں سے کیا نسبت

بنا آئینۂ دل تختۂ گلزار کی صورت
کہ اسمیں کھنچ رہی ہے یار کے رخسار کی صوررت

چلے جاتے ہیں نقد دل لئے عاشق ترے در پر
کہ گرمی پر ہے تیرے حسن کے بازار کی صورت

لبوں پر آ گیا دم اور نہ دیکھی آپ نے صورت
مسیحا ہائے اپنے عاشقِ بیمار کی صورت

کسی کے جان و دل قربان کرنے کا یہ بدلہ ہے
بری لگتی ہے تم کو طالبِ دیدار کی صورت

ہوا ہوں جب سے شیدا مثل بلبل روئے گلرو پر
کھٹکتا ہوں نگاہِ عشوہ گر میں خار کی صورت

الٰہی بے دلوں کو دل کے بدلہ میں مبارک ہو
کہ ہر دم انکے سینہ میں رہے دلدار کی صورت

سروں پر تشنگانِ ساقئ کوثر کی امت کے
لوائے حمد ہوگا ابرِ رحمت بار کی صورت

حبیب اپنا بنا کر کردیا عالم نثار ان پر
عجب ہے خوبصورت سید ابرار کی صورت

مہاجر بن کے ملکِ نفسِ امّارہ سے اے خاکی
مدد کر روح کی اور اجر لے انصار کی صورت

کیوں آ گئی ہماری رفتار میں رکاوٹ
جانب سے ہے ہماری کیا یار میں رکاوٹ

جس کو خریدنا ہے جنس بقا خریدے
ہے عنقریب ہوگی بازار میں رکاوٹ

سوچا تھا دل میں کیا کیا ان کی ثنا کریں گے
دیکھا جو ان کو آئی گفتار میں رکاوٹ

آئیں ہزار صدمے دل پر نہ آئے لیکن
میری طرف سے یارب دلدار میں رکاوٹ

جب تک نہ ٹوٹے تقویٰ ساقی کے میکدے میں  زاہد ہے اس صنم کے دربار میں رکاوٹ
ہے اضطرب خاطر منزل میں بار شاطر  کس کا سکوں نہیں ہے سرکار میں رکاوٹ
آئی خزاں چمن میں بلبل کے کھل گئے پر
خاکی ہوئی صبا کی پھلوار میں رکاوٹ

قربان ہے گل دیکھ کے گلرو کی سجاوٹ  یا چاند پھنسا دیکھ کے گیسو کی سجاوٹ
نرگسِ کی تحیر سے کھلی رہ گئیں آنکھیں  برقِ شرر طور تھی مہ رُو کی سجاوٹ
سجدہ کیا مشتاق نے اخلاص دلی سے  ہے کعبۂ جاں یار کی ابرو کی سجاوٹ
میں گلشنِ فردوس کا سبزہ ہوں عزیزو!  کہتی ہے رخِ یار کے ہر موکی سجاوٹ
تنویرِ حقیقت کا یہ اعلان ہے خاکی
نیرنگیٔ دارین ہے خوش خوکی سجاوٹ

خطرۂ نفسِ لعیں سے یاالٰہی الغیاث  فتنۂ دنیا و دیں سے یاالٰہی الغیاث
شرّ شیطاں سے الٰہی دے دمِ آخر نجات  فتنۂ زیرِ زمیں سے یاالٰہی الغیاث
کردے روشن قلب میں ایمان خالص کا چراغ  کفرو تقصیرات دیں سے یاالٰہی الغیاث
حشر میں یارب ہو سر پر سایۂ عرش بریں  خفت اعمال دیں سے یاالٰہی الغیاث

شافعِ محشر کے ہاتھوں جامِ کوثر کر عطا　　تشنگیِ مجرمیں سے یاالٰہی الغیاث

کیجئے آسان راہِ پلصراط ان کے طفیل　　صدمۂ اندوہگیں سے یاالٰہی الغیاث

بخشدے خاکی کو اپنے فضل سے دار السلام

فتنۂ اعداءِ دیں سے یاالٰہی الغیاث

چند روزہ ہے یہ دنیا اس کی الفت ہے عبث　　جب نہ جائے ساتھ اپنے مال و دولت ہے عبث

یا تو ہو یادِ الٰہی فارغ البالی کے ساتھ　　ورنہ سامانِ معیشت جاہ و حشمت ہے عبث

نفس و شیطاں پر تغلّب ہو تو قوت خوب ہے　　ورنہ یہ زورِ بدن رستم کی قوت ہے عبث

عاقبت اندیش عاقل کو مبارک عقل ہو　　ماسوائے اس کے سب تدبیر و حکمت ہے عبث

موت لے جائے گی تجھ کو کھینچ گورستان میں　　اے تغافل پیشہ احکامِ عمارت ہے عبث

قلب مردہ ہو چکا ہے چاہئے اس کا علاج　　غافل اس تشخیص سے رہ کر حذاقت ہے عبث

علمِ دیں پڑھ کر نہ ہو عامل تو پھر کیا فائدہ　　جب نہ ہو اخلاص پھر زہد و عبادت ہے عبث

چونکہ ہے سود و زیاں موقوف سب تقدیر پر　　اس لئے شادی غمی ارمان و حسرت ہے عبث

جب نہیں دنیا میں خاکی عشق کا کوئی علاج

جستجوئے داروئے دردِ محبت ہے عبث

جذبۂ عشق ہے عاشق کی فنا کا باعث
عدمِ ہستیٔ فانی ہے بقا کا باعث

غیر کی آپ کے نزدیک نہیں جب ہستی
خود ہی فرمایئے پھر شرم و حیا کا باعث

دیکھو جب عیب کسی کا تو کہو میرا ہے
آئینہ خوب سکھاتا ہے جلا کا باعث

خطرۂ طول جدائی کے سوا کچھ بھی نہیں
دردمندانِ محبت کے تقا کا باعث

حق نہیں جانتے عشّاق کوئی دلبر پر
فضل ہی فضل ہے انعام و وفا کا باعث

منبع مہر و عطا لطف و وفا ہے معشوق
عشق عاشق ہے فقط جور و وفا کا باعث

نرگسِ مست دلِ سخت رخِ روشن ہے
شوخی و دلبری و نیاز و ادا کا باعث

باعثِ رنج و مصیبت ہو تلوّن اپنا
مقصد راحتِ باقی ہے رضا کا باعث

گرچہ تسلیم کا پایہ ہے بلند اے خاکی
ہے مگر بندگی و عجز دعا کا باعث
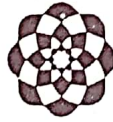
شغل برزخ ہے محقق دل کی غفلت کا علاج
ہے طلوع مہر تاباں شب کی ظلمت کا علاج

ہوگیا جب طائرِ دل دامِ گیسو میں اسیر
بس ہے اس کے واسطے کلمہ شہادت کا علاج

چاہئے بیمارِ الفت کی عیادت آپ کو
شربت دیدار ہے دردِ محبت کا علاج

مجرمِ دلبر کو زنداں سے نہیں مطلق ہراس
جب ہو قید زلف سے رنگ طبیعت کا علاج

اس لئے خاکی ہے فرحت بخش گل گشت چمن
چاک دامان گل میں ہے دل کی نزاکت کا علاج

چشمِ رحمت میرے ساقی کی ہے میخانہ میں آج
جامِ جم کا آرہا ہے لطف پیمانہ میں آج

جان مسرّت سے لبوں پر چومنے کو آگئی
قتل کا جب حکم پایا تیرے پروانہ میں آج

شیخ نے وہ بت پرستی کل ہمیں تعلیم کی
کلمۂ توحید بت پڑھتے ہیں بتخانہ میں آج

مسجدوں میں جسکو ڈھونڈے سے نہ پایا تھا کبھی
اے عجب وہ بے طلب ملتا ہے میخانہ میں آج

ہستیِ خاکی سے پائے کس طرح کوئی نشاں
غرق ہیں دونوں جہاں ساقی کے پیمانہ میں آج

پیش دلبر ہے دلربودہ ہیچ
نزد مشتاق آزمودہ ہیچ

صفوۂ دل کہاں کہاں رخِ یار
پیش خورشید ہے زدودہ ہیچ

نام پر جس کے دو جہاں قرباں
پیش او نقد دل نمودہ ہیچ

کشش زلف کھینچ لے تو سہی
رشتۂ عمر ہے درودہ ہیچ

جسم خاکی ہے مرغِ جان ہے اسیر
برہ یار کف نہ سودہ ہیچ

کیسے ہو بیباک کوئی میرے قاتل کی طرح
وہ ودیعت اپنی لوٹاتے ہیں عادل کی طرح

کیا خطا ہے دل کی جاناں جو نہیں دل کو قرار
جب سکوں دل میں نہیں ہے آپکو دل کی طرح

مجلسِ جاناں سے جس کو روشنی درکار ہو
سر پہ لے بارِ محبت شمعِ محفل کی طرح

سالکانِ راہ عرفاں کو کہاں آتی ہے نیند
بوالہوس سوتے ہیں زانوں ہائے غافل کیطرح

سامنے جسکے ہو خورشید جمال دلربا
اس کا دل ہوتا ہے روشن ماہِ کامل کیطرح

معرفت جاناں کی ہے ادراک سے بالکل بعید
عارفِ کامل دعا کرتا ہے سائل کیطرح

مے کشوں کے واسطے ہو ساغر و صہبا عطا
تشنہ لب خاکی ہے ساقی خشک ساحل کیطرح
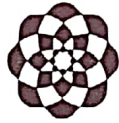
جب نورِ کائنات ہے جود و نوالِ رُخ
پھر شمس کیوں حجل نہ ہو پیشِ جمالِ رخ

گلزارِ کائنات کی بہجت ہے ظلِ رخ
حیرت فزائے عقل ہے بیشک کمالِ رخ

ٹکڑے قمر کے ہوگئے خورشید چھپ گیا
واللہ بے نظیر ہے شانِ جمالِ رخ

زیبا ہے ناز قیدئ گیسو کو اس لئے
حاصل ہے اس کو اسکے سبب سے وصالِ رخ

غفلت کا زنگ آئینۂ دل سے دور کر
روشن ضمیر ہیں وہ جنہیں ہے خیالِ رخ

بسمل کو کچھ غرض نہیں آبِ حیات سے
اس کا مدارِ زیست ہے آبِ زلالِ رخ

خاکی کا قلب غیرتِ بدر منیر ہو
جاناں سے مرحمت ہو جو اس کو ظلالِ رخ

دلیل عشق پیمبر ہے جستجوئے شیخ
سبیل کعبۂ قدوسیان ہے کوئے شیخ

جو مانگتا ہو بصیرت قمیص یوسف سے
وہ پائے مصر سے کنعاں میں کیف بوئے شیخ

بنائے سینۂ روشن کو اپنے طورِ کلیم
جو لوحِ دل میں کرے نقش گفتگوئے شیخ

نصیب کیوں نہ ہو فیضانِ سرمدی اس کو
کہ جس نے کردیا رخ اپنے دل کا سوئے شیخ

نگاہِ لطف ہو اس پر شفیع محشر کی
جو کرلے آپ کو مصداق خلق وخوئے شیخ

عجب نہیں کہ جو حبل المتین ہوجائے
اگر رکھا ہے عقیدت سے پاس موئے شیخ

ثواب حج کا ملے گھر میں بیٹھ کرخاکی
جوصدق قلب سے دیکھا کرے توروئے شیخ

مہربانی کی ستمگر نے جفا کوشی کے بعد
اپنا آئینہ بنایا مجھ کو روپوشی کے بعد

ساغر الفت پلاکر لے لیا سب عقل و ہوش
خود فراموشی عطا کی حق فراموشی کے بعد

کلمۂ حق کہلواکر حضرت منصور سے
اپنی کی پردہ دری ان کی خطا پوشی کے بعد

تیغ ابر و قید گیسو تیر مژگاں ہو صحیح
پہلواں چھپتا نہیں لیکن زرہ پوشی کے بعد

گل یہ کہتا ہے زبانِ حال سے سن عندلیب
سِرّ حق گلزار ہوجاتا ہے خاموشی کے بعد

ذوق سے نا آشنا زاہد نے توبہ کی تو کیا قابل تحسین ہے توبہ جو ہے مے نوشی کے بعد

پیرِ میخانہ سے خاکی پوچھ مقصد کا نشاں
بے خودی میں وصل ہے اور وہ ہے مے نوشی کے بعد

خدا کے واسطے اے نامہ برلا یار کا کارڈ ہوا کرتا ہے نقش ہولِ دل دلدار کا کارڈ

کھلانا چاہتی ہے غنچۂ دل کو اگر سچ مچ تو جالے آصبا جلدی گلِ گلزار کا کارڈ

ہزاروں نسخہ و تعویذ کر دیکھے اقارب نے مگر اکسیر گر پایا تو پایا یار کا کارڈ

ریاضِ خلد کا تحفہ ہے یا عکسِ رخ روشن سرورِ چشم و دل ہے محرمِ اسرار کا کارڈ

اگر ہے روشنائی قلب کی درکار اے خاکی
تو رکھ سینہ میں اپنے یار پُر انوار کا کارڈ
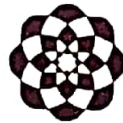
تیرِ مژگاں جو ہوا وسطِ جگر میں نافذ درد پہلو میں جنوں ہو گیا سر میں نافذ

نور چھن چھن کے شعاعوں سے زمیں پر ٹوٹا قوس ابرو نے کیا تیر قمر میں نافذ

فرطِ غیر سے چھپا شمس بھی جس دم مجھ کو مژدۂ وصل ہوا قصر سفر میں نافذ

کون سے سلک سے یہ لعل و گوہر ٹوٹ پڑے خار فرقت کا ہے کیا دیدۂ تر میں نافذ

چاک دامائے گل دیکھ کے بلبل بولی　　عشق کا خار ہوا کیا گلِ تر میں نافذ
دل کو ارمان تھا اور چشم کو حرماں حاصل　　سر میں سودائے وفا سوز جگر میں نافذ

جانِ خاکی ترے اندازو کرم کے صدقے
حکم لاہوت کا ہوتا ہے سفر میں نافذ

جان کے واسطے ہے جذبۂ جاناں تعویذ　　ظلمتِ دل کے لئے مشعلِ ایماں تعویذ
تیرا اسلام سلامت رکھے قدوس سلام　　کرلے قرآن کو اے صاحبِ قرآں تعویذ
تیرا قیدی بھی ہے دل اور پریشان بھی ہے　　کیسا الٹا دیا اے زلفِ پریشاں تعویذ
جلوۂ یار پہ کردے جو نثار آنکھوں کو　　بخشدے اس کو قمیص مہ کنعاں تعویذ
نار میں بھی جو طلب یار کو کرتا ہے خلیل　　بھیجدے اس کے لئے گلشن رضواں تعویذ
مثلِ پروانہ جو جلنے میں ہرا ہوتا ہے　　واسطے اس کے ہے خود شمع، شبستان تعویذ
بے اجازت ارنی عشق میں بیماری ہے　　لن ترانی کوکرو موسیٰ عمراں تعویذ
لامکاں پر کی تجلی سے تسلّی کیا خوب　　کرکے قوسین کو معراج کے سلطاں تعویذ
ایسے ہی حلقۂ خاتم میں بنی ہیں جیسے　　تخت بلقیس کا تھا تاجِ سلیماں تعویذ
کشتئ نوح نے کنعاں کو ڈبو کر پایا　　سام کی پشت سے رشکِ مہ کنعاں تعویذ

وزنِ اعمال کی خفّت سے بروزِ محشر
واسطے خاکی کے ہے نور کا داماں تعویذ

فنا کردے گی عالم شعلۂ آتش فشاں ہوکر
نگاہ ناز جاناں برق کی صورت عیاں ہوکر

دکھا کر اک جھلک طور و صفا صحرا کے طیبہ میں
بلاتا ہے حضوری میں مکینِ لامکاں ہوکر

ثنا خوانی کرائی حسن گل بن کر عنادل سے
بنا سلطان انجم آفتاب آسماں ہوکر

مری دنیا کی رسوائی ہے تو رسوائے محشر ہے
بتا اے نکتہ چیں تو نے لیا کیا بدگماں ہوکر

اسی کا نام روشن ہو گیا دنیا میں اے خاکی
مٹا جو عشق کے کوچہ میں بے نام و نشاں ہوکر

بارِ فرقت دل نازک پہ اٹھائیں کیونکر
چاہئے جس پہ کرم اس کو ستائیں کیوں کر

نہ شکم پاک نہ اخلاص نہ تطہیر زباں
دیکھئے ہوتی ہیں مقبول دعائیں کیوں کر

نہ ہمیں طاقتِ پرواز نہ ان کو پرواہ
کیسے ہو اپنی رسائی وہ بلائیں کیوں کر

لٹ گیا زادِ سفر راہ میں درماندوں کا
بے مدد منزل مقصود کو پائیں کیوں کر

جن کی توحید سے روشن ہے صنم خانۂ دل
آگ وہ کعبۂ جاں میں نہ لگائیں کیوں کر

رقمِ خامۂ قدرت ہے ہماری ہستی
ہم بھلا نقش دوئی دل سے مٹائیں کیوں کر

کیوں کہ تطہیر معاصی کا ہے سامان یہی
چشم پر آب سے آنسو نہ بہائیں کیوں کر

فصل سے وصل کا ارشاد ہے منظور نظر چھوڑ کر کعبہ وہ طیبہ میں نہ آئیں کیوں کر

جن کی قسمت میں ہے محبوب کا جلوہ خاکی
وہ نہ لیں اپنے مقدر کی بلائیں کیوں کر

آتشِ فرقت کی آہوں کا دھواں بلائے سر بن گیا جاکر سوادِ آسماں بالائے سر
زمہریری سرد مہری پر مری اشکوں کا تار گرمیٔ الفت سے ہے ابرِ رواں بالائے سر
اپنے قدموں میں نہ رکھا اس نے مجھ ناشاد کو جسکو آنکھوں سے دیا میں نے مکاں بالائے سر
تیر مژگاں سے گرا کر اپنے بسمل کو وہ شوخ جستجوئے صید دل میں ہے دواں بالائے سر
کون ہے طالب ودائے دردِ دل کا اے طبیب کیوں مچا رکھا ہے یہ شور و فغاں بالائے سر
کیسے پہنچیں اس کی منزل تک قدم عشاق کے ہو در دولت کا جس کے آستان بالائے سر

جس نے کفش پائے جاناں سر پہ خاکی رکھ لیا
ہوگیا عالم میں تاجِ خسرواں بالائے سر

قم باذنی کہتے ہیں وہ کس کو بسمل دیکھ کو جو ہے مرنے پر فدا جینے کی مشکل دیکھ کر
مرگیا مرنے سے پہلے بلکہ زندہ ہوگیا رہ گیا ثابت قدم جو تیغِ قاتل دیکھ کر

پردہ اٹھنے پر خدا جانے قیامت کیسی ہو
مٹ رہا ہے اک جہاں جب شان محمل دیکھ کر

تندرستوں کا کیا چُن چُن کے اس نے قتل عام
ہائے مجھ سے کچھ نہ بولا نیم بسمل دیکھ کر

کھل گیا مجھ پر کہ ہے ہر چیز مخمور الست
خندۂ گل دیکھ کر وجدِ عنادل دیکھ کر

رہزنوں نے راہ میں برپا کیا ہے وہ طلسم
لٹتے ہیں ناداں مسافر جس کو منزل دیکھ کر

ہوگئی حُب الوطن ایمان کی روشن مثال
برق بھی گرتی ہے میرا خرمنِ دل دیکھ کر

موسوی نسبت کی یارب کیا مبارک فال ہے
برق بھی گرتی ہے میرا خرمنِ دل دیکھ کر

کشتۂ تیرِ نظر پر تیغ ابرو چلی گئی
برق بھی گرتی ہے میرا خرمنِ دل دیکھ کر

پردۂ خلدِ بریں ہے صبر اے دل صبر کر
کیوں ہوا جاتا ہے کاہل سخت مشکل دیکھ کر

تیرے شعروں میں ہے خاکی پرتو قرآن پاک
کیوں نہ ہو ششدر اسے سحبانِ وائل دیکھ کر

شانِ واعظ پر نہ جا فیضان میخانہ نہ چھوڑ
وہ تو ہے پیماں شکن تو اپنا پیمانہ نہ چھوڑ

جستجوئے بیت میں ذی بیت کو کھوتا ہے کیوں
جان کعبہ تجھ میں ہے، تو اپنا بتخانہ نہ چھور

قال ناصح پر نہ کرنا دل سے ہرگز التفات
جامۂ دیبا کے بدلے حالِ مردانہ نہ چھوڑ

جس قدر چاہے رہو مصروف دنیائے دنی
رشتہ اپنا بارگاہِ رب سے عبدانہ نہ چھوڑ

رات بھر آرام سے سو عیش کر پروانہ کر
اے تغافل پیشہ اورادِ سحرگانہ نہ چھوڑ

کرادا صوم و صلوٰۃ و حج زکوٰۃ و فرض و نفل　　دامنِ پیر مغاں اور شغل رندانہ نہ چھوڑ

صرف دو حرفوں میں لے خاکی تو انعامِ احد

چھوڑ عالم کو مگر احمد کا کاشانہ نہ چھوڑ

اے گلِ گلزارِ خوبی سروبستانِ مست ناز　　بہجت باغِ دوعالم وردِ خنداں مست ناز

سید خوبانِ عالم رونقِ بزمِ ارم　　صاحبِ جو دوکرم سلطان دوراں مست ناز

شمع بزم انبیاء سرتاج جمع اصفیا　　فیض بخش اولیاء محبوب رحمٰن مست ناز

مرشد راہِ حقیقت شارع ارکان دیں　　رحمتہ اللعالمیں سلطاں عرفاں مست ناز

روحِ پاکاں نورِ ایماں زینتِ کون ومکاں　　اصل پاکِ قدسیاں وجانِ جاناں مست ناز

داغہائے درد فرقت دیدہ ور گل گلشت دل　　یافت چشمِ است سیرِ باغ رضواں مست ناز

اے کہ استغنا ز دردِ عاشقاں زیبد ترا　　اے مسیحائے قلوبِ عشق بازاں مست ناز

اے کہ عالم بستۂ زلفِ درازت آمدہ　　کس نگشتہ کس نگردد چوں تو انساں مست ناز

یاد دار از رحمتِ خود خاکی مجہود را

وقت اظہار شفاعت پیش یزداں مست ناز

روحِ اصحابِ محبت جانِ ارباب نیاز　　دین شیدایانِ حق ایمانِ ارباب نیاز

نیّرِ چرخ بنوت صدر ایوانِ رسل　　بدر افلاکِ رسالت شانِ ارباب نیاز

مطلعِ اوج خلافت ثمرہ خلّتہ توئی　　درحریمِ خاص در غفران ارباب نیاز

برسریر عرش اعظم جلوہ گر غیر تو نیست　　ثمرۂ الطاف تو شایانِ ارباب نیاز

تشنہ لب خاکی بیاید درحضورت اے کریم

جام کوثر بخش کن قربان ارباب نیاز

کام دل کا ہے بلا دلدار ژاژ　　کام بلبل کا بلا گلزار ژاژ

یار کے رستہ سے پھر جا جو قوم　　بس یہی رفتار ہے رفتار ژاژ

مدحتِ جاناں ہے نقدِ گفتگو　　ماسوا اس کے ہے ہر گفتار ژاژ

نذر ساقی نقدِ ہستی کیجئے　　ورنہ ذوقِ مے ہے اے میخوار ژاژ

میں خریدوں اس کو وہ کرلے قبول　　باقی ہر سودا ہے اک بیکار ژاژ

وہ خریدے اک تجلی میں مجھے　　ورنہ میں ہوں برسرِ بازار ژاژ

خاک راہِ یار پر خاکی ہو سر

ماسوا اس کے ہے ہر کردار ژاژ

دل جان کے آس پاس ہے جاں دل کے آس پاس
بینائی جیسے تل میں ہو اور تل کے آس پاس

ہر صبح و شام گل پہ ہے قربان عندلیب
گل بھی طواف میں ہے عنادل کے آس پاس

دل ہے اسیرِ گیسوئے مشکیں بشوق ذوق
جاں سر بکف ہے خنجر قاتل کے آس پاس

یارب میں ان کے تیرِ نظر کا ہوں یوں شکار
وہ جستجو میں ہوں دِل بسمل کے آس پاس

دیکھو تو قیدِ زلف میں قسمت کا ہیر پھیر
دن رات چلنے میں بھی ہوں منزل کے آس پاس

ختم الرسول کے گرد ہیں محشر میں انبیاء
جیسے ستارے ہوں مہِ کامل کے آس پاس

پیاسوں کو سیر کرتا ہے بحرِ کرم مدام
ابرِ کرم کے بھیس میں ساحل کے آس پاس

جلتی ہے شمعِ تیری جدائی کی آگ میں
پروانہ کیوں ہے رقص میں محفل کے آس پاس

خاکیؔ طلب میں اپنی تو اخلاص لے کے دیکھ
ہے آفتاب ذرّہٗ سائل کے آس پاس

عمر غفلت میں کٹی کچھ نہ کیا صدا افسوس
مقصدِ زندگی حاصل نہ ہوا صد افسوس

ہوگئے نفس کے کتے سے شکارِ شیطاں
دامنِ سایۂ مولیٰ نہ ملا صد افسوس

دشمنوں کے ہی رہا کہنے پہ ہر وقت عمل
دوست کا ایک بھی کہنا نہ کیا صد افسوس

نہ تو توبہ ہی ملی اور نہ طاعت نہ رضا
کوئی ارمان بھی پورا نہ ہوا صد افسوس

دار فانی ہی کے چکّر سے نہ نکلے ہائے
نظر آتا نہیں سامانِ بقا صد افسوس

آتشِ عشق میں جل کے نہ بنے سرمۂ طور
ایک جلوہ بھی تو حاصل نہ ہوا صد افسوس

کوئے جاناں سے صبا بھی تو نہ لائی جھونکا
کبھی غنچہ مرے دل کا نہ کھلا صد افسوس

آنکھوں سے توبۂ مقبول کی بارش نہ ہوئی
باغِ رحمت نہ ہوا دل میں ہرا صد افسوس

نہ دیا جذبۂ وحدت نے اناالحق کا ذوق
نفسِ خاکیؔ کبھی سولی نہ چڑھا صد افسوس

دل میں دلدار رہے دل رہے دلدار کے پاس
بھید کی بات رہے، محرمِ اسرار کے پاس

کون کہتا ہے کیا یار نے بیدل مجھ کو
میرے ہی پاس ہے جو ہے مرے دلدار کے پاس

اپنی عزّت کے بچانے کے لئے جاناں نے
مجھ کو بستر نہ لگانے دیا دیوار کے پاس

غیر جب تک دلِ طالب میں رہے گا تب تک
پائے گا اپنے دل آرام کو اغیار کے پاس

غیر سے قطع نظر ہوگئی جب سالک کی
تب ہے مطلوب سدا طالبِ دیدار کے پاس

جانبِ حق سے ہے توفیق ہدایت احساں
ورنہ جزبار گناہ کیا ہے گنہگار کے پاس

ہاتھ میں آپ کے ہے خاکیؔ بسمل کی شفاء
ورنہ جز درد کے کیا ہے دلِ بیمار کے پاس

عالم افروز ہوئی صبح ستارے خاموش
سن کے قرآن ہوئے حق کے پیارے خاموش

چہچہانا ترا بلبل ہے ملالِ معشوق
دیکھ گلشن میں کہ گل ہوگئے سارے خاموش

شمع پروانہ کی دیکھ حرص و ہوا محفل میں
اہلِ دل بیٹھے ہیں سب ایک کنارے خاموش

بولنے والے ہمیشہ رہے باآہ و فغاں
چمن دہر کی رونق ہوئے سارے خاموش

ذکر حق کرنے لگے تن میں ہر اک موئے بدن
شغل اللہ میں جب لب ہوں ہمارے خاموش

صاحبِ سرِّ انا دار پہ شیخ منصور
حیف کرتے ہوئے طبقے سے پکارے خاموش

تشنہ لب چیختے ہیں ساقیٔ جام و بادہ
پینے والے ہوئے ہر سمت بچارے خاموش

بولنے والے ہر اک سانس کا ہوتا ہے حساب
بے حساب ہوگئے دم جتنے گزارے خاموش

مہر لگ جائے گی محشر میں زباں پر خاکی
بولیں گے جتنے بھی اعضاء ہیں ہمارے خاموش

ایسے جلوے سے کر مجھے مدہوش
جس سے موسیٰ نبی ہوئے مدہوش

جام دے اس شرابِ وحدت کا
جس سے شبلی جنید تھے مدہوش

لطف کی اک نگاہ ہے درکار
جان وتن حشر تک رہے مدہوش

بخش وہ کیفیت درودوں میں
جس پہ صلی علیٰ پڑھے مدہوش

ہوش میں وہ سرور پیدا ہو
ہوش والا ہو ہوش سے مدہوش

پیار ساقی کا کہتا ہو ہر دم
جام پر جام لے مرے مدہوش

پیار ساقی کا ہو وہ خاکی پر
دیکھنے والا ہو اے مدہوش

غیر معمولی اچانک کیوں ہوا ہے سر میں جوش
کیا اٹھا ہے محرمِ اسرار کے خنجر میں جوش

آبِ خنجر مانگتی ہیں بسملوں کی گردنیں
لو مبارک اٹھ رہا ہے وادئ احمر میں جوش

تیرِ مژگاں نے تسلی بخش جرعہ دیدیا
حد سے افزوں دیکھ پایا جب دلِ مضطر میں جوش

آہِ سوزاں بن کے سر سے اشکِ خونیں اڑ گئے
جب کبھی پیدا ہوا شیدا کی چشم تر میں جوش

شافعِ محشر کی امت کے پیاسوں کے لئے
آئے گا روزِ قیامت چشمۂ کوثر میں جوش

دیکھ کر زحمت کسی کی اپنی قربت کے لئے
آگیا قسمت سے بحرِ رحمتِ دلبر میں جوش

آبلے خاکی کے دل کے کیوں ابھر آئے ہیں آج
آگیا کیا اس وفا پرواز کے نشتر میں جوش

منہ چھپانے کی تمہیں اور مجھ کو مرجانے کی حرص
تم رہو خوش خاک میں مل جائے دیوانے کی حرص

خانہ ویرانی صحیح پر شوق پروانے کی حرص
ہرج کیا ہے خود ہی مٹ جائیگی مٹ جانیکی حرص

شمع کہتی ہے کہ جس کو ضبط کی طاقت نہیں
کیوں کرے وہ پھر ہمارے قرب میں آنیکی حرص

عالمِ روحانیت سے ساکنانِ قدس کو
کھینچ لائی عالمِ فانی میں مرجانے کی حرص

بجلیاں گرتی ہیں بیشک عاشقان دید پر
رخ دکھا کر جب کوئی کرتا ہے شرمانے کی حرص

ہوگیا معشوق عاشق بن گیا عاشق حبیب
کیا ہی پُرتاثیر تھی واللہ اک دانے کی حرص

مے پرستوں کو الٰہی جام و مے کی حرص ہو
اور خاکی کو الٰہی پیرِ میخانے کی حرص

امتِ مصطفیٰ ہے عام بھی خاص
مقتدی خاص اور امام بھی خاص

اللہ اللہ کرامت مسلم
مرتبہ خاص اور نام بھی خاص

کیوں نہ ہو خاص میکشِ اسلام
خاص مے ساقی خاص جام بھی خاص

وہ شفاعت میں، ہم گناہوں میں
خاص آقا ہیں اور غلام بھی خاص

خاص ہیں ان کے طالبِ دیدار
جلوۂ قاسم الانام بھی خاص

عام ہیں خاص سارے خاصوں میں عام
رحمت اور اس کا فضل عام بھی خاص

ان کی مرضی سے ہوگیا خاکی
کرنے والا بھی خاص کام بھی خاص

نہیں ہے عاشقِ شیدا کو سیم وزر سے غرض
نہ باغِ خلد نہ اعراف سے سقر سے غرض

نہ حُبِ جاہ سے مطلب نہ عاروعزت سے
مگر ہے اس کو فقط آہِ پُر اثر سے غرض

نہیں ہے لعل وگہر درد معصیت کی دوا
گنہگار کو ہے اشک و چشم تر سے غرض

کہیں گے حشر میں بالا تفاق سب آخر
کہ ہے ہمیں تو فقط سید البشر سے غرض

جسے ہے جلوۂ جاناں کی جستجو خاکی
نہ اس کو شمس سے مطلب نہ کچھ قمر سے غرض

ہوگئے شب ہائے غم الفت میں ایّام فراق
پھر بسر ہوگی الٰہی کس طرح شامِ فراق

اے دلِ مضطر نہ گھبرا مہلکاتِ ہجر سے
ہے ودامِ وصلِ دلآرام انجام فراق

خواہ مستقبل میں کیسی ہی مسرّت ہو حصول
منکراتِ موت ہیں فی الحال اعلام فراق

یاالٰہی جس طرح تو نے دیا ہے درد ہجر
کردے اعجازِ مسیحائی سے اتمامِ فراق

جسم خاکی چاہیۓ تجھ کو اگر روحِ وصال
چاہیے تجھ کو اٹھانے زحمتِ سامِ فراق

# مُناجات

نہ دے غفلت میں اتنا طول مجھ کو
کہ کر دے غیرِ حق مقتول مجھ کو

اجل جس دم کرے منقول مجھ کو
اللہ العالمیں مت بھول مجھ کو

نہ رکھ اغیار میں مشغول مجھ کو

عمل میرا ز سرتاپا بُرا ہے
مگر پھر بھی یہ تجھ سے التجا ہے

شفیع المذنبین کا واسطہ ہے
ترا نقصاں نہیں میرا بھلا ہے

جو کرلے فضل سے مقبول مجھ کو

نہ نکلیں چشم سے کیوں اشک پُر خوں نہ اس صدمہ سے ہو کیوں قلب محزوں
یہ غم ہے رات دن اے ذاتِ بے چوں گناہوں کی نجاست سے نجس ہوں

کرائے ابرِ کرم مغسول مجھ کو

خمار عشق سے مخمور فرما مئے وحدت سے دل مسرور فرما
علاجِ فرقتِ مہجور فرما غمِ دنیا کے کانٹے دور فرما

ریاضِ قدس سے دے پھول مجھ کو

بسا ہے حسرتوں کا دل میں عالم حضوری میں نہیں ہے ہر دم اک نیا غم
مئے وحدت سے کر سرشار خرم دعا ہے خاکیؔ خستہ کی ہر دم

اجابت سے نہ کر معزول مجھ کو

بوالہوس کا دعوئ اُلفت سراسر ہے غلط راہزن خود کو اگر کہتا ہے رہبر ہے غلط
جزو کی تشبیہہ کل سے راست ہوسکتی نہیں جو کہے رخسارِ جاناں بدر و نیّر ہے غلط
جس کو دو جانب سے میٹے منشئ دیوانِ قدر حرف وہ کیسے صحیح ہو وہ مقرر ہے غلط
حیرتِ ضدّین منع محض و تاکید و نفی صیغۂ ممکن غلط ہے اس کا مصدر ہے غلط

ابروئے جاناں ہے قبلہ خاکیٔ مشتاق کا
اس کو جو کوئی کہے شمشیر و خنجر ہے غلط

کمندِ زلف میں دل پھنس گیا خدا حافظ
بلا میں ہوگئی جاں مبتلا خدا حافظ

جگر میں درد ہے سینہ میں بیقراری ہے
زبان سے جاری ہے ہر دم صدا خدا حافظ

نظر ہے آتشِ فرقت کی پارۂ دل پر
اب اضطراب ہے اور جاں فدا خدا حافظ

سنا ہے آج وہ مقتل میں لائیں گے تشریف
خوشا نصیب مقدر کھلا خدا حافظ

یہ آرزو ہے کہ خاکی کی جان نکلتے وقت
ادا کے ساتھ کہے دل رُبا خدا حافظ

کمالِ عشق ہو جب امتثالِ عقل سے مانع
تو پھر کچھ بھی نہیں باقی حصولِ وصل سے مانع

عروضِ نقص لاممکن ہے منعم کے فواضل میں
مگر نقصِ طلب ہے اکتساب فضل سے مانع

تیری رحمت کا اندازہ سراسر غیر ممکن ہے
کہ کافر پر تری رحمت نہیں ہے بذل سے مانع

اگر میں کوششِ ناکام سے افسردہ خاطر ہوں
مگر بے اختیاری ہوگئی ہے کسل سے مانع

سبب حرماں نصیبی کا فقط اپنا تساہل ہے
نہیں تو کچھ نہیں ہرگز وصالِ اصل سے مانع

فقط نفسانیت منشاء ہے تفریق و تنافر کا
کہ روحانیت حقّہ ہے جنگ وجدل سے مانع
وفورِ شوق خاکی گرچہ فرقت پر نہیں راضی
رضا جوئی ہے لیکن آرزوئے وصل سے مانع

ایک دن ہوجائے گا گل ماہِ تاباں کا چراغ
دائماً روشن رہے گا نورِ ایماں کا چراغ
روشنی خورشید کی تکویر کردے گی فنا
مشرقِ تنویر ہوگا حُسنِ جاناں کا چراغ
جب کہ ہوجائیں مکاں تاریک اہلِ عیش گئے
لعل سا چمکے گا تب خون شہیداں کا چراغ
انبیاء سابقیں کے سب ستارے چھپ گئے
ہاں رہے گا ملّتِ محبوبِ سبحاں کا چراغ
خاکی خستہ کی یارب یہ دعا مقبول کر
اس کے دل میں ہو منّور نورِ عرفاں کا چراغ

مونس ہے دردِ ہجر میں خستہ جگر کا داغ
یارب ہرا بھرا رہے تیرِ نظر کا داغ

حاصل ہے رات دن ہمیں سیرِ چمن کا لطف
لالہ سے کم نہیں ہے دلِ پُر شرر کا داغ

پروانہ جان بحق ہوا جب شمع سے سنا
لے دیکھ ایسا ہوتا ہے آتش اثر کا داغ

عاشق کو داغ عشق نے معشوق کر دیا
دیکھو نظر اٹھا کے فلک پر قمر کا داغ

خاکی ہے جانبیں سے حاصل فنائیت
بلبل ہے یار قلب میں اور گل جگر کا داغ
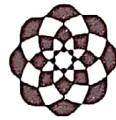
عقل کے نزدیک مضطر سے ہے گستاخی معاف
مذہبِ عشاق میں ہرگز نہیں یہ بھی معاف

عاصیوں کو شافعِ محشر کی خاطر کے لئے
مغفرت فرمائے گی یہ بھی رہا وہ بھی معاف

باعثِ حرماں نصیبی ہے بھروسہ زہد پر
بلکہ رحمت سے سزائے جرم بھی ہوگی معاف

دور کرنا چاہیے سر سے خیالِ انتقام
کرتی ہے دشمن کی بے رحمی الوالعزمی معاف

مغفرت درکار ہے مومن اگر روزِ حساب
کر عقوبت میں توقف کر خطا جلدی معاف

بارگاہِ ایزدی میں جبکہ ہو تجھ سے قصور
کرتی ہے اس کو بفرمانِ خدا نیکی معاف

پڑھ بوقتِ ظلم خاکی فاصفح الصفح الجمیل
مغفرت درکار ہے کردے تو حق تلفی معاف

عشق کے ساتھ ہو اگر رحمتِ کار سازِ عشق
عشق ہو نازنینِ حُسن حُسن بنے نیازِ عشق

پردہ میں ہے تو نازِ حسن سجدے میں ہے نیازِ عشق
پردہ اٹھا کے لے سلام تب ہو ادا نمازِ عشق

قبلہ ہو ساقیِ نازنین جلوہ نما رخِ حسیں
سجدے میں ہوں میں اے قضا کر تو ادا نمازِ عشق

سُکرِ شرابِ شوق نے کہہ دیا اہلِ ذوق سے
اب جو کلیدِ عشق ہے تھا وہی قفلِ رازِ عشق

طائرِ روحِ مبتلا تن کے قفس سے ہو جدا
دیکھ فضائے قدس میں قربت و امتیازِ عشق

نغمۂ ہو سے بیقرار ہوگئی تن میں جانِ زار
دیکے صدا الست کی چھپ گیا نے نوازِ عشق

جلتے ہیں تیری آگ میں پھر بھی ہیں تیرے لاگ میں
بر دو سلام حق ہے تو لذّتِ سوز و سازِ عشق

تو نے ہی خود انا کہا سولی پہ آپ چڑھ گیا
ناز کو تیرے مرحبا آفریں اے نیازِ عشق

خونِ جگر جو عشق سے اشک نہیں تو کیا عجب
لوہے کو موم کردیا جس نے وہ ہے گدازِ عشق

جان کسی میں ڈال دی ہوش کسی کے لے لئے
جذبِ کرشمہ ساز نے تیرے خرامِ نازِ عشق

دل میں رکھا جگر جلا، لب سےئ آنکھ سے چلا
داغِ جگر خراش عشق صدمۂ دل گدازِ عشق

آن میں لامکان تک چل کے صراطِ مستقیم
کون ہمیں بتا گیا خضرِ رہِ درازِ عشق

زلف پہ تیری کردیا حق نے حبیبِ کبریا
شب کو اک آن میں نثار سلسلۂ درازِ عشق

وحدتِ حق سے منہ نہ موڑ ایک کو لے دوئی کو چھوڑ
فرع کو اصل سے نہ توڑ یہ ہے کلیدِ رازِ عشق

قلب میں عشق کا ہے داغ خاکی یقین کا چراغ
زخمِ فراق کے لئے مرہم خانہ سازِ عشق

اے مستِ ناز ہم سے شرم و حجاب کب تک
الفت کے مجرموں پر فرقت عذاب کب تک

ہر درد کی دوا ہے ہر رنج منتہی ہے
اے دل بتا کہ تیرا یہ اضطراب کب تک

محبوب حق معطر کر دے مشامِ جاں کو
سونگھیں تری طلب میں مشک و گلاب کب تک

تاریکیٔ جدائی بیتاب کر رہی ہے
بسمل کی تاب ہوگی دن آفتاب کب تک

کر نقش دل میں غافل تصویرِ جانِ جاناں
پڑھتا رہے گا حلیہ تو فی الکتاب کب تک

نام و نشاں مٹادے دریا میں مثل قطرہ
یوں پھوٹتا رہے گا بن کر حباب کب تک

آلودۂ معاصی خواہانِ مغفرت ہے
یارب بہائے آنسو چشمِ پُر آب کب تک

ظالم ہے نفس سرکش مظلوم خود بخود ہے
اس پر نگاہِ رحمت رحمت مآب کب تک

تیرے حبیب کی ہیں اُمت میں یا الٰہی
رحمت کے منتظر ہیں ان کا حساب کب تک

جو یائے کوئے جاناں بیتاب و ناتواں ہے
کب ہو کشش کسی کی ہو کامیاب کب تک

لاتقنطو ہے بیشک وردِ رجائے خاکی
گو التجائے رضواں ہو مستجاب کب تک

جلوۂ حق ہے ترے رخسارِ تاباں کی جھلک
جس کے آگے ماند ہے مہرِ درخشاں کی جھلک

جلوۂ حق پر فنا ہونا ہے تحصیل بقا
صرف ہستی مٹتی ہے شمعِ سوزاں کی جھلک

حُسنِ یوسف سے نہ زائل ہو سکی حرصِ بشر
کرتی ہے بندہ کو مولا نورِ یزداں کی جھلک

قیس خود مجنوں ہوا لیلیٰ کا جلوہ دیکھ کر کرتی ہے مجنوں کو عاقل شاہِ خوباں کی جھلک

یا الٰہی مرشدِ مختار کے انوار سے
تیرہ دل خاکی پہ پڑجا نورِ ایماں کی جھلک

لگانے والے نے کیسی لگائی تن میں آگ سلگ سلگ کے لگی سارے تن بدن میں آگ

بجائے آہ کے سر سے دھواں نکلتا ہے کلام کرتے ہی لگ جاتی ہے دہن میں آگ

صبا بھی سیکھ کے رفتارِ شمع رُو آئی لگا دی جس نے ہر اک غنچۂ چمن میں آگ

کسی نے دیکھ لیا چشمِ خشمگیں سے تجھے کہ ماہِ چرخ لگی ہے تری لگن میں آگ

پھنسا ہے قلب بر افروختہ کوئی اس میں کہ لگ گئی ہے تری زلف پُر شکن میں آگ

نگاہِ ناز نے عالم جلاکے خاک کیا یہ برق طور ہے یا چشمِ پُر فتن میں آگ

جمال یار جو بے پردہ چاہئے خاکی
لگادے شوق سے ہستی کے پیراہن میں آگ

کرنفی سے شرک کی ذلّت الگ اور الاّ اللہ سے لعنت الگ

روشنی درکار ہے دل کی اگر پہلے کر توحید سے ظلمت الگ

جلوۂ حق کا اگر مشتاق ہے دل سے کردے پردۂ غفلت الگ

چاہئے اخلاص طاعت میں تجھے قلب سے کر غیر کی الفت الگ

ماسوا سے بند کر لے آنکھ کو ہو نہ تجھ سے یار کی صورت الگ
ابرِ باراں کی طرح روتا رہو کر جگر سے سوزشِ فرقت الگ
منزلِ عرفاں کو طے کر رات میں رکھ بدن سے بسترِ راحت الگ
اقتدا کر مرشدانِ راہ کی جس سے ہو شیطان کی خصلت الگ

چھوڑ دے خاکی اگر تن پروری
جان سے بے شک ہو ہر زحمت الگ

جس نے دیکھا ہو گیا لا ریب قربانِ جمال اللہ اللہ آفریں صد آفریں شانِ جمال
شمع گل شمس و قمر لیلیٰ و شیریں سب حسین ہیں ترے محکوم دلبر تو ہے سلطانِ جمال
انبیاء جتنے ہیں بیشک نور کے پتلے ہیں سب ہے مگر ذاتِ مقدس آپ کی عینِ جمال
گلشنِ ہستی کی بہجت کون ہے تیرے سوا اے گلِ گلزارِ خوبی سرو بستانِ جمال
اے حبیبِ حضرتِ حق لیلۃ المعراج میں ہوگئے تیری رعیت بادشاہانِ جمال
حق تعالیٰ نے تجھے ختم نبوت بخش کر کردیا قصرِ رسالت میں سلیمانِ جمال

اے جمیل الخلق محبوبِ خداوندِ جمیل
سینۂ خاکی میں ہے مستور ارمانِ جمال

نہیں ہے سرِّ مخفی یار کا اظہار کے قابل
اگر سچ ہے کہ ہر سودا نہیں بازار کے قابل

نہیں ممکن دوا اس کی طبیبانِ دوعالم سے
کہ جسکا دل نہیں ہے عشق کے آزار کے قابل

اگر سرِّ اناالحق کا نہیں سودا کسی سر میں
سراسر ہے وہ بے سر امتحانِ دار کے قابل

کروں تو کیا کروں دل کو کہ عالم اس سے نالاں ہے
نہ سینہ میں قرار اس کو نہ یہ دل دار کے قابل

نہ ہو اغیار سے خالی اگر خلوت سرائے دل
کہاں پھر بزمِ عالم جلوہ گاہِ یار کے قابل

سمجھنا چاہئے نا آشنائے سرِّ وحدت کو
کہ کل کیا ساتھ ہوگا محرمِ اسرار کے قابل

نہ دیکھا جس نے مہجوری میں جلوہ یار کا خاکی
حضوری میں بھی وہ ہرگز نہیں دیدار کے قابل

پُر شکر ہے ابتدائے دردِ دل
تلخ ہے پھر انتہائے دردِ دل

مبتدی کہتا ہے آئے دردِ دل
منتہی کہتا ہے ہائے دردِ دل

سخت ہے بے شک بلائے دردِ دل
ہے مگر انساں برائے دردِ دل

عالمِ امکاں کے یہ چودہ طبق
ہیں یقیناً پردہ ہائے دردِ دل

عالمِ ناسوت سے لاہوت تک
ذرّہ ذرّہ ہے فدائے دردِ دل

فطرتی کانوں میں صوتِ سرمدی
کہتی ہے آ مبتلائے دردِ دل

تیرے سر پر اولیاء کا ہاتھ ہے
اے مبارک مبتلائے دردِ دل

انبیاء ہیں تیرے غم میں اشک بار
اے شہیدِ کربلائے دردِ دل

محرمِ اسرارِ وحدت ہے کوئی
آفریں اے آشنائے دردِ دل

اس نے سالک کو نہ چھوڑا راہ میں
یار شاطر ہے وفائے دردِ دل

کچھ نہیں ہے خوف راہِ پل صراط
ساتھ ہے جب رہنمائے دردِ دل

درد مندوں کا عقیدہ ہے یہی
دردِ دل ہے مدعائے دردِ دل

رہبرِ افواجِ میدانِ دردِ دل
کون ہے خاکی بقائے دردِ دل

دل میں اپنی لو لگائے دردِ دل
اللہ اللہ مدعائے دردِ دل

شوق سے سینہ میں آئے دردِ دل
راہِ باطل سے بچائے دردِ دل

راستہ حق کا دکھائے دردِ دل
سرمدی لذت چکھائے دردِ دل

ساغرِ وحدت پلائے دردِ دل
سرمدی لذّت چکھائے دردِ دل

آتشِ فرقت بجھائے دردِ دل
وصل کے گلشن کھلائے دردِ دل

عبد کو رب سے ملائے دردِ دل
تیرے صدقہ لطف اٹھائے دردِ دل

دربدر رسوا پھرائے دردِ دل
ٹھوکریں جگ کی کھلائے دردِ دل

خلق کو خود پر ہنسائے دردِ دل
خون کے آنسو رلائے دردِ دل

دشت و صحرا میں پھرائے دردِ دل اپنے بیگانے چھڑائے دردِ دل
آبرو مٹی کرائے دردِ دل خاکِ خواری پر لٹائے دردِ دل
اللہ اللہ مبتلائے دردِ دل پھر بھی کہتا ہے نہ جائے دردِ دل
آتشِ غم پر لٹائے دردِ دل بطن ماہی میں رلائے دردِ دل
فرق پر آرے چلائے دردِ دل سم سے دل ٹکڑے کرائے دردِ دل
کھال بھی تن سے کھنچائے دردِ دل پیاس تیروں سے بجھائے دردِ دل
کربلا میں سر کٹائے دردِ دل یا کہ سولی پر چڑھائے دردِ دل

پھر بھی ہے خاکی صدائے دردِ دل
اور بھی خالق بڑھائے دردِ دل

کردیا مخدوم کو اس نے غلام اور غلاموں کو کیا اس نے امام
کردیا مجنوں کسی عاقل کا نام پھر دیا اس کو جہاں کا انتظام
آگ پانی میں لگائی لا کلام آگ سے اس نے لیا پانی کا کام
فرشیوں کو کردیا عالی مقام عرشیوں کو طائفِ بیت الحرام
ہے عجب پر کیف اس کی مے کا جام منظر قدرت ادائے دردِ دل
رنگ و بو لذت یہی عالم کی ہے علم و فن صنعت یہی عالم کی ہے

وحدت و کثرت یہی عالم کی ہے
رحمت و زحمت یہی عالم کی ہے

رونق و زینت یہی عالم کی ہے
فرحت و وحشت یہی عالم کی ہے

کلفت و راحت یہی عالم کی ہے
ذلّت و عزّت یہی عالم کی ہے

حسرت و غایت یہی عالم کی ہے
کیا ہے عالم رنگ ہائے دردِ دل

لطف فرما اس پہ جس کے پاس ہے زادِ قلیل
واقعی مفلس ترے در پر ہے اے ربِّ جلیل

ہے گنہ اس کا بہت بھاری اسے کرنا معاف
ہے یہ بیچارہ غریب و عاصی و بندہ ذلیل

یہ سراپا معصیت ہے اور سراپا بھول ہے
تری جانب سے ہے احساں فضل انعامِ جزیل

بے گنت میرے گنہ ہیں جیسے ذرّے ریت کے
در گذر ان سب سے فرما بخش دے ربِّ جمیل

میری دوزخ کو بنا دے گلشنِ فردوس یوں
جیسے آتش کو کیا تو نے چمن بہر خلیل

تو ہی شافی تو ہی ہر مشکل میں کافی ہے مجھے
تو ہی میرا رب ہے بس اور تو ہی کیا اچھا وکیل
بخش دے جنت مجھے دوزخ سے مجھ کو دے نجات
جب کہ تو حاکم ہے بس اور ہیں موذن جبرائیل
ہوں میں خالی ہاتھ نیکی سے الٰہی کیا کروں
ہیں گنہ میرے بہت اور نیکیاں بیحد قلیل
ہیں کہاں موسیٰ و عیسیٰ اور یحیٰ اور نوح
تو ہی اے خاکی عاصی چل سوئے ربِّ جلیل

جب بکے بازار میں ہستی کے اک دانے کو ہم
تب یہ سمجھے آئے ہیں دنیا میں غم کھانے کو ہم

کس طرح ممکن ہے اس کو اپنی ہستی پر غرور
جو سمجھ لے ہست ہیں کیا نیست ہو جانے کو ہم

ہے خلاف مشرب رنداں کہ خوف عار سے
چھوڑ بیٹھیں بادۂ گلگوں کے پیمانے کو ہم

کوئے جاناں میں نہ ہو جب زندگی اپنی بسر
دیتے ہیں ترجیح اس جینے پہ مرجانے کو ہم

آمدو شد بارہا جن کی ہے کوئے یار میں
اہل دولت ہیں مگر روتے ہیں اک آنے کو ہم

ہے اسی صورت میں دنیا کے بکھیڑوں سے نجات
عقل و دانش نذر کردیں پیر میخانے کو ہم

کر کے اے خاکی تصوّر ان کی صورت کا کمال
مظہر کعبہ بنادیں دل کے بُتخانے کو ہم

قتیلِ سنانِ قضا ہوگئے ہم
کہ ہستی میں تجھ سے جدا ہوگئے ہم

پریشاں جدائی سے کیا ہوگئے ہم
تری زلف کا ماجرا ہوگئے ہم

خودی میں جو آئے جدا ہوگئے ہم
ترا پردہ سر تا بپا ہوگئے ہم

تیری قید سے جب رہا ہوگئے ہم
اسیرِ کمندِ ہوا ہو گئے ہم

جفاؤں سے اہل وفا ہوگئے ہم
وفاؤں سے اہل رضا ہو گئے ہم

ترے عشق کا تیر جب دل پہ کھایا
تو خلدِ بریں کی فضا ہو گئے ہم

وہ معراج پائی کہ خود بھی نہ سمجھے
ترے عشق میں کیا سے کیا ہو گئے ہم

مرض تیری الفت کا لے کر جگر میں
زمانے کے حق میں شفا ہو گئے ہم

زہے ثمرۂ خاکساریٔ عاشق
مِس ہجر کی کیمیا ہو گئے ہم

لٹایا جو جاناں پہ نقد بقا کو
توسلطانِ ملک بقا ہو گئے ہم

ترے عشق کی مشکلیں سہتے سہتے
زمانے میں مشکل کشا ہو گئے ہم

یہ ہے سدِّ حاجات نفسی کا صدقہ
کہ عالم کے حاجت روا ہو گئے ہم

نہیں چین اک دم بھی منزل کے اندر
رہِ حُب میں بانگِ درا ہو گئے ہم

نہیں شائبہ شرک کا اس میں بالکل
کہ الاّ ہوئے جب کہ لا ہو گئے ہم

محبت کا نقطہ جو خاکی میں چمکا
کہا دل نے عرشِ خدا ہوگئے ہم

نہیں نہیں تجھے اے آسماں نہیں معلوم
ہمارے چاند کا ہرگز نشاں نہیں معلوم

جگر میں پہلو میں سینہ میں سر میں آنکھوں میں
وفورِ شوقِ تمنّا کہاں نہیں معلوم

ہماری جاں پہ شب و روز جو گزرتی ہے
بھلا تمہیں کو مسیحِ زماں نہیں معلوم

حریمِ دل میں ہیں وہ یا کہ دل ہے ان کے پاس
یہ لطف ہے کہ مکیں و مکاں نہیں معلوم

حرام کر دیا واعظ نے بادہ نوشی کو
کہ اس کو حُرمتِ پیرِ مغاں نہیں معلوم

جرس کا شور ہے فرقت کو بھی دوام نہیں
مگر تعیّنِ وقتِ اذاں نہیں معلوم

بہارِ گلشنِ ہستی کی اصل غفلت سے
وہ گل کھِلا جسے خاکیؔ خزاں نہیں معلوم

ادب سے بیٹھ جائیں سامعیں خاموش ہو جائیں
سنیں ذکرِ نبی دل سے ہمہ تن گوش ہو جائیں

درودوں کی نچھاور رحمتہ اللعالمیں پر ہو
بڑی سرکار ہے بے ہوش سب باہوش ہو جائیں

یہ بزمِ مصطفیٰ ہے بادۂ وحدت کا میخانہ
پئیں ساغر پہ ساغر اور سب مدہوش ہو جائیں

لکھیں گے نام ان کے خلد کی فہرست میں قدسی
جو ذوقِ ذکرِ احمد میں سراپا جوش ہو جائیں

دعا ہے ذاکروں کی اے خدائے قادرِ مطلق
نکل جائیں شیاطیں بزم سے روپوش ہو جائیں

الٰہی دے مسلمانوں کو ایسا جذبۂ ایماں
امورِ خیر میں وہ سب کے سب ہمدوش ہو جائیں

بیانِ خاکیؔ نا اہل میں دے وہ اثر یارب
کہ جس کو سن کے اہلِ بزم سب مدہوش ہو جائیں

آلائشِ گناہ میں ذوقِ جناں کہاں
افسوس میں کہاں ہوں ترا آستاں کہاں

آفاق میں نفوس میں صحرائے نجد میں
مجنوں کی جستجو میں ہے لیلیٰ کہاں کہاں

میخانہ میں خراب ہے مسجد میں کوئی مست
باراں ہے ابرِ رحمت ساقی کہاں کہاں

برقِ جمالِ یار سے ہرجا ہے طورِ عشق
قلبِ کلیم و چشمِ شہِ مرسلاں کہاں

اک دانہ دام، قدس کے طائر کا ہو گیا
بلبل کہاں بہار کہاں بوستاں کہاں

قالو بلیٰ کا صدقہ ہے فیضِ الست ہے
اس خاکداں میں ذوقِ مئے عارفاں کہاں

پردہ اٹھا دے گیسوئے مشکیں عذار سے
عالم ہے مست خوابِ پریشاں کہاں کہاں

جذبِ جمال صاحبِ عرش آفریں تجھے
ام القریٰ کا چاند کہاں کہکشاں کہاں

خلقِ عظیم والے رؤفِ رحیم کے
عشاق کو ضرورت آہ و فغاں کہاں

مرتا ہے ہر کوئی اسی جانِ جمال پر
کنجِ لحد میں ورنہ وہ خلد آشیاں کہاں

ظلمت کدہ میں قبر کے افضل رب کے چاند
خاکی ہے جس زمیں پہ وہاں آسماں کہاں

گلشنِ قدس کی مہک آ دلِ پاش پاش میں
لطفِ ہلالِ عیدِ وصل آئے ہر ایک قاش میں

ہوش و حواس راہ میں چھوڑ گئے غریب کو
بے خودی کامیاب کر مجھ کو مری تلاش میں

ساقی تری ثناء سے ہو مشک فشاں مری زباں
بھر دے شرابِ معرفت دل کے گلاب پاش میں

جلوہ نما ہو حُسنِ دوست پردہ ہو درمیاں سے سوخت
کاش وہ سوز دے خدا آہِ جگر خراش میں

مسئلہ عجیب ہے سمجھے تو خوش نصیب ہے
ذرۂ خاک کامیاب شمس و فلک تلاش میں

خلد میں رب سے لے سلام نار سے چھوٹ لا کلام
فکر معاد رکھ مدام بندۂ رب معاش میں

بدر و احد سے پوچھئے قبلۂ جنگِ مصطفٰے
فتح مبیں ملتی ہے جس کو شکست فاش میں

قبلہ بنادے اے خلیل قلب کو میرے بہر حق
آگ لگادے عشق کی سینۂ بت تراش میں

جلوۂ جانِ جاں کہاں خاکیٔ نیم جاں کہاں
شادیٔ مرگ ہو جسے نغمۂ شاد باش میں

گل ہنس کے بھی خاموش ہیں معلوم نہیں کیوں
بلبل بھی سیاہ پوش ہے معلوم نہیں کیوں

دل محرمِ آغوش ہے معلوم نہیں کیوں
جاں چشم سے روپوش ہے معلوم نہیں کیوں

کل کرتا تھا مے کی جو مذمت سر منبر
خود آج وہ مے نوش ہے معلوم نہیں کیوں

احسان کو اپنے جو نہیں بھولتا پھر وہ
احسان فراموش ہے معلوم نہیں کیوں

خاموش ہے نَے بے لب و دمساز جہاں میں
مۓ خم میں بھی پُر جوش ہے معلوم نہیں کیوں

اے بادۂ ہستی ترے افسوں کے اثر سے
ہر ہوش بھی بے ہوش ہے معلوم نہیں کیوں

اے خواب کے عالم ترے اعجاز کے صدقے
بے ہوش بھی با ہوش ہے معلوم نہیں کیوں

آنکھوں سے نہیں دیکھتے تقلید کے اندھے
سننے کو فقط گوش ہے معلوم نہیں کیوں

ساقی اسے بس ہوش کا اک جام پلا دے
خاکی ترا مدہوش ہے معلوم نہیں کیوں

عدم سے کس لئے لایا گیا ہوں
حقیقت اپنی دکھلایا گیا ہوں

غمِ دنیا میں الجھایا گیا ہوں
مگر عقبیٰ سے بہلایا گیا ہوں

مری ہستی میں حق جلوہ نما ہے
نہیں کھلتا ہوں بتلایا گیا ہوں

بلاتے ہیں مجھے یوں اپنے نزدیک
کہ گویا میں وہاں آیا گیا ہوں

نہ محفل پر گراں میرا دھواں ہو
بجائے عود سلگایا گیا ہوں

خودی کا راز کیفِ بے خودی میں
بتا کر وجد میں لایا گیا ہوں

مئے توحید کے ساقی کے ہاتھوں
بلیٰ کا جام پلوایا گیا ہوں

الست بر بکم کے زمزمہ سے
بلیٰ کے جوش میں لایا گیا ہوں

خزاں کے خار آنکھوں میں چبھوکر
بہار ستاں سے بہلایا گیا ہوں

مجھے رضواں نہ باغِ خلد سے روک
نہیں آیا ہوں بلوایا گیا ہوں

اگر خاکی ہوں میں ناپاک قطرہ
مگر کوثر میں نہلایا گیا ہوں

شراب مشرب عشاق میں حرام نہیں
مگر شراب بھی یہ وہ شراب عام نہیں

مرے مزار پہ خلقت کا اژدہام نہیں
شہیدِ نازکی تربت مزارِ عام نہیں

زمانیات کو بس ایسے ہی قیام نہیں
کہ جس طرح سے زمانہ کوئی مدام نہیں

اگرچہ وصل کا ظاہر میں انتظام نہیں
جرس کا شور ہے فرقت کو بھی دوام نہیں

ہلالِ عید نکل آیا آج مقتل میں
کہ ان کے ہاتھ میں شمشیر ہے نیام نہیں

ہر ایک بال میں گیسو کے لاکھ دل ہیں اسیر
مگر ابھی مرے صیّاد کو قیام نہیں

وہ خوش نصیب ہے خاکی کہ جو ہے تشنۂ دید
وہ بد نصیب ہے جو اس کا تشنہ کام نہیں

دِگرگوں جوش و جنبش آج کیوں ہے سینہ و سر میں
پھنسا کیا طائرِ دل دامِ گیسو کے معنبر میں

قیامت انجمن میں قامتِ زیبا سے برپا ہے
بھلا دل بزم میں حاضر ہے یا صحرائے محشر میں

شگوفوں کی خموشی سے شبِ خلوت یہ ظاہر ہے
کہ ہے آرام فرما نازنین پھولوں کی چادر میں

اگر پروانہ بن کر وصل میں جاں دی تو کیا مردی
ہزاروں کُبک نے جانیں فدا کیں راہِ دلبر میں

لبِ اعجاز سے زندہ بنا یا مردہ فرمادے
مزہ قُم کا ہی آتا ہے ہمیں اللہ اکبر میں

کیا کفّار پرواروں کو اک دم میں مباح الدم
یہ تھی تاثیر عبداللہ کے اللہ اکبر میں

کیا عالم کو تابع جب تری شاں ہوگئی ظاہر
تن شایانِ بوبکر و عمر، عثمان وحیدر میں

تصدق گریۂ الفت کے اشکوں کے کہ انمیں ہے
جھلک معشوق کی پرتو فگن موتی کی جھالر میں

تصدق ایسی آنکھوں کے کہ جن سے انکو دیکھا ہے
کہ تفریقِ مدارج ہو کلیم اللہ و دلبر میں

شعاعوں سے تری شمس الضحٰی عالم ہوا روشن
جو چمکی ہے تری صمصامِ فارق بدر و خیبر میں

شفاعت سے نہ ہو محروم یہ خاکی بھی اے مولیٰ
بٹے رحمت کا باڑہ جس گھڑی میدانِ محشر میں

کسی کا تذکرہ ہے اور میں ہوں
کسی کا مشغلہ ہے اور میں ہوں

حجابِ ماسوا ہے اور میں ہوں
نقاب اینما ہے اور میں ہوں

تمنائے لقا ہے اور میں ہوں
دعائے اہدنا ہے اور میں ہوں

پھنسا ہوں ہجر کے کرب و بلا میں
غضب کی کربلا ہے اور میں ہوں

کیا تدبیر کو قربان تقدیر
بس اب رب کی رضا ہے اور میں ہوں

عدم پر ہے فدا موجود و موہوم
بقا بعداز فنا ہے اور میں ہوں

کہاں غفرانِ حق نے عاصیوں سے
رضائے مصطفٰے ہے اور میں ہوں

لحد میں کہہ رہا ہے عشق مومن
رُخِ بدر الدجیٰ ہے اور میں ہوں

نظر آتا نہیں رستہ نہ رہبر
فقط بانگِ درا ہے اور میں ہوں

سناؤں داستانِ ہجر کس کو
تڑپنا لوٹنا ہے اور میں ہوں

نہیں در کار مجھ کو ناخدائی
خدا کا آسرا ہے اور میں ہوں

شفاعت کے لئے کس کو پکاروں
نبی کا واسطہ ہے اور میں ہوں

عجب ہے ہستی گمنام خاکی
غضب ہے کبریا ہے اور میں ہوں

مجھے کیا پوچھتا ہے میں نہیں ہوں حقیقت میری کیا ہے میں نہیں ہوں
کسی کا نقشِ پا ہے، میں نہیں ہوں کسی کا آئینہ ہے میں نہیں ہوں
جلالِ کبریا ہے میں نہیں ہوں جمالِ مصطفٰے ہے میں نہیں ہوں
فروغِ اینما ہے میں نہیں ہوں وہ خودِ سرّ انا ہے میں نہیں ہوں
بصر بن کر مری پتلی کے اندر وہی خود دیکھتا ہے میں نہیں ہوں
الست جس کا ہوا فرمانِ ذیشاں وہی رازِ بلیٰ ہے میں نہیں ہوں
صدائے لن ترانی دینے والا تجلّی کہہ رہا ہے میں نہیں ہوں
پڑھو تو مارمیت اذرمیت بقا بعد الفنا ہے میں نہیں ہوں
نمازی سے سنو قومے کے اندر کوئی کیا کہہ رہا ہے میں نہیں ہوں
دعائے اہدنا پر قد فعلت کوئی خود کہہ رہا ہے میں نہیں ہوں

مرا ظاہر ہے اک ملبوس خاکی
مرے باطن میں کیا ہے میں نہیں ہوں

سبزۂ عارضی بہارِ بوستاں سے کم نہیں ہالۂ بدر منوّر کہکشاں سے کم نہیں
رونقِ رخسار گلزار جناں سے کم نہیں ہے فزوں عظمت مکیں کی کچھ مکاں سے کم نہیں
کردیا غافل دو عالم سے سرورِ عشق نے دردِ الفت ساغر پیرِ مغاں سے کم نہیں

کہتا ہے دل زلف کو رُخ پر کشیدہ دیکھ کر
ن قرآنی ہلال آسماں سے کم نہیں

داغدار ہجر کو گلگشت کی حاجت کہاں
سینۂ عاشق گلستانِ جہاں سے کم نہیں

راہِ دلبر میں نہیں سالک کو وحدت سے ہراس
شوق نظّارہ امیر کارواں سے کم نہیں

نقد ہستی مانگتا ہے عوض مے، مے فروش
مست لایعقل معوض دو جہاں سے کم نہیں

اشتعالِ دلربا کا عکس ہے عاشق کا سوز
سوزِ شمع انجمن دردِ نہاں سے کم نہیں

ایک ساعت بھی نہ پایا اسکے سایہ میں قرار
عمر کی رفتار بھی ابر رواں سے کم نہیں

کر اجابت داعیٔ کعبہ کی یا بُت خانہ دیکھ
حق یہ ہے امرِ اقامت کچھ اذاں سے کم نہیں

منزلِ مقصود پائی مشکلوں کو جھیل کو
صابروں کے حق میں ظالم مہرباں سے کم نہیں

بندگانِ ایزدی سے جس کو چاہیں دیں نجات
رحمتِ رحمٰں شفیع عاصیاں سے کم نہیں

جس کا سر ہے خاکِ طیبہ پر قدم جنت میں ہے
کوئے جاناں کی زمیں بھی آسماں سے کم نہیں

آسماں پر جا رہا ہے خاک پر آنے کے بعد
لطفِ حق سے جسم خاکی مرغِ جاں سے کم نہیں

کہوں میں کس سے کوئی جانے کیا کہ کیا ہوں میں
جو کوئی اہل جگر ہو تو لب کشا ہوں میں

غریقِ موجِ فنا ہوں، حبابِ لاہوں میں
جو پھوٹ جائے تو بیشک یمِ بقا ہوں میں

میں بندہ ہوں تو فنا ہوں فنا سے کیا ہوں میں
اگر یہ سچ ہے بقا ہوں، تو کیا خدا ہوں میں

نسیمِ دمدمۂ نفخِ کبریا ہوں میں ‌ ‌ صدا الست کی ہوں نعرۂ بلیٰ ہوں میں

سرورِ قلبِ حزیں، انبساطِ غمگیں ہوں ‌ ‌ رگِ گلو سے قریں رمزِ اینما ہوں میں

جعلتِ احسنِ تقویم صنعۃ اللہ ‌ ‌ حبیبِ پاک کے صدقے میں مصطفٰے ہوں میں

نسیمِ صبحِ تبسم مجھے جگاتی ہے ‌ ‌ کہ کنجِ خلوتِ موتو میں سورہا ہوں میں

زبانِ حال سے کہتی ہے یہ مری فطرت ‌ ‌ کمالِ صنعتِ خالق کا آئینہ ہوں میں

جو درد ہوں تو دوا ہوں جو ہجر ہوں تو لقا ‌ ‌ کہ عین منزلِ مقصود راستہ ہوں میں

بجائے سرمہ کے رہتا ہوں چشمِ حق بیں میں ‌ ‌ غبارِ خاطرِ محجوب مبتلا ہوں میں

کہیں بصورتِ مجنوں ہوں طالبِ لیلیٰ ‌ ‌ کہیں جمال میں لیلیٰ کا دلربا ہوں میں

جو حق کو حق نہ کہوں غیر حق کو حق کہدوں ‌ ‌ تو دار میری جزا مجرمِ انا ہوں میں

میں اپنا عیب و ہنر دوسروں سے کیوں پوچھوں ‌ ‌ کہ آپ اپنے لئے اپنا آئینہ ہوں میں

یہ سِرِّ عشق سے سنتا ہے کاتبِ اعمال ‌ ‌ نہ سن مجھے کہ بہت دور کی صدا ہوں میں

یہ کہہ رہی ہے پسِ مرگ تربتِ مجنوں ‌ ‌ مقامِ حمد ہوں لیلیٰ کا پالنا ہوں میں

نذیرِ ہستیِ فانی کا عام ہے اعلان ‌ ‌ خرامِ نازِ بقا کا نشانِ پا ہوں میں

پیامِ شاہدِ ہستی ہے مِن وراء حجاب ‌ ‌ کہ ذرّہ ذرّہ میں خورشیدِ پُر ضیاء ہوں میں

کہا کسی کی نظر نے کہ ہوں میں تیرِ قضا ‌ ‌ تو مرغِ جاں نے کہا مرحبا رہا ہوں میں

اگرچہ مصلحتاً فرش پر ہوں میں خاکی
مکینِ خلد ہوں فردوس میں رہا ہوں میں

جو نہ دیکھے ماسوا کو وہ نظر کہاں سے لاؤں
دو جہاں سے بے خبر ہوں وہ خبر کہاں سے لاؤں

غفلت میں میری دشمن غالب ہوا ہے مجھ پر
نہ ہو ذکر جب نبی کا تو ظفر کہاں سے لاؤں

بنے ذکر احمدی سے شیرینیٔ دو عالم
نہ ہو شکر جب خدا کا تو شکر کہاں سے لاؤں

پہنچیں گی کیا دعائیں فلک قبولیت تک
راضی نہ ہوں موثر تو اثر کہاں سے لاؤں

اثرِ نسیم گلشن، کلمہ نعیم مدفن
نہ ہو سبز جب شجر ہی تو ثمر کہاں سے لاؤں

آتشِ سے عشق حق کی جو کباب سوختہ ہو
صدیق مصطفٰے کا وہ جگر کہاں سے لاؤں

عدل الوہیت کے جلوؤں سے روزِ روشن
اس دور کی بھی شب ہو وہ عمر کہاں سے لاؤں

حلمِ غنی کے قرآں میں علم ہو علی کا
حسنین مرتضٰی کا دفتر کہا سے لاؤں

پھر قادری چمن میں چشتی نسیم لہکے
اس عہد صابری کا کلیر کہاں سے لاؤں

گنجِ شکر تک اپنی خاکی نہ ہو رسائی
تو مذاقِ شکرِ صابر کی شکر کہاں سے لاؤں

ہداک اللہ اے واعظ نہ کر تحقیر میخانہ
کہ مدحِ جنت الفردوس ہے تفسیر میخانہ

خودی سے کھو رہا ہے مئے پلا کر پیر میخانہ
مبارک ہو تجھے اوجِ دنیٰ تعمیر میخانہ

بیاں کرتا ہے جب واعظِ ثناء فردوس اعلیٰ کی
پھرا کرتی ہے میری آنکھ میں تصویر میخانہ

صدائے اسقنی ساقی سقاک اللہ ہر سو سے مزے کا وقت ہے فیضان پر ہے پیر میخانہ

نہ ہو مغرور ہرگز دخترِ رز حسن فانی پر نہیں توفی الحقیقت باعثِ توقیر میخانہ

درِ میخانہ پر دیتی ہے دستک چل بسی ہستی ہماری عروۃ الوثقیٰ ہوئی زنجیر میخانہ

ہوے درگاہِ قسّام ازل سے بس وہی فائز

ملی خاکی ازل ہی میں جنہیں جاگیر میخانہ

جان کہتی ہے تن سے نکل جاؤں گی راہِ جاناں پہ روکر مچل جاؤں گی

یا تو جلوہ دکھایا مٹادے مجھے یا بشارت سنادے بہل جاؤں گی

نفسِ شیطاں نے دوزخ کو بھڑکا دیا رحمت حق بچالے میں جل جاؤں گی

قبر کی نیند میں ہے سوالِ نکیر رحم کر میں غشی میں بچل جاؤں گی

سر پہ کوہِ گناہ حشر کا اژدہام لطف فرما میں دھیا کچل جاؤں گی

بار عصیاں قدم سست پھر پل صراط میرے مالک پکڑ لے پھسل جاؤں گی

ابرِ رحمت ہو خاکی پہ محشر کے دن سخت گرمی سے ورنہ پگھل جاؤں گی

کہتی ہے خاکی یہ سرکشوں سے جحیم

مت کرو توبہ تم کو نگل جاؤں گی

پیت کہتی ہے پی کے نگر جاؤں گی کوئی روکے نہ مجھ کو بکھر جاؤں گی

شمع کی طرح صبحِ تجلّی کو دیکھ آفتابِ رسالت پہ مرجاؤں گی

کرکے بہنیلیوں کو سپردِ خدا میں اکیلی ہی سیّاں کے گھر جاؤں گی

قبر کی ہو میں آ جا رؤف الرّحیم میں اکیلی بچاری توڈر جاؤں گی

خلوتوں کے مزے لوٹ کر قبر میں بے خودی میں خودی سے مکر جاؤں گی

پھر چمک جا شعاعِ تجلّی طور برق کی طرح پل سے گزر جاؤں گی

کوئی جائے گا دوزخ کوئی خلد کو میرے مالک بھلا میں کدھر جاؤں گی

جانبِ خلد ہے نیک لوگوں کا رُخ میں ہوں پاپن شفاعت نگر جاؤں گی

اپنے در سے جوتو نے نکالا مجھے میرے پیارے پیا میں کدھر جاؤں گی

آتشِ عشق میں رہ کے ثابت قدم طور کی طرح جل کر نکھر جاؤں گی

نفسِ ظالم ستالے خدا کی قسم لے کے فریاد رحمت نگر جاؤں گی

صابری مئے پلادے شکر ڈال کر ترے قربان گنج شکر جاؤں گی

جام خاکی کے لب پر ہو ساقی کا لب
پھر تو وحدت کی مستی سے بھر جاؤں گی

بعد مُردن ہے جگر میں یہ حرارت کیسی کشتۂ ہجر میں جینے کی علامت کیسی

ہرادا پر ہے طلب مجھ سے قضاؤں کا حساب حشر سے پہلے یہ برپا ہے قیامت کیسی

طائر روح بھی پہنچا نہ چمن تک جس کے
اس گُل اندام پہ آئی ہے طبیعت کیسی

مرنے والے کو بشارت ہے کہ وہ کہتے ہیں
میرے بیمار! ہے کیوں تیری طبیعت کیسی

کہتا ہے کشتۂ ابرو سے یہ تیرِ مژگاں
مرا کلمہ نہ پڑھے گا تو شہادت کیسی

جب نہیں بولتی فرہاد کے لب پر شیریں
تلخ کاموں کی زباں میں ہے حلاوت کیسی

محو جب تک نہیں معشوق میں عاشق بالکل
منزلِ عشق بہت دور ہے الفت کیسی

گالیاں دے کوئی بدنام کرے جھڑکی دے
عشق کی راہ میں عشاق کو ذلّت کیسی

جب گناہوں کی بھی طاقت نہیں باقی تجھ میں
توبہ کس کام کی اس وقت ندامت کیسی

دوزخِ ہجر سے جب تک نہ گزر ہو خاکی
کچھ تو نادان سمجھ وصل کی جنت کیسی

بعد مردن ہے جگر میں یہ حرارت کیسی
کشتۂ ہجر میں جینے کی علامت کیسی

زندگی میں نہ کبھی جس نے مجھے یاد کیا
قبر پر آج ہے کیوں، اس کی زیارت کیسی

اپنی شمشیر کے گھائل سے بصد بے باکی
بولے فرمائیے ہے میری عیادت کیسی

زندگی میں نہ ہوئی جس پہ نظر رحمت کی
اس کی تربت پہ یہ دعوے یہ شہادت کیسی

آتشِ عشقِ محمد ﷺ میں جو جلتے ہیں مدام
بول واعظ انہیں جنت کی بشارت کیسی

حسرت طیبہ میں موت آئی ہے جس کو واعظ
واسطے اس کے ہے جنت کی بشارت کیسی

طائر فکر بھی پہنچا نہ چمن تک جس کے
اس گل اندام پہ آئی ہے طبیعت کیسی

جب نہیں طاقتِ عصیاں ہی بدن میں باقی
توبہ کس کام کی خاکی ہے ندامت کیسی

جگر سے دل سے آنکھوں سے تڑپ کر سو بسو نکلی
تمنّائے دلِ مضطر سراپا آرزو نکلی

نہ تھی قاتل کو بعد ذبح خواہش قطع کرنے کی
مگر حسرت ہی ہر عضوِ بدن سے موبمو نکلی

کیا تھا شمع نے محفل میں دعویٰ اشکباری کا
ہماری چشمِ گریاں امتحاں میں سرخرو نکلی

نہ پہچانا تھا جب تک آپکو، پردے میں رہتے تھے
اٹھا پردہ، تجلی دل ربا کی کو بکو نکلی

سلوکِ معرفت سے ہوگیا معلوم اے خاکی
خدا کی جستجو پیر مغاں کی جستجو نکلی

سما کر قلب میں نوکِ زباں تک بات جا پہنچی
زباں سے چلکے آفاقِ جہاں تک بات جا پہنچی

چلی علم ازل سے کن فکاں تک بات جا پہنچی
یہاں سے پھر ظہور انس و جاں تک بات جا پہنچی

چلی تیرِ نظر سے اور کماں تک بات جا پہنچی
کسی کی مفت مرگِ ناگہاں تک بات جا پہنچی

چلی ابرو سے اور تیغِ رواں تک بات جا پہنچی
شہادت میں امامِ دو جہاں تک بات جا پہنچی

یہ ذوقِ جاںنثاری تھا یہاں تک بات جا پہنچی
کہ گھر کے پیر سے طفل و جواں تک بات جا پہنچی

خلیل باصفا کے امتحاں تک بات جا پہنچی
ذبیح اللہ کی تسلیم جاں تک بات جا پہنچی

جگر کی آہ سے آتش فشاں تک بات جا پہنچی
فلک پر ابر میں برقِ تپاں تک بات جا پہنچی

دھنک بن کر ہلالِ آسماں تک بات جا پہنچی
کواکب کے ذریعہ کہکشاں تک بات جا پہنچی

بہارستان میں دورِ خزاں تک بات جا پہنچی
چمن میں بلبلوں کے آشیاں تک بات جا پہنچی

ہر ایک مے نوش کی آہ و فغاں تک بات جا پہنچی
ادھر تشنوں کی ساقی کی دوکاں تک بات جا پہنچی

ستاروں سے لطائف کہہ گئے سالک کے رستہ میں
ریاضِ خلد میں حورِ جناں تک بات جا پہنچی

بنا کر قوس کو قبلہ کیا مشتاق نے سجدہ
مکینِ خاک کی یہ لامکاں تک بات جا پہنچی

کہا رحمت نے محشر میں گنہگارو! نہ گھبراؤ
تمہاری خاتم پیغمبراں تک بات جا پہنچی

مئے وحدت کے پیاسوں آگئے تم حوضِ کوثر پر
مبارک ہو کہ اب پیر مغاں تک بات جا پہنچی

گئی افسردگی بزمِ سخن سے، تازگی آئی
مقام خاکیِ رنگیں بیاں تک بات جا پہنچی

یہ خاکی اپنی فطرت میں ہے فردوسی بھی ناری بھی
خوانیم عمل حق ہیں کہاں تک بات جا پہنچی

نیستوں کو ہستی مطلق سے کیا کیا چاہیئے
دل کو دلبر تن کو جاں بندہ کو مولا چاہیئے

گنج قاروں سے نہیں بھرتا حریصوں کا شکم
قبر کی مٹی سے ان کا پیٹ بھرنا چاہیئے

اہلِ دنیا دام میں شیطاں کے پھنس کر رہ گئے
زاہدوں کو ترک دنیا میں عقبیٰ چاہیئے

قصرِ جنت حور و غلماں چاہئے عبّاد کو
عاصیوں کو واسطے بخشش کے توبہ چاہئے

بندگی کے ساتھ ہر بندے کو ہر اک کام میں
رب کی مرضی کے مطابق فکر کرنا چاہئے

شوق تیرا کبھی آنکھوں سے عیاں ہوتا ہے
ذوقِ اُلفت کبھی پہلو میں نہاں ہوتا ہے

تجھ سے واصل وہی اے جانِ جہاں ہوتا ہے
عشق میں تیرے جو بے نام ونشاں ہوتا ہے

تو ہے ہر شئے میں کہ ہر شے ہے کسی کی محبوب
دل وہیں جاتا ہے دلدار جہاں ہوتا ہے

ذرۂ خاک کی تابش پہ ہے، قرباں خورشید
اس میں شمسِ احدی جلوہ فشاں ہوتا ہے

تیری ہمت کو ہے تحسین خدا قطرۂ آب
بحرِ لا حدلہٗ تجھ میں رواں ہوتا ہے

پہلے آتا ہے کرم خضر کی صورت شہ کا
قافلہ بعد میں طیبہ کو رواں ہوتا ہے

داغ پڑ جاتے ہیں جس دل میں تری الفت کے
حبّذا تختۂ گلزار جناں ہوتا ہے

کیوں نہ ہو دولتِ ایمان کی ہر اک کو طلب
قلبِ مومن ترے جلوہ کا مکاں ہوتا ہے

رعب نظارّہ سے خیرہ ہو اگر چشم کثیف
قلب پر لطف تو ہمراہیٔ جاں ہوتا ہے

کیوں نہ ہر حال میں مسرور ہوں اہل عرفاں
ہر تغیرّ ہُوَ فی شاں کا بیاں ہوتا ہے

دارِ فانی کی محبت کو الگ کر خاکی
دارِ باقی کے منافع میں زیاں ہوتا ہے

بلا دیکھے مکاں میں عشقِ حُسنِ لامکاں کیوں ہے
بلا سمجھے بدن کی قید میں یہ پاک جاں کیوں ہے

پیامِ موسمِ گل ہے خزاں گلزارِ عالم میں
لبوں پر بلبلوں کے شکوۂ دورِ خزاں کیوں ہے

جگر سے جب نکلنے کی اجازت دی نہیں دل نے
فلک پر ابر بنکر میری آہوں کا دھواں کیوں ہے

پتہ جب منزلِ مقصود کا تجھ کو نہیں اے دل
بدن کے قافلہ میں تو امیر کارواں کیوں ہے

اگر چشمِ کرم غفّار کی ہم پر نہیں زاہد
گنہگاروں پہ پھر معصوم مطلق مہرباں کیوں ہے

بنا ہے جب سبب تو آپ خود اپنی تباہی کا
زباں پر پھر یہ تیری شکوۂ جورِ زماں کیوں ہے

جسے حسنِ حقیقت دعوتِ معراج دیتا ہو
وہ نادانوں کی صورت کشتۂ نازِ بتاں کیوں ہے

جرس فریاد کرتا ہے کہ اب بھی جاگ جا مسلم
زمانہ جاگتا ہے تیری یہ خوابِ گراں کیوں ہے

نہیں ہے سربلندی ساجدوں کے سر جھکانے میں
کہ یہ آٹھوں پہر قرباں زمیں و آسماں کیوں ہے

اگر فانی کو کچھ نسبت نہیں موجود باقی سے
یہ فرش و عرش، فرمانِ بقائے جاوداں کیوں ہے

اگر فطرت کا منشا تیرا اپنانا نہیں خاکی
عیاں کیوں ہے نہاں کیوں ہے وہاں کیوں ہے، یہاں کیوں ہے

عجب پُر کیف ہے عالم کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے
تغیر میں ہے یہ ہر دم کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

کبھی سختی، کبھی نرمی، کبھی سردی کبھی گرمی
کبھی شادی، کبھی ہے غم، کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

کبھی اس میں خزاں ہے اور کبھی اسمیں بہاریں ہیں
عجب نیرنگ ہے عالم کبھی کچھ ہے، کبھی کچھ ہے

کبھی ہے روزِ ہجراں اور کبھی ہیں وصل کی راتیں کبھی زخم اور کبھی مرہم کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

کبھی ظالم حکومت اور کبھی ہے مہرباں حاکم کبھی چین اور کبھی ماتم کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

تجلیات بو قلموں میں خاکی چشمِ عارف میں
پیامِ وصل ہے پیہم کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

گنیں سیڑھیاں ہمیشہ لبِ بام تک نہ پہنچے کٹی عمر یوں سفر میں کہ مقام تک نہ پہنچے

چلے صبح زندگی سے بتلاشِ کوئے جاناں قسمت کی نارسائی سر شام تک نہ پہنچے

لب جانفزا سے ساقی کردے مجھے ملبّب مرا لب ہی تا لبِ دم لب جام تک نہ پہنچے

میں نثار اس نظر کے کہ کیا ہے جس نے مجھ کو مخمور اس نظر سے کہ حرام تک نہ پہنچے

یہ ہے حکم نامہ بر کو کہ ہمارے آستان تک نامہ کا ذکر کیا ہے مرا نام تک نہ پہنچے

دارالسلام سے کچھ نسبت نہیں ہے اس کو جو حق کی جستجو میں اسلام تک نہ پہنچے

افسوس معصیت میں عمر عزیز گزری راضی ہو جس سے مالک اسی کام تک نہ پہنچے

یہ نماز آخری ہے عشاق کبریا کی ہوئے درمیاں میں واصل کہ سلام تک نہ پہنچے

آخر میں اک نے آکر سب کو لیا بغل میں آغاز کرنے والے انجام تک نہ پہنچے

صیّاد نے رکھا ہے بلبل کو یوں قفس میں سنبل میں پھنس نہ جائے گلفام تک نہ پہنچے

اللہ رے ترحم صیّاد رحم دل کا تکبیر صید پر ہے کہ یہ دام تک نہ پہنچے

افشائے راز ہی سے منصور دار پر ہیں
کہ خواص سے گزر کر یہ عوام تک نہ پہنچے

خاکی ہو گر بشارت ہے یہ نوری اس جہاں میں
سجدہ سے سر اٹھے بھی تو سلام تک نہ پہنچے

زندگی موت کا سفینہ ہے
موت پھر زندگی کا زینہ ہے

جی کے مرنا ہے مر کے جینا ہے
عاشقوں کا یہی قرینہ ہے

مرنے آئیں گے چرخ سے عیسیٰ
جس پہ وہ سر زمیں مدینہ ہے

رشک کرتا ہے جس پہ خونِ شہید
رہرو عشق کا پسینہ ہے

کیوں پریشاں ہو عاشقانِ رسول
تم جہاں ہو وہیں مدینہ ہے

جسم خاکی ہے عنصری تابوت
روح من ربکم سکینہ ہے

تغافل کی دنیا میں اے ہوشمندوں! اجل تاختت لائی تو پھر کیا کرو گے
فرشتوں نے جس دم لحد میں تمہاری جہنم دکھائی تو پھر کیا کرو گے

یہ کیسا ہے ایماں یہ کیسی شہادت نہ حُسنِ عقیدت نہ احسانِ طاعت
یہ محشر ستانی ہے جب خاتمہ تک قیامت جو آئی تو پھر کیا کرو گے

اوامر میں سستی، نواہی میں چستی نہ رب سے، محبت نہ الفت نبی کی
شریعت سے باہر قدم رکھنے والو! قضا سر پہ آئی تو پھر کیا کروگے

بڑوں کا ادب ہے نہ چھوٹوں پہ شفقت، نہ شرم وحیا ہے نہ پروائے عصمت
اخوّت سے اسلام کی جب جدا ہو، بلا سر پہ آئی تو پھر کیا کروگے

شب وروز لہو لعب میں بسر ہے نتیجہ کی بھی اس کے تم کو خبر ہے
تلاطم میں فتنوں کے جب رہگذر ہے خلاصی نہ پائی تو پھر کیا کروگے

مقدر پہ ہرگز بھروسہ نہیں ہے، سفر ہے مگر پاس توشہ نہیں ہے
ہلاکت سے بچنے کی تدبیر تم کو جو کچھ بن نہ آئی تو پھر کیا کروگے

مدینہ میں چل کر شہ دیں کے در پر مچل کر تضرّع سے جالی پکڑ کر
بشارت کی آیت سے ہو شاد وخرم شفاعت نہ پائی تو پھر کیا کروگے

سفینہ میں ہو نوحؑ کے ناخدا کے نجومِ ہدایت کے رُخ پر ہو لنگر
بغیر اس کے موجِ ہلاکت سے ہرگز نہ ہوگی، رہائی تو پھر کیا کروگے

عمل کر کے قرآں پہ کشتی چلاؤ صحابہ کی سیرت سے رب کو مناؤ
بہت سوچکے خاکی اب جاگ جاؤ بلا سر پہ آئی تو پھر کیا کروگے

چشم فرش راہ ہے جوش مسرت دل میں ہے
کس کی آمد کی خبر عشاق کی محفل میں ہے

دار پر ہے سر کسی کا کوئی بسمل خاک پر
کیا تماشہ گاہِ عبرت عشق کی منزل میں ہے

کہتی ہے بادِ صبا سے مل کے یوں مجنوں کی خاک
جستجو لیلیٰ کی اب تک میرے آب و گل میں ہے

کس کی پابوسی کو پتلی آنکھ کی ہے فرش راہ
کس کی خاطر کے لئے آرام کمرہ دل میں ہے

کردے اے جوشِ جنوں پیراہنِ عصمت کو چاک
آبروئے عشق بدنامیٔ لا حاصل میں ہے

ہو گئے تھے کیوں ملائک پیشِ آدم سرنگوں
کیا جھلک اطلاق کی اس قیدِ آب و گل میں ہے

دل امنڈ آتا ہے کیوں گورِ غریباں دیکھ کر
کتنے ارمانوں کا گھر اُجڑی ہوئی منزل میں ہے

سربکف مقتل کو چل اے روسیاہ مستانہ وار
مژدۂ تطہیر آبِ خنجرِ قاتل میں ہے

خودکشی ہے معصیت ہستی حجابِ دوست ہے
نو گرفتارِ محبت آہ کس مشکل میں ہے

پردہ ہو کر بھی رہے محجوب عاشق حیف ہے
جلوہ گر پردہ نشین جب پردۂ محمل میں ہے

خاکِ طیبہ بن کے خاکی دیکھ نورِ لایزال
پرتوے حسنِ قدامت شانِ مزّمل میں ہے

سمائے کب مکاں میں جس کو جذبِ لامکاں چھیڑے
فنا کیوں کر نہ ہو جس کو بقائے جاوداں چھیڑے

امام کربلا کی اقتدا میں کیوں نہ ہو قرباں
جسے خلدِ بریں سے چھانٹ کر حورِ جناں چھیڑے

نہ کیوں کر فخر اس عاصی کو ہو اپنے مقدر پر
کہ جس کو مغفرت بن کر شفیعِ عاصیاں چھیڑے

صبا کے ہلکے جھونکوں سے بھی جب گل مسکراتے ہیں
نہ ہو کیوں ناز اس گل کو کہ جس کو باغباں چھیڑے

جسے حاصل نہ ہو نسبت خدا کے پاک بندوں کی
اسے شیطان چھیڑے نفس چھیڑے انس و جاں چھیڑے

خیالِ غیر سے اس دل کو نقصاں ہو نہیں سکتا
جمالِ شاہدِ مطلق جسے ہر اک زماں چھیڑے

الٰہی بخشدے خاکی کو اطمینان کی صورت
نہ دنیا اس کو چھیڑے، اور نہ ابلیسِ زماں چھیڑے

تصور دل میں اس رشکِ قمر کا نورِ ایماں ہے
سمانا اس کے جلوہ کا نظر میں حالِ عرفاں ہے

گلی میں اس کی مرجانا ہے مقصد زندگانی کا
تڑپنا اس کے دردِ عشق میں دردوں کا درماں ہے

سرد سامانِ دنیا سے دلی نفرت کا ہوجانا
اگر سچ پوچھئے تو آخرت کا اصل ساماں ہے

مئے عشق نبی کا دور ہو پھر ساقئ وحدت
گھرا ہے کفر کا بادل کہ ہر مسلم پریشاں ہے

لگا اک تیر ایسا جو جگر کے پار ہوجائے
فدا تجھ پر نگاہِ ناز بسمل کا دل و جاں ہے

دکھادے اپنا جلوہ میرے مٹنے کی نہ کر پرواہ
کہ اے تسکیں جاں، ہستی مری خواب پریشاں ہے

غمِ دنیا میں رونا موتیوں کا مفت کھونا ہے
تری حسرت میں ہر آنسو کا بدلہ باغِ رضواں ہے

خیالِ غیر بھی سینے میں ہے، اک چور ایماں کا
مگر تیرا تصور حافظِ انوارِ ایماں ہے

اگرچہ خاک کا پتلا ہے خاکی پھر بھی ہے شاکر
کہ یادِ مصطفٰے اس گھر کے اندر زینتِ جاں ہے

کیا شے ہے دل کا لینا مشتاق نیم جاں سے
پردہ ذرا اٹھا دو رخسارِ دلستاں سے

فرقت کو آگ لگتی سوزِ غمِ نہاں سے
تم اشک بند کرتے جو چشمِ خونفشاں سے

سچ ہے کہ میں خودی سے اپنی حجاب میں ہوں
مایوس تو نہیں ہوں ترے لطفِ بیکراں سے

ہر موئے تن ہے شاہد توحیدِ خالقی کا
جا خلد یا سقر میں بندے دل و زباں سے

یدِ بے نیاز کا ہو جو کرم سے اک اشارہ
مجھے دم میں پار کر دے رہِ ہفت آسماں سے

سیپارہ ہو کے کھل جا سینہ میں غنچۂ دل
اے روحِ قدس جھونکا قرآں کے بوستاں سے

جانیں مکان والے کیا اس کی ماہیت کو
آیا ہو جو جہاں میں مہمان لامکاں سے

سیر براق اولا دیکھو تو جا کے پوچھو
فالموریات قدحاً کی شرح کہکشاں سے

پڑھو مغفرت کی آیت اے قبر کے فرشتو!
کیا ہے ثواب میرے جرموں کی داستاں سے

مجھے ڈھونڈ کر کے پالو خلقِ عظیم والو!
غفلت نے میری کھویا مولا مجھے جہاں سے

خاکی کیا نہ ساماں تو نے سفر کا کچھ بھی
جانا تجھے وہیں ہے آیا ہے تو جہاں سے

بیتابیاں ہیں حمد کناں سر لئے ہوئے
مقتل میں کون آتا ہے خنجر لیے ہوئے

ہیں داغِ عشق وہ دلِ مضطر لئے ہوئے
دونوں ہیں داغِ عشق برابر لئے ہوئے

ساقی ہے فیض پر مئے احمر لئے ہوئے
میکش کھڑے ہیں ہاتھوں میں ساغر لئے ہوئے

اللہ رے شجاعتِ مخموریٔ الست
پھرتا ہوں آسمانوں کو سر پر لئے ہوئے

مرقد میں بھی نہ سونے دیا دل نے چین سے
آیا بغل میں فتنۂ محشر لئے ہوئے

گمراہ ہوں پر یہ لطفِ ہدایت تو دیکھئے
چرخِ بریں ہے دور میں اختر لئے ہوئے

کیا سوختگیٔ طور کا شکوہ کرے کوئی
بیخود کلیم ہیں دل مضطر لئے ہوئے

مہجور یار مژدہ کہ فرقت ہوئی تمام
وہ آرہے ہیں ہاتھ میں خنجر لئے ہوئے

حاضر ہے بارگاہ میں اے پاک بے نیاز
خاکیؔ نشانِ خاک جبیں پر لئے ہوئے

نورِ ایمانی سے منّور مومن کیا ہے دل ہی تو ہے
پرِ تو وحدانیت کا جو عرشِ علیٰ ہے دل ہی تو ہے

کعبۂ باطن، مسجدِ اقصیٰ، وادیٔ ایمن، طورِ سینا
صاحب دلکے مشرب میں جو قبلہ نما ہے دل ہی تو ہے

مہبطِ قرآں مشعلِ عرفاں غنچۂ امید انساں
جو گل ہر دم خلد کے اندر تازہ کھلاہے دل ہی تو ہے

لحظ میں کیا ہے دم میں کچھ ہے اب ہے یہاں پھر اور کہیں
ہر دم ہاتھ میں خالق کے جو پلٹ رہا ہے دل ہی تو ہے

عیش سے بھاگے طیش میں آئے گُل چھوڑے کانٹوں میں آئے
حوریں کھو کر دیووں کو جوڈھونڈ رہا ہے دل ہی تو ہے

بیحد نازک نرم بہت ہے چھوٹا سا ہے بھولا بھی
غرض کہ جو ہر طرح سے بخشش مانگ رہا ہے دل ہی تو ہے
لے لو خبر اس دیوانے کی شمع بنو. اس پروانہ کی
رحمتِ رحمٰن تم ہی تو ہو جو تم پہ فدا ہے دل ہی تو ہے
جوڑو اس کو ٹوٹ رہا ہے لوٹ رہا ہے اس کو تھپکو
اس کو جِلاؤ بس اس کو جو تم پہ مرا ہے دل ہی تو ہے
تارے ہو جس آنکھ کے تم سودا ہے تمہارا جس سر میں
قسم تمہارے چاہنے والے کی وہ کیا ہے دل ہی تو ہے
خاکی تو ہے خاک کا تودہ چمکنے والا تجھ میں ذرّہ
فیضِ شمس رسالت سے بتلا تو کیا ہے دل ہی تو ہے

کہا میں نے صنم ہو تم تمہاری شکل پیاری ہے
تو فرمانے لگے تو کیا کسی بُت کا پجاری ہے
کہا میں نے کہ گلِ رخ سرو قدم ہم زلف سنبل ہو
کہا ہرگز نہیں لیکن یہ سب رونق ہماری ہے
کہا میں نے کہ اختر ہو قمر ہو، مہر تاباں ہو
کہا ان میں ہماری ہی تجلی اختیاری ہے
کہا میں نے ملک ہو، حور ہو، غلمانِ جنت ہو
کہا ان کو ہماری جستجو میں بے قراری ہے
کہا میں نے کہ کس محفل کی شمع انجمن ہو تم
تو فرمایا کہ ہر مجلس میں زیبائش ہماری ہے

کہاں میں نے کہ آخر کس پتہ پر آپ کو ڈھونڈوں
تو بولے مسکرا کر بس طریقہ آہ و زاری ہے

کہا میں نے کہ جب آتش بجھے اور خشک ہوں آنکھیں
تو فرمایا ہمارے فیض کا دریا تو جاری ہے

کہا میں نے کہ بس اک جام ہی اسکا پلا دیجئے
تو بولے ہم تو برسائیں تجھے پینا بھی بھاری ہے

کہا میں نے کہ محرومیِ قسمت کس طرح میٹوں
کہا بن آدمِ خاکی کہ ہرا ابلیس ناری ہے

کہا میں نے ظلمنا کہہ کے اب میں توبہ کرتا ہوں
تو فرمایا ہمارے آستانہ کا بھکاری ہے

کہا میں نے مچل کر سوزِ دل سے بخشدو مجھ کو
تو فرمایا یہ سائل لائق الطاف باری ہے

کہا سجدے میں میں نے رب اعلیٰ پاک ہے میرا
تو خوش ہو کر کہا لے جام پی مرضی ہماری ہے

کہا میں نے جو بیخود ہو کے لو پھر اب تو کھل جاؤ
کہا انسان ہوں خاکی میں میری خاکساری ہے

میں نے کہا دل لیجئے بولے کہ ایسا دل بھی ہے
میں نے کہا خود پر کھیئے بولے کہ کچھ حاصل بھی ہے

میں نے کہا حاضر ہے جاں بولے کہ تو مالک ہے کیا
میں نے کہا بندہ تو ہوں بولے مگر کامل بھی ہے

میں نے کہا دیدار ہو بولے کہ تو بیدار ہو
میں نے کہا پھر خواب میں بولے کہ اس قابل بھی ہے

میں نے کہا کیجئے کرم بولے کہ ہم مختار ہیں
میں نے کہا مرشد بھی ہو بولے کوئی سائل بھی ہے

میں نے کہا ذرّوں پہ بھی تاباں ہیں خورشید و قمر
بولے مگر مابین میں کوہِ خودی حائل بھی ہے

میں نے کہا چلتا ہے دل ہر دم تمہاری راہ میں
بولے مگر وہ منزل مقصود سے غافل بھی ہے

میں نے کہا جلتا ہوں میں بولے کہ اشکوں سے بجھا
میں نے کہا برباد ہوں بولے کہ لا طائل بھی ہے

میں نے کہا سر پر مرے بارِ امانت کیوں رکھا
بولے کہ بتلاؤں کہ تو ظالم بھی ہے جاہل بھی ہے

میں نے کہا اک جام دو بولے کہ بے قیمت نہیں
میں نے کہا یہ ہوش لو، بولے بڑا عاقل بھی ہے

میں نے کہا پر کیف ہو بولے کہ میں بے کیف ہوں
میں نے کہا بر حق ہو تم بولے کہ کچھ باطل بھی ہے

میں نے کہا کشتی مری منجد بارِ غم میں پھنس گئی
بولے مگر اس بحرِ غم کا آخر اک ساحل بھی ہے

میں نے کہا اب بخشدو بولے کہ لایا ہے شفیع
میں نے کہا ختم الرسل، بولے وہی واصل بھی ہے

میں نے کہا خاکی ہوں میں بولے کہ رکھ سر خاک پر
میں نے کہا رحمت میں لو، بولے یہ کچھ مشکل بھی ہے

سکون ختم ہوا انتشار باقی ہے
گیا زمانہ غمِ روزگار باقی ہے

ستارے کرنے لگے سب کو الوداع اک اک
مرے قمر کا مجھے انتظار باقی ہے

گلِ وصال سے دامن بھی آشنا نہ ہوا
مگر فراق کا پہلو میں خار باقی ہے

تمہاری ایک جھلک کی ہوس میں جیتا ہوں
جلاؤ مارو، تمہیں اختیار باقی ہے

گنہگاروں سے آغوشِ مغفرت نے کہا
گناہ فانی ہیں آمرزگار باقی ہے

جلال حق سے نہ غافل ہو اے تغافل کیش
شمار ہو چکی روزِ شمار باقی ہے

بلا کے جوش نے صابر کیا بلاؤں پر
مئے الست کا سر میں خمار باقی ہے

ہزاروں وعدۂ فردا پہ دے چکے جانیں ہنوز آپ کے کل کا قرار باقی ہے

خیالِ یار نے سینے میں وسوسوں سے کہا لو جی تو ہو چکا شیطاں کی مار باقی ہے

حرم سے کھو دیئے سب بُت حکومتِ حق نے دلوں کے کعبوں میں تصورِ یار باقی ہے

یقیں ہے جامۂ ہستی کا تار بھی نہ رہے اگر کہیں مرے اشکوں کا تار باقی ہے

کہا بشارتِ عیسیٰ نے باغِ عالم میں بہار ہو چکی جانِ بہار باقی ہے

مئے الست کا میکش خمار تازہ کر کہ لطفِ ساقی سے فصلِ بہار باقی ہے

سنو کہ کہتی ہے بزمِ وصالِ رحمتِ کُل کہ آئے آئے جو امیدوار باقی ہے

نہ دن کسی کا رہا اور نہ رات ہی لیکن شفیعِ حشر کا لیل و نہار باقی ہے

گناہگاروں سے دامن بچا لیا سب نے بس ایک میم محمد ﷺ حصار باقی ہے

جہانِ عشق کے رستہ کی رہنمائی کو شہیدِ ناز کا شمعِ مزار باقی ہے

رہِ حبیب میں رسوا ہیں اس لئے عاشق جہاں میں عشق کا اس سے وقار باقی ہے

خدا کے واسطے سینے کو صاف کر خاکی
کسی طرف سے جو دل میں بار باقی ہے

افلاکیوں کو طاعتِ عبدانہ چاہیئے ہم خاکیوں کو سجدۂ شکرانہ چاہیئے

فردوسیوں کو خلعتِ شاہانہ چاہیئے مستغفروں کو دلقِ گدایانہ چاہیئے

اہلِ ہنر کو ہمت مردانہ چاہیئے اہلِ جگر کو جذبۂ جانا نہ چاہیئے

بلبل کو گل پہ نغمۂ مستانہ چاہئے
اور انجمن میں شمع کو پروانہ چاہئے

میں نے کہا کہ جلتے ہیں پروانے بے گناہ
اے شمع اس طرح تجھے جلنا نہ چاہئے

بولی کہ میرے جلنے سے رونق ہے بزم کی
مجھ کو کسی کے جلنے کی پروانہ چاہئے

لیلیٰ بغیر قیس کے لیلیٰ نہیں ہے جب
مجنوں کو کیا تجلیٔ لیلیٰ نہ چاہئے

بخشا بھی جاؤں دید بھی ہو عیش وصل بھی
اے رحمتِ خدا مجھے کیا کیا نہ چاہئے

مولیٰ نے کر دیا ہے جہنم کو بھی بہشت
بندے کو کیا خوشامد مولا نہ چاہئے

غفلت کی نیند سوتا ہے مالک سے بے نیاز
بیہوش جاگ جا تجھے ایسا نہ چاہئے

زنجیر زلف کہتی ہے رخسار یار پر
بس مجھ کو روئے یار کا دیوانہ چاہئے

ساقی کی چشم ساغرِ وحدت لئے ہوئے
کہتی ہے مجھ کو قلب کا بت خانہ چاہئے

حورو قصور مقصد زاہد ہے خلد میں
خاکی کو ذوقِ جلوۂ جاناں نہ چاہئے

کیا ہے آغوش محبت کون ہم آغوش ہے
ظاہری پردے میں حسن باطنی روپوش ہے

شمع اوّل پر فدا پر وانۂ آخر ہے خود
بزم ظاہر ذکر باطن سے ہمہ تن گوش ہے

ہیں نسیم صاحبِ معراج کی فیا ضیاں
ہر نبی دیں کے چمن میں بن کے گل خاموش ہے

کس قدر شیریں ہے نام رحمتہ اللعالمیں
پُرشکر جس سے ہر اک ذاکر ہر اک خاموش ہے

بوالعجب ہے اک جہاں کے ہوش والوں کا امام
جامِ عشق ساقئ کوثر سے جو بے ہوش ہے

ہوش کو رخصت کیا اہل نظر نے دیکھ کر
حضرت ساقی کا منظورِ نظر مدہوش ہے

ہو گئے کافر بھی شاکر جب سنا لا تقنطو
دامنِ رحمت تمام امت کا پردہ پوش ہے

معصیت کے سنگریزے خلد کے گوہر بنے
بحر وحدت میں وہ موجِ مغفرت کا جوش ہے

کیوں نہ دیں بن کر سفینہ ایک عالم کو نجات
جن کا مرکوبِ مبارک خود نبی کا دوش ہے

خوانِ نعمت رازقِ مطلق کا ہے فرشِ زمیں
جس پہ ذیل رحمتہ اللعالمیں سر پوش ہے

رشک اس پہ کرتا ہے ہر میکش جامِ طہور
خاکی جو چشم شہ کوثر کا بادہ نوش ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مئے باقی

## اسلام

دینِ فطرت، دینِ حق، دینِ خدا اسلام ہے
صبغۃ اللہ شمعِ حق نور و ضیاء اسلام ہے

ہر بشر کا ابتدا و مبتدا اسلام ہے
ہر ہنر کا انتہا و منتہا اسلام ہے

دینِ افلاک و عناصر ہے یہی دینِ حنیف
دینِ جملہ کائناتِ کبریا اسلام ہے

مسلکِ حورو ملائک، دینِ جملہ انبیاء
ملتِ بیضاء ختم الانبیاء اسلام ہے

دینِ ناسخ، دینِ محکم، دینِ روشن دائماً
دیکھ لو قرآن میں کہتا خدا اسلام ہے

پاک ہے افراط اور تفریط سے یہ دینِ پاک
دُرِ مقصودِ دعائے اہدنا اسلام ہے

ہے صراطِ مستقیم اس ملتِ بیضاء کا نام ہے
رب تعالیٰ کی لقا کا راستہ اسلام ہے

کوچۂ معشوق کے طائف کا کعبہ ہے یہی
میکشِ توحید حق کا میکدہ اسلام ہے

یوسفِ ادیان ولیلائے ملل شیریں کلام
سلّمِ بام رضائے کبریا اسلام ہے

پنج وقتہ دعوت معراج دیتا ہے یہی
ہر فضیلت کا حقیقی رہنما اسلام ہے

اہلِ ایماں کو بنا کر مصرفِ امرِ زکوٰۃ شرمِ مسکیں عزتِ اہلِ غنا اسلام ہے
دردِ مندِ اہل فاقہ خلعتِ خلقِ خدا مژدۂ ریّانِ فردوسِ عُلا اسلام ہے
اتحادِ عام عالم گیر کا داعی ہے یہ غافلوں میں غلغلہ لبیک کا اسلام ہے
کفر و شرک و غیبت و بہتان و قتل و سحر سے منذر و ناہی و زاجر با صفا اسلام ہے
سود خواری و زنا، سرقہ لواطت ظلم سے مانعٔ قاہر صراطِ مصطفٰی اسلام ہے
حرص و بغض و بخل و عجب اور جہل سے جو پاک ہو بیشک اس پاکیزہ رو کا رہنما اسلام ہے
بندگی خلّاق کی مخلوق سے حسنِ سلوک کاشفِ فرق و مراتب باصفا سلام ہے
بانی اخلاص و محاء اور نفاق و اضطراب شافیٔ امراض ہر ریب و ریا اسلام ہے
والدہ والد کی خوشنودی کا بروجہ کمال حامیٔ اعظم طریقِ مصطفٰی اسلام ہے
روج سے زوجہ کے حق دلوانے والا خلق میں غور سے دیکھو تو بس دینِ خدا اسلام ہے
جو کہ بتلاتا ہے بیوی کو میاں کا احترام وہ فقط قانونِ پاکِ مجتبٰی اسلام ہے
اس نے بتلائے ہیں ماں باپوں کو حق اولاد کے صرف دستورِ مبارک رہنما اسلام ہے
صنعت و خدمت زراعت تاجری کے قاعدے ساتھ ایماں کے سکھائے واہ کیا اسلام ہے
ملک گیری سلطنت حکم احد کے تحت میں کرنے والا خلق پر امرِ خدا اسلام ہے

دین و دنیا میں سرِ خاکی پہ بس عزت کا تاج
ہر کسی کے واسطے دینِ خدا اسلام ہے

# نماز

دینِ نبی کا رُکنِ معظم نماز ہے
ایماں کے بعد سب سے مقدم نماز ہے

روزہ زکوٰۃ حج بھی ہے ارکانِ دیں ضرور
دن رات پانچوں وقت کی ہمدم نماز ہے

ہر وقت پاک کرتی ہے لوثِ گناہ سے
دوزخ کے سرد کرنے پہ ہر دم نماز ہے

ترکِ نماز کفر ہے فرمانِ مصطفیٰ
زخمِ گناہگار کا مرہم نماز ہے

شاہ وگدا کا کاندھے سے کاندھا ملا دیا
کیا منظرِ اخوتِ باہم نماز ہے

آقا غلام ایک ہوئے حق کے سامنے
توحید کے جمال کا عالم نماز ہے

حاصل فنائیت کا ہوا ایک ایک مقام
راہِ بقا کا رہبر اعظم نماز ہے

ٹھنڈک نبی کی آنکھ کی اللہ کا حضور
تسکینِ قلبِ مسلمِ پُر غم نماز ہے

اللہ نے دیا ہے وہ رتبہ نماز کو
معراجِ مومنین مسلم نماز ہے

نورِ قلوبِ شمع لحد مشعل صراط
سب قربتوں میں نیّر اعظم نماز ہے

منکر نکیر قبر میں کرتے نہیں عذاب
کنج لحد کی مونس و ہمدم نماز ہے

باقی عبادتوں کی کمی پر بھی ہو گرفت
میزانِ حشر میں جو کہیں کم نماز ہے

خاکی کو دے نماز میں اخلاص بے نیاز
بدبخت ہے وہ جس سے کہ برہم نماز ہے

# نمازی

رحمت کی نگاہوں کے ہیں منظور نمازی
جام مئے الفت سے ہیں مخمور نمازی

تعمیر مساجد سے ہیں معمور نمازی
انوارِ الٰہی سے ہیں پُر نور نمازی

پروانۂ جنت سے ہیں مسرور نمازی
ہیں آتشِ دوزخ سے بہت دور نمازی

دنیا میں گناہوں سے جو بچتے ہیں ہمیشہ
عقبٰی میں بھی ہیں ناجی و مغفور نمازی

شاہوں نے نہ پایا جو لقب کرکے حکومت
پایا وہ انہوں نے جو ہیں مشہور نمازی

معشوقِ حقیقی کو اداؤں سے لبھایا
رکھتے ہیں دلوں میں شرر طور نمازی

قائم کبھی راکع کبھی ساجد کبھی خاشع
ہیں رب کی مناجات سے مسرور نمازی

ہے ظاہر و باطن کی طہارت کا نتیجہ
شیطان سے رہتے ہیں بہت دور نمازی

صدقہ ہے محمد ﷺ کی غلامی کا یہ خاکیؔ
محشر میں ہوئے نور علیٰ نور نمازی

# درود شریف

دافعِ رنج و غم درود شریف ماحئ ہر الم درود شریف
وردِ رب شغل عالمِ ملکوت مومنوں کا علم درود شریف
نہیں ہوتی قبول کوئی دعا نہ پڑھیں جب تک ہم درود شریف
پائیں گے رب کی رحمتیں ستر ایک بھیجیں جو ہم درود شریف
پاک کرتا ہے سب گناہوں کو ہے وہ ابرِ کرم درود شریف
زندگی کا سرور قبر کا نور عیش باغِ ارم درود شریف

اور کیا چاہئے تجھے خاکی
میٹتا ہے ستم درود شریف

# محفل میلاد شریف

منعقد کرتا ہے رب محفلِ میلاد شریف انبیاء کرتے ہیں سب محفلِ منلاد شریف
ملتی ہے بانیٔ محفل سے کتاب و حکمت جو کوئی سنتا ہے جب محفلِ میلاد شریف

بخشے جاتے ہیں گنہگار بہ انعام خدا
مغفرت کا ہے سبب محفل میلاد شریف

عرش پر نور ہے اور فرش ہے اس سے معمور
ہے وہ پُر کیف و طرب محفلِ میلاد شریف

نورِ ایماں سے عجم ہو گیا سب نورانی
مشرق مہر عرب محفل میلاد شریف

ذوق سے آئیں یہاں طالب غفران و نجات
حل ہے مشکل کا عجب محفل میلاد شریف

سارے آفات سے محفوظ رہے گا ایک سال
جس جگہ خاکی ہے اب محفلِ میلاد شریف

# شب معراج

رب نے تجھے بخشی ہے وہ عزت سب معراج
ہے تاجِ زماں اک تری ساعت شب معراج

آغوش میں رحمت کی ہے رحمت شبِ معراج
ہے سورۂ اسریٰ میں یہ صورت شبِ معراج

ہے عبد کی معبود سے خلوت شبِ معراج
اللہ کی رحمت پہ ہے رحمت شبِ معراج

جبریل امیں لائے ہیں دعوت شبِ معراج
مشتاق ہے دیدار کی جنت شبِ معراج

ہے کعبۂ اطہر سے سر عرش علیٰ تک
رخسارِ محمد کی صباحت شبِ معراج

وہ ب میں مستغرق دیدار احد ہیں
جبریل کو ہے شوق معیت شبِ معراج

لو عرش پہ اڑتا ہے رفعنا کا پھریرا
کیا شرح کی صورت میں ہے رفعت شبِ معراج

دن عید کا ہے دیدِ الٰہی کی خوشی میں
ہے زیبِ بدن نور کا خلعت شبِ معراج

مشتاق ہے اقصیٰ میں رسولوں کی جماعت
محبوبِ خدا کی ہے امامت شبِ معراج

طے برق براق بنوی ہفت فلک کر
ہے حازم لاہوتِ رسالت شبِ معراج

حدِّ ملکوتی پہ رہے سارے فرشتے
رکنے نہیں دیتی انہیں وحدت شبِ معراج

تھی عرش بریں کی یہ تمنا کہ خدا دے
پابوسیٔ محبوب سے رفعت شبِ معراج

دیکھا جو گل مقصدِ گلزارِ دو عالم
قربان ہوا گلشنِ جنت شبِ معراج

آنکھوں میں جو تھا سرمۂ مازاغ تو ہر شے
آئی نظر اللہ کی آیت شبِ معراج

روکا جو ادب نے تو کہا جلوۂ رب نے
آ پردہ میں دیکھ اپنی حقیقت شبِ معراج

جو حضرت موسیٰ نے طلب پر بھی نہ پایا
ہم تجھ کو وہ خود دیتے ہیں رویت شبِ معراج

امت کو بھی معراج کے زینے پہ چڑھا دے
بخشش ان کو نمازوں میں وہ قربت شبِ معراج

کیا لایا ہے میرے لئے دنیا کے سفر سے
نذرانہ میں اے صدر رسالت شبِ معراج

قرآن میں مضمون تحیات سنا کر
اللہ کو دی اس کی امانت شبِ معراج

محبوب نے جاگیر میں بخشی وہ امانت
امت کو کیا عامر جنت شبِ معراج

دنیا میں تو خاکی شبِ غفلت سے ہے محجوب
کھل جائے گی کل روزِ قیامت شبِ معراج

# شبِ اسریٰ

فرش پُر نور عرش بریں طور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
آج بیت الحرم بیت معمور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
خواب شیریں میں ہے، نوجوانِ عرب اورلائے ہیں جبریل پیغامِ رب
جاتو اک خاص خدمت پہ مامور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
سکتہ جبریل کو دیکھ کر ہو گیا، سونے والے کو ملتا ہے کیا مرتبہ
یہ کہاں اور کہاں قصۂ طور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
حکم حق پاکے ان کو جگانے لگے، ان کے تلوؤں سے بازو ملانے لگے
جاگئے عرش والے کا منشور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
کھول کر سقفِ بیت الحرام آیا ہوں، مژدۂ دید مولیٰ نعم لایا ہوں
نامۂ شوق سجاں میں مسطورہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
آب زمزم سے تطہیر فرمایئے، کھول کر دل کی تنویر فرمایئے
طشت ایمان وحکمت سے پُر نور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
حلّۂ خلد زیب بدن کیجئے، اور براقِ بہشتی یہ ہے لیجئے
جلد چلئے کہ منزل بہت دور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
سن کے رونے لگے خاتم المرسلین، میری امت پیادہ نہ ہوئے کہیں
حق نے فرمایا مجھ کو یہ منظور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے

ہو کے فارغ امورِ ضروری سے جب کی سواری حبیب خدا نے طلب
دیکھا وہ شوخ غمزہ میں مسرور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
بولے روح القدس اس سے اے بے ادب شوخی کرتا ہے کیوں پیش محبوب رب
کیا ہوا تجھ کو کیوں عقل سے دور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
سن کے آیا حیا سے پسینہ اسے، شاہ پھر اس کو تسکین دینے لگے
غم نہ کر ہر خطا آج مغفور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
بیٹھے جب اس پہ شاہِ زمین و فلک بہر تعظیم حاضر تھے صدہا ملک
نوری شمعوں سے سارا جہاں نور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
پہنچے اقصیٰ میں جب اک اشارہ کیا، بہر تسلیم حاضر ہیں سب انبیاء
بقعۂ پاک نورٌ علیٰ نور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
کی امامت رسولوں کی پھر شاہ نے اختروں کو دکھایا شرف ماہ نے
مل کے دریا سے ہر قطرہ مسرور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
شیر و شہد و شراب آپ کے سامنے حضرتِ رب عزت نے حاضر کئے
آپ بولے مجھے شیر منظور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
بولے جبریل اچھا کیا آپ نے بندگانِ خدائے جہاں کے لئے
دامِ شیطاں سے امت بہت دور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
آسمانوں پہ پہنچے ملے وہ نبی، پھر جنہیں یہ کرامت تھی حق سے ملی
ہر کوئی اپنے عہدے پہ مامور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے

سب نے تسلیم کے ساتھ کی مرحبا، اللہ اللہ عروج حبیبِ خدا
ہر طبق کس کے جلوے سے معمور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
سدرہ کو عرشیوں نے بحکم خدا، ایسا اک دم میں آراستہ کر دیا
کب ثناء اس کی خلقت کا مقدور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
سرد دوزخ ہے مسرور اعراف ہے عازم سیر سردار اشراف ہے
خلد آراستہ شاد ہر حور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
کرکے جبریل نے معذرت یہ کہا، آگے سدرہ سے قابو نہیں ہے مرا
اب تو ناظر خدا اور تو منظور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
پہنچے رف رف سے بالائے عرشِ بریں، شاد و خرم شہنشاہِ دنیا و دیں
ذرّہ خورشید کے نیچے پُر نور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
اُدن منی کی سن کر وہ حق سے صدا، چلتے چلتے رکے بر مقامِ دنیٰ
نطق، ادراک سے یہ محل دور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
روکتا تھا جلالِ الٰہی انہیں کھینچتا تھا جمالِ الٰہی انہیں
عشق صادق سے معشوق کب دور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
کحل مازاغ چشمِ نبی میں لگا جس نے قوسین کا پردہ زائل کیا
اب نظر میں بلا کیف و کم نور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
خاص انوار ہیں، خاص اسرار ہیں خاص آثار ہیں خاص دیدار ہیں
عبدِ معبود مطلق کا منظور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے

مظہرِ حق کی حق سے ملاقات ہے، بندۂ رب کی رب سے مناجات ہے
نور ہا نور ہے نور ہی نور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
سب خزانے دیئے کنجیاں سب کی دیں علم کلّی دیا بخشے دنیا و دیں
کلمہ والے کا ہر جرم مغفور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے
سب خدائی پہ ہے آج تیرا کرم بخش خاکی کے سب جرم رب الکرم
یہ گناہوں کی علّت سے رنجور ہے آج معراجِ محبوب کی رات ہے

# فلسفۂ موت

موت جب دامنِ رحمت کی ہوا لائی ہو
مرنے والے کو نہ کیوں چین کی نیند آئی ہو

اس کے ہونٹوں کے تبسم پہ نہ کیوں جاں ہو نثار
جن کی ٹھوکر میں بھی اعجازِ مسیحائی ہو

روضۂ خُلدِ بریں کیوں نہ ہو تربت اُس کی
خاکِ طیبہ پہ کبھی جسکی جبیں سائی ہو

کنج مرقد میں دکھادو رُخِ انور مولا
غیرتِ خلد مرا گوشۂ تنہائی ہو

تیرے دربار سے ملتا ہے انہیں بھی صدقہ
دو جہاں میں بھی کبھی جس کی نہ شنوائی ہو

تاجِ عزت سے سرفراز ہے روزِ محشر
جس کی دنیا میں ترے واسطے رسوائی ہے

حمد رب کرتا ہوا جائے گا فردوس بریں
جس نے احمد کی غلامی کی سند پائی ہو

ماہِ کنعاں پہ فدا تھام کے دل دیکھ وہ بزم — رشکِ یوسف کی جہاں انجمن آرائی ہو

کیوں نہ خاکی تجھے اس در سے ملے گی صحت
خضر و عیسیٰ کی بھی جس در سے مسیحائی ہو

## عرب

چمنِ خلدِ بریں کیوں نہ ہو گلزارِ عرب — قاسِمِ خلد ہے جب مالک و مختارِ عرب

پھر سنگھا بادِ صبا نکہتِ گلزارِ عرب — پھر مہک کر ہو جہاں، جاں سے فدا کارِ عرب

جلوۂ طور کا آنکھوں میں سماں بس جائے — جذبِ صادق جو دکھا دے مجھے کہسارِ عرب

شام سے خانہ بدوش ہو کے چلے حق کے خلیل — صبح کو ڈھونڈ نے بن کر کہ طلبگارِ عرب

چشمِ یعقوب کو دے نورِ قمیصِ یوسف — تجھ میں مہکی ہوئی ہے نکہتِ گلزارِ عرب

مصریوں کو بھی سکھا دے ادبِ نذرِ حبیب — دیکھے تن من رہِ جاناں میں فدا کارِ عرب

انگلیاں کاٹ کے ہوتا ہے بھلا کوئی شہید — سر بکف کر دے جہاں ہدیۂ دلدارِ عرب

کوئی ساقی نہ رہے مفلسی، ناداری کا — وہ مدینہ سے اٹھا ابرِ گہر بارِ عرب

خاکِ طیبہ سے وہ سرمہ ہو عطا خاکی کو
آئے ہر شے میں نظر سکّہ سرکارِ عرب

# سہرا

مبارک نظم قرآنی میں بسم اللہ کا سہرا
خوشا بارانِ رحمت احمدِ ذی جاہ کا سہرا

لئے جبریل نے گل بوستان قدس سے چُن کر
بحکم حق بنایا جب کلام اللہ کا سہرا

شبِ معراج میں نوشہ کے سر پر جب اسے باندھا
تو گایا خلد کی حوروں نے صلی اللہ کا سہرا

بٹا انعام میں لاتقنطو من رحمتہ اللہ
مبارک دو جہاں کو دو جہاں کے شاہ کا سہرا

عجب لڑیاں ہیں اس میں نور و فتح و نصر و توبہ کی
کمندیں خلد کی ہیں یا حبیب اللہ کا سہرا

لپٹ کر رہ گئے شمس و قمر معہ نجم لڑیوں میں
کیا محبوب کیا اللہ نے اس ماہ کا سہرا

چمن میں لیتے ہیں گل عکس اس سہرے کے پھولوں کا
عنادل اس لئے گاتے ہیں صلی اللہ کا سہرا

گھٹائیں مژدۂ بارانِ رحمت لیکے گاتی ہیں
بوارق رعد بھی تسبیح حمد اللہ کا سہرا

سند جنت کی اے خاکی اگر درکار ہے تجھ کو
تو لوحِ دل پہ لکھ احمد رسول اللہ کا سہرا

# فریادِ اسلام

بعد حمدِ پاک اور بعد درود | مختصر پیغامِ حق کا ہے ورود
غور سے سن ورنہ پھر پچھتائے گا | کچھ نہ حسرت کے سوا ہاتھ آئے گا
اُف رے مسلم کیا ہے تیرا حالِ زار | کیوں نہیں تجھ کو کسی پہلو قرار
کیوں خفا تجھ سے ترا اقبال ہے | کیوں تو اس ادبار سے پامال ہے
تجھ سے رنجیدہ ہوا عہدِ جلیل | تو ہوا دنیا کی نظروں میں ذلیل
کیا ہوئی شانِ جہاں بانی تری | غیر کرتے ہیں نگہبانی تری
خاک پر تیری وہ سلطانی نہیں | چرخ پر پروازِ روحانی نہیں
تیری عالمگیر شہبانی کہاں | تجھ میں حاشا جذبِ ایمانی کہاں
سرنگوں تھے تیرے آگے بادشاہ | آج تو مثلِ بہائم ہے تباہ
دولتِ دنیا تری ٹھوکر میں تھی | جب مئے وحدت ترے ساغر میں تھی
نیّرِ اعظم تھا تو ناسوت میں | جب تری پرواز تھی لاہوت میں
خلق پر تو رحمتِ غفار تھا | جب غلامِ احمد مختار تھا
تھا کمر بستہ جہاں تیرے لئے | جب کہ تو بالکل تھا رب کے واسطے
لطفِ باری تجھ پہ خاص الخاص تھا | جب نمازوں میں تری اخلاص تھا
چومتے تھے تیرے ہونٹوں کو ملک | تیرے منہ سے پاکے روزوں کی مہک

مالِ طیّب سے تو دیتا تھا زکوٰۃ — دو جہاں کے غم سے پاتا تھا نجات

حج سے مقصد تھا ترا رب کی رضا — حج ترا مقبول تو مسعود تھا

فطروں سے روزے کراتا تھا قبول — تیری قربانی سے راضی تھے رسول

تیری صورت پیکر اسلام تھی — عزت آفاق تیرے نام تھی

تیری سیرت مصطفائی تھی تمام — تجھ کو کرتے تھے فرشتے بھی سلام

دولت ایماں سے مالا مال تھا — دو جہاں میں یوں ترا اقبال تھا

علم میں تیرا کوئی ہمسر نہ تھا — وارثِ میراثِ علمِ انبیاء

جس سے تو مخلوق میں ممتاز تھا — سرفرازی کا یہ تیری راز تھا

جنگ تیری تھی خدا کے واسطے — صلح تیری کبریا کے واسطے

غیر کو تجھ سے کوئی شکوہ نہ تھا — اور تو اپنوں کا خود پروانہ تھا

طالبِ حق تیرا فریادی نہ تھا — تجھ کو میل جورو بربادی نہ تھا

تیرے اعمالوں سے راضی تھا خدا — عدل کا تیرے جہاں پر رعب تھا

علم کی تیرے کبھی وہ شان تھی — جس پہ مہر جامع القرآن تھی

تھا شجاعت میں وہ تیرا مرتبہ — خلق پہ چھایا ہوا تھا دبدبہ

خدمتِ خلقِ خدا تھا تیرا کام — محو ذکر اللہ تھا تو صبح وشام

تیری ہستی رحمتِ جبّار تھی — مظہرِ خُلقِ شہِ ابرار تھی

اب تو اپنے واسطے خود ہے عذاب — دین سے غفلت میں ہے خانہ خراب

کہتے تھے تجھ کو امانت دار سب — خائن و غادر ہے اب تیرا القب

وعدہ و عہد و امانت کی خلاف — گالیاں بکنا بہت لاف و گزاف

ہیں یہ چاروں دین میں وجہِ نفاق — تجھ میں یہ موجود ہیں بالاتفاق

کچھ منافق کی سزا معلوم ہے — پانچویں پارے میں جو مرقوم ہے

تیرا پیشہ تھا کبھی کسب حلال — سود و رشوت آج ہے تیراکمال

اپنی صورت سے تجھے نفرت ہوئی — تجھ پہ کیا شیطان کی لعنت ہوئی

تھا ترا محمود فی القرآں لباس — تو نے ہاتھوں سے کیا خود اس کا ناس

کس طرح رحمت کا تجھ پر ہو نزول — رحمتِ عالم ہیں جب تجھ سے ملول

دین کی تعلیم سے جاہل ہے تو — موت و قبر حشر سے غافل ہے تو

عالموں کا حال ہے ایسا تباہ — مانگتی ہے جس سے دوزخ بھی پناہ

کیونکہ اب وہ پیروِ کفّار ہیں — حامئ لا دین و زنّار ہیں

مولویّوں میں کہاں اب معنوی — جن کو حاصل تھی نبی کی پیروی

قتل ایسوں نے کیا عثمانؓ کو — شیرِ حق مولا علیؓ کی جان کو

کربلا کا محشر ستاں ان کے نام — سب پہ کھل جائے گا یہ روزِ قیام

ان میں اکثر منکر تقدیر ہیں — دینِ حق میں لائقِ تعزیر ہیں

منکر تدبیر اسلامی ہیں یہ — لابسِ ملبوس بدنامی ہیں یہ

ان سے ہی تو نے لیا سب ناخلف — کس طرح حاصل ہو پھر تجھ کو شرف

ان کے صدقے تو نے ایماں کردیا
خود کو زیرِ حکم شیطاں کردیا

کذب باری پر ترا ایمان ہے
اس لئے تجھ سے خفا قرآں ہے

انبیاء کو مثل اپنی جان کر
کہتا اور لکھتا ہے تو ان کو بشر

تو نے ان کے علم کی یہ قدر کی
علم حیوانات سے تشبیہہ دی

اولیاء سے ہمسری کرتا ہے تو
سرورِ عالم کو جھٹلاتا ہے تو

نام رکھتا ہے کبھی اہلِ حدیث
اور پھر لکھتا ہے اقوالِ خبیث

تو نے عیسیٰ کا بنایا ہے مثیل
پاک مہدی کو کیا تو نے ذلیل

صوفیٔ صافی کوئی ملتا نہیں
جانبِ مولیٰ کوئی ہلتا نہیں

تجھ کو مولیٰ پر بھروسہ کچھ نہیں
پاس تیرے دین کا توشہ نہیں

جن سے کرنا تھا تجھے حق پر جہاد
ان کے آگے اپنی لے جاتا مراد

تجھ میں راسخ ہوگئی ہیں بدعتیں
جن کے باعث چھن گئی ہیں نعمتیں

موت سے بھی تجھ کو کچھ عبرت نہیں
اس میں بھی تو پیروے سنت نہیں

نعمتیں وہ کیا تھیں اسلامی اصول
جو عطا فرماگئے تھے خود رسول

اپنے بھائی پر تری تلوار ہے
خلق میں تو اس سبب سے خوار ہے

ہیں ترے ماں باپ تک تجھ سے خفا
دیکھا کر ہر دم ترا جور و-جفا

مسجدین خالی ہیں تجھ سے صبح و شام
اور تماشہ گاہیں تجھ سے پُر تمام

نفس شیطاں کا بنا ایسا غلام
کچھ نہیں خوفِ خدا سے تجھ کو کام

تیری شادی میں ہے شیطانی ہجوم
ایک سنت اور صدہا بدرسوم

ناچ گانا ہو گیا تیری غذا
مجرموں کا تو بنا ہے پیشوا

بد سے بد ذلت گوارہ ہے تجھے
دشمنِ رب کا سہارا ہے تجھے

کسبِ ناجائز کیا تو نے حلال
کس طرح اچھا ہو پھر تیرا مآل

بد سے بدتر ہے زنا عادت تری
لعنتِ آفاق ہے عشرت تری

تجھ سے رنجیدہ ہوا اسلام یوں
تو ہوا دارین میں ناکام یوں

حیف تجھ میں اب کوئی حیدر نہیں
برق تیغ فاتح خیبر نہیں

تجھ میں کچھ نسبت نہیں عثمان سے
شان وصف جامع القرآن سے

عدل فاروقی نہیں تجھ میں عیاں
جلوۂ صدیق پیغمبر کہاں

غوثِ اعظم کی جھلک تجھ میں نہیں
سنجری گل کی مہک تجھ میں نہیں

پیروی تجھ میں نہیں لقمان کی
تجھ پہ رحمت کیسے ہو رحمٰن کی

دور ہے اسلام کے آداب سے
اس کے نورِ پاک اور القاب سے

تاک میں تیری ہے اب قہرِ خدا
اب بھی ناداں ہوش میں آجاگ جا

ہوش میں آ اب بھی استغفار کر
پیروئ سیّدِ ابرار کر

اب بھی آجائے اگر تو ہوش میں
رحمت رب تجھ کو لے آغوش میں

کوشش خوشنودی جبّار کر
ڈوبتی کشتی کا بیڑا پار کر

فرش پر بیکس کا جو چارہ ہوا
عرش اعظم کا وہی تارہ ہوا

پھر بنالے دل کو مصباح ہدیٰ کبریا سے مانگ مفتاح علیٰ
پھر تری دنیا میں شوکت ہو وہی پھر تری عقبیٰ میں عزت ہو وہی
رحم کر للہ اپنی جان پر کفر کو غالب نہ کر ایمان پر
رحم کر گھر بار پر اولاد پر بیکسوں پر ڈال رحمت کی نظر
ظلم سے ظالم کو بھائی باز رکھ نصرتِ مظلوم کا انداز رکھ
بیکسوں کا چارہ گربن کام کر ایسے روشن مشعلِ اسلام کر
سر سے پا تک پیکرِ اسلام بن ظاہر و باطن میں نیک انجام بن
پھر چمک جا چار سو آفاق میں آ شبہِ لولاک کے اخلاق میں
دین و دنیا کی سعادت لے تمام رکھ رضا جوئی حق سے اپنا کام
پھول بن کر گلشنِ اسلام کا لاثمر ہر خوب تر انجام کا
بس ہے تیری راستی کا انتظار دور کب ہے رحمتِ پروردگار
جلد حاصل کر صراطِ مستقیم رب سے لے کونین میں خوفِ عظیم
خاک کو سجدوں سے پھر افلاک کر مرضیٔ شاہنشۂ لولاک کر
نامۂ اعمال اپنا پاک کر یوں علاجِ حالتِ غم ناک کر
اپنے مقبولوں کے صدقہ میں اللہ ڈال اس امت پہ رحمت کی نگاہ

خاکیؔ عاصی پہ کر لطف و کرم
دور فرما دین اور دنیا کے غم

# خلافت

بحمد اللہ عظیم الشان ہے، رفعت خلافت کی
کہ قدسی کرتے ہیں اخلاص سے خدمت خلافت کی

رکھی ہے رب نے خود قرآن میں سنت خلافت کی
نبی نے کی عطا اسلام کو شوکت خلافت کی

ملائک سجدہ کرتے ہیں وہ ہے عزت خلافت کی
شیاطین تھرتھراتے ہیں وہ ہے ہیبت خلافت کی

کئے جھنڈے جہاں کی شوکتوں کے سرنگوں جس نے
مسلمانوں یہ تھی اسلام میں قوت خلافت کی

سر منبر شہ کوثر نے امت سے یہ فرمایا
کہ ہر مومن پہ واجب ہوگئی سنت خلافت کی

عرب پر ہی نہیں جھنڈا گڑا دینی حکومت کا
غلامی فخر سے کرتی تھی سب خلقت خلافت کی

بتاؤ تو ذرا سر مرتدوں کا کس نے کچلا تھا
کہو بوبکر نے جب کی عیاں شوکت خلافت کی

بتاؤ فتنۂ کذاب کو کس نے مٹایا تھا
کہو صدیق نے جس سے ہوئی نصرت خلافت کی

بتاؤ قیصر و کسریٰ کی شوکت کس نے کی باطل
کہو حق نے عمر میں دیکھ کر قوت خلافت کی

مظفر کس کے صدقہ میں ہوا جیشِ نہاوندی
کہو بازوئے فاروقی میں تھی ہیبت خلافت کی

اتارا شرک کے شیطاں کو کس نے نیل کے سر سے
کہو فاروق عادل نے پڑھی آیت خلافت کی

قسم قدوس کی بیت المقدس کھا کے کہتا ہے
عمر کو حضرت حق سے ملی نسبت خلافت کی

خدا لگتی کہوں شیرِ خدا نے کیا نہیں کی تھی
ابوبکر و عمر عثمان سے بیعت خلافت کی

نبی کے امر سے صدیق نے تعمیر کی لیکن
بڑھائی حضرت فاروق نے زینت خلافت کی

دعا خاکی کی ہے اسلام میں پھر جذبِ وحدت ہو
مسلمانوں کو یارب کر عطا الفت خلافت کی

# مسافر

زمیں پر جب بشر آیا تماشا تھا زمانے کا
نمونہ حیرت افزا تھا خدا کے کارخانے کا

فرشتہ خوبشکل حور مسجود اک زمانے کا
بنایا گھر نہ غمِ مطلق کیا کھانے کمانے کا

اگر کچھ کام تھا اس کو تو بس آنسو بہانے کا
کہ تازہ درد تھا ہجر وطن کے تازیانے کا

ہر اک فرشی ہوا سائل جب اس کے آستانے کا
کہا اے دوستو! کیا حال بتلاؤں ٹھکانے کا

سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو
پتہ خانہ بدوشوں سے نہ پوچھو آشیانے کا

زمیں پر جاں کو بھیجا رب نے زندہ کر دیا تن کو
بہت مضطر ہوئی روئی کیا جب یاد مسکن کو

کیا تدبیر آزادی میں استعمال ہر فن کو
نہ بھولی پھر بھی لیکن مثلِ بلبل اپنے گلشن کو

قفس میں پھڑ پھڑا کر پالیا ہر ایک روزن کو
مگر حق کی حکومت نے کیا بیکار ہر فن کو

کہا طورِ بدن نے برق بتلا دشتِ ایمن کو
تو بولی یوں چمک کر چھوڑ کر چہرے پہ چلمن کو

سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو
پتہ خانہ بدوشوں سے نہ پوچھو آشیانہ کا

مسافر گھر سے نکلا عزّت و دولت بڑھانے کو
گُلِ مقصود سے دامانِ ارماں بھر کے لانے کو

وطن سے بامراد عزت سے واپس لوٹ جانے کا
عیال اطفال کو بے عذر بے منت جتانے کو

حسد پیدا ہوا اس کے ارادے پر زمانے کو
تباہ ایسا کیا موقع نہ چھوڑا منہ دکھانے کو

کوئی اس حشر میں جب پوچھتا ہے آستانے کو
تو کہتا ہے کہ بس میں ہی رہا ہوں دل دکھانے کو

سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو
پتہ خانہ بدوشوں سے نہ پوچھو آشیانہ کا

زمیں پر گلشنِ جنت سے بھیجا حق نے انساں کو ۔۔۔ یہ فرمایا کہ شیطاں سے بچائے اپنے داماں کو

رکھے محفوظ ابلیسوں سے اپنے نقد ایماں کو ۔۔۔ تو پائے گا کھلا اپنے لئے گلزار رضواں کو

مگر افسوس بھولا آن کر یہ رب کے فرماں کو ۔۔۔ چلا دوزخ کی جانب کرلیا رہبر جو شیطاں کو

فرشتے کہتے ہیں بتلا وطن تو پڑھ کے قرآں کو ۔۔۔ تو کہتا ہے نہ چھیڑو اس غریب سینہ پریاں کو

سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو ۔۔۔ پتہ خانہ بدوشوں سے نہ پوچھو آشیانے کا

کیا دنیا سے پردہ جب کہ رشک ماہ کنعاں نے ۔۔۔ حبیب حق محمد مصطفیٰ شمع شبستاں نے

گلِ باغ نبوت نے بہار سنبلستاں نے ۔۔۔ مدینہ میں نہ پایا چین بعضے اہلِ ایماں نے

چمن چھوڑا خزاں آتے ہی بلبلہائے بستاں نے ۔۔۔ لیا رخصتِ سفر پروا نہائے سینہ بریاں نے

جو خاکی ان سے پوچھا آشیاں ہمدردِ انساں نے ۔۔۔ کہا روکر یہ ان کی آہِ سوزاں دردِ پنہاں نے

سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو
پتہ خانہ بدوشوں سے نہ پوچھو آشیانے کا

# قطعۂ تاریخ تکمیل صابری جامع مسجد، غوث نگر، سہارنپور

از نتیجۂ فکر: سید مرغوب امین کاظمی امروہوی

بانی و ناظم و الحاج محمد احمد
عشق احمد میں فنا اہل رضا پاک ضمیر

خاص خوشنودیٔ حق کیلئے آمادہ ہوئے
اہل سنت کی یہاں پر کریں مسجد تعمیر

صابری جامعِ مسجد کا دیا اس کو نام
رنگِ خاکی مئے صابر سے گندھا اس کا خمیر

صرف دل کھول کے پاکیزہ زر و مال کیا
بن گئی مسجد سہ منزلہ آپ اپنی نظیر

نصرت حق سے مکمل ہوا مسجد کا یہ کام
پندرہ سال میں جاندار ہوئی یہ تصویر

حسن میں کیوں نہ ہو یہ دلکش و زیبا جب کہ
بارشِ نور مدینہ سے کریں ماہِ منیر

اے خدا بانیٔ مسجد کی یہ محنت ہو قبول
خلد میں کر دے عطا اس کے صلہ میں جاگیر

فکرِ تکمیل کی تاریخ کی تھی کاظمؔ کو
ہاتفِ غیب نے اک دم کہا کر دے تحریر

"سجدہ گاہِ ملک و جن و بشر، خطۂ خلد"
۲۰۰۳ء

"صابری جامعِ مسجد کی مقدس تنویر"
۱۴۲۴ھ